بہارِ شریعت

(تسہیل و تخریج شدہ)

حصہ ہیژدہم (18)

Compiled by the team of ALAHAZRAT.net

صدر الشریعہ بدر الطریقہ
حضرت علامہ مولانا **امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی



قصاص،

دیت،

ضمان

وغیرہ کے مسائل کا بیان

پیش لفظ

یہ بہارِ شریعت کی کتاب الجنایات کا وہ حصہ ہے جو حضرت استاد نا المکرم فقیہ العصر صدر الشریعہ علامہ مولانا مفتی ابوالعلا محمد امجد علی صاحب رضوی اعظمی قدس سرہ العزیز مکمل نہ کر سکے تھے اور جس کے متعلق مصنف علیہ الرحمۃ نے ''عرضِ حال'' میں تفصیل بیان کی ہے اور بایں الفاظ وصیت فرمائی ہے کہ ''اس کا آخری حصہ تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا، اگر توفیقِ الٰہی سعادت کرتی اور یہ بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے تو فقہ کے جمیع ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہوتی، اور کتاب مکمل ہو جاتی اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علماء اہلِ سنت میں سے کوئی صاحب اِس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمادیں تو میری عین خوشی ہے''۔

الحمدللہ (عزوجل) کہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کے مطابق ہم نے یہ سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، اور اس میں یہ اہتمام بالالتزام کیا ہے کہ مسائل کی مآخذ کتب کے صفحات کے نمبر اور جلد نمبر بھی لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ اہلِ علم کو ماخذ تلاش کرنے میں آسانی ہو، اکثر کتب فقہ کے حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں، جن پر آج کل فتویٰ کا مدار ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے طرز تحریر کو حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، فقہی موشگافیوں اور فقہاء کے قیل وقال کو چھوڑ کر صرف مفتیٰ بہ اقوال کو سادہ اور عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے تاکہ کم تعلیم یافتہ سُنّی بھائیوں کو بھی اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ تصحیح کتابت میں حتی المقدور دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے، پھر بھی اگر کہیں اغلاط رہ گئی ہوں تو اس کے لیے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں، آخر میں محبّ مکرم حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ وممبر قومی اسمبلی پاکستان وعزیز مکرم مولانا حافظ قاری رضاء المصطفیٰ صاحب اعظمی سلمہ، خطیب نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی کے شکرگزار ہیں کہ ان حضرات نے اپنے والدِ ماجد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کی تکمیل کے لیے ہمارا انتخاب فرمایا، ہم اپنی اس حقیر خدمت کو حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ استاذ نا العلام ابوالعلیٰ محمد امجد علی صاحب رضوی قدس سرہ العزیز، مصنف ''بہارِ شریعت'' کی بارگاہ میں بطورِ نذرانہ عقیدہ پیش کرتے ہیں اور اس کا ثواب واجران کی رُوحِ پُرفتوح کو ایصال کرتے ہیں اور بارگاہِ ایزد متعال میں دست بہ دُعا ہیں کہ اس کتاب کے بقیہ دو حصوں کی تکمیل وتصنیف کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد وقار الدین قادری رضوی بریلوی غفرلہ، نائب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی نمبر ۵،

فقیر محبوب رضا غفرلہ مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی یکم جنوری ۱۹۷۷ء

عرضِ حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

حامداً لولیہ و مصلیاً و مسلماً علی حبیبہ وعلی اٰلہٖ وصحبہ اجمعین

لہٰذا بعد فقیر پُر تقصیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ متوطن گھوسی محلّہ کریم الدین پور ضلع اعظم گڑھ عرض پرداز ہے کہ ضرورتِ زمانہ نے اِس طرف توجہ دلائی کہ مسائلِ فقہیہ، صحیحہ ورجیحہ کا ایک مجموعہ اردو زبان میں برادرانِ اسلام کی خدمت میں پیش کیا جائے، اس طرح پر کہ ہمارے عوام بھائی اردو خواں بھی منتفع ہوسکیں، اور اپنی ضروریات میں اس سے کام لیں سکیں۔ اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی تھی جو صحیح مسائل پر مشتمل ہو اور ضروریات کے لیے کافی ووافی ہو، فقیر بوجہ کثرتِ مشاغل دینیہ اتنی فرصت نہیں پاتا تھا کہ اس کام کو پورے طور پر انجام دے سکے، مگر حالتِ زمانہ نے مجبور کیا اور اس کے لیے تھوڑی فرصت نکالنی پڑی، جب کبھی فرصت ہاتھ آجاتی اس کام کو قدرے انجام دے لیتا۔ تدریس کی مشغولیت اور افتاء وغیرہ چند دینی کام ایسے انجام دینے پڑتے جن کی وجہ سے تصنیف کتاب کے لیے فرصت نہ ملتی، مگر اللہ پر توکل کر کے جب یہ کام شروع کر دیا گیا تو بزرگانِ کرام اور مشائخ عظام واساتذۂ اعلام کی دعاؤں کی برکت سے ایک حد تک اس میں کامیابی حاصل ہوئی، اس کتاب کا نام "بہارِ شریعت" رکھا جس کے بفضلہٖ تعالیٰ سترہ حصے مکمل ہوچکے، اور بحمدہٖ تعالیٰ یہ کتاب مسلمانوں میں حد درجہ مقبول ہوئی، عوام تو عوام اہل علم کے لیے بھی نہایت کار آمد ثابت ہوئی۔ اس کتاب کی تصنیف میں عموماً یہی ہوا ہے کہ ماہِ رمضان مبارک کی تعطیلات میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اس میں کچھ لکھ لیا جاتا، یہاں تک کہ جب ۱۹۳۹ء کی جنگ شروع ہوئی اور کاغذ کا ملنا نہایت مشکل ہوگیا اور اس کی طبع میں دشواریاں پیش آگئیں تو اس کی تصنیف کا سلسلہ بھی جو کچھ تھا وہ بھی جاتا رہا، اور یہ کتاب اُس حد تک پوری نہ ہوسکی جس کا فقیر نے ارادہ کیا تھا، بلکہ اپنا ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب کی تکمیل کے بعد اسی نہج پر ایک دوسری کتاب اور بھی لکھی جائے گی جو تصوف اور سلوک کے مسائل پر مشتمل ہوگی جس کا اظہار اس سے پیشتر نہیں کیا گیا تھا۔ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے، چند سال کے اندر متعدد حوادث پیہم ایسے در پیش ہوئے جنہوں نے اس قابل بھی مجھے باقی نہ رکھا کہ بہارِ شریعت کی تصنیف کو حدِ تکمیل تک پہنچاتا۔

۷ شعبان ۱۳۵۸ھ کو میری ایک جوان لڑکی کا انتقال ہوا اور ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ کو میرا منجھلا لڑکا مولوی محمد یحیٰی کا انتقال ہوا۔ شب دہم، رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو بڑے لڑکے مولوی حکیم شمس الہدیٰ نے رحلت کی ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ کو میرا چوتھا لڑکا عطاء المصطفیٰ کا دادوں ضلع علی گڑھ میں انتقال ہوا اور اسی دوران میں مولوی شمس الہدیٰ مرحوم کی تین جوان لڑکیوں کا

اوران کی اہلیہ کا اور مولوی محمد یحیٰؔ مرحوم کے ایک لڑکے کا اور مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کی اہلیہ اور بچی کا انتقال ہوا، اِن پیہم حوادث نے قلب و دماغ پر کافی اثر ڈالا۔ یہاں تک کہ مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کے سوم کے روز جب کہ فقیر تلاوتِ قرآن مجید کر رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا معلوم ہونے لگا اور اس میں برابر ترقی ہوتی رہی اور نظر کی کمزوری اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں، ایسی حالت میں بہارِ شریعت کی تکمیل میرے لیے بالکل دشوار ہوگئی اور میں نے اپنی اس تصنیف کو اس حد پر ختم کر دیا گویا اب اس کتاب کو کامل و اکمل بھی کہا جاسکتا ہے، مگر ابھی اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا۔ اگر توفیقِ الٰہی سعادت کرتی اور بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے تو فقہ کے جمیع ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہوتی۔ اور کتاب مکمل ہوجاتی، اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علمائے اہلِ سُنّت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمائیں تو میری عین خوشی ہے۔ محرم ۱۳۶۲ھ میں فقیر نے چند طلباء خصوصاً عزیزی مولوی مبین الدین صاحب امروہوی و عزیزی مولوی سید ظہیر احمد صاحب نگینوی و حبیبی مولوی حافظ قاری محبوب رضا خان صاحب بریلوی و عزیزی مولوی محمد خلیل مارہروی کے اصرار پر شرح معانی الآثار معروف بطحاوی شریف کا تحشیہ شروع کیا تھا کہ یہ کتاب نہایت معرکۃ الآراء حدیث و فقہ کی جامع حواشی سے خالی تھی۔ استاذنا المعظم حضرت مولٰنا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب پر کہیں کہیں کچھ تعلیقات تحریر فرمائے ہیں جو بالکل طلبہ کے لیے ناکافی ہیں، مکمل اور مفصل حاشیہ کی اشد ضرورت تھی، اس تحشیہ کا کام سنہ مذکورہ میں تقریباً سات ماہ تک کیا مگر مولوی عطاء المصطفیٰ کی علالتِ شدیدہ، پھر اُن کے انتقال نے اس کام کا سلسلہ بند کرنے پر مجبور کیا، جلد اول کا نصف بفضلہ تعالیٰ محشّٰی ہوچکا ہے جس کے صفحات کی تعداد باریک قلم سے ۴۵۰ ہیں اور ہر صفحہ ۳۵ یا ۳۶ سطر پر مشتمل ہے، اگر کوئی صاحب اس کام کو بھی آخر تک پہنچائیں تو میری عین خوشی ہے، خصوصاً اگر میرے تلامذہ میں سے کسی کو ایسی توفیق نصیب ہو اور اس کتاب کے تحشیہ کی خدمت انجام دیں تو ان کی عین سعادت اور میری قلبی مسرت کا باعث ہوگی۔

سب سے آخر میں ان تمام حضرات سے جو اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں، فقیر کی التجا ہے کہ وہ صمیمِ قلب سے اس فقیر کے لیے حُسنِ خاتمہ اور مغفرتِ ذنوب کی دُعا کریں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان کو اور اس فقیر کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اتباع نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والحمدللّٰہ ربّ العٰلمین وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علی خیرِ خلقِہٖ وقاسم رزقِہٖ سیّدِنا و مولانا محمدٍ والہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین واٰخر دعوانا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمین

فقیر امجد علی عفی عنہ

قادری منزل بڑا گاؤں، گھوسی اعظم گڑھ یوپی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

جنایات کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝۱۷۸ وَ لَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝۱۷۹﴾[1] (پ ۲، ع ۶)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! قصاص یعنی جو ناحق قتل کیے گئے ان کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو تو بھلائی سے تقاضا کرے اور اچھی طرح سے اس کو ادا کردے۔ یہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لیے آسانی ہے اور تم پر مہربانی ہے، اب اس کے بعد جو زیادتی کرے اُس کے لیے دردناک عذاب ہے اور تمہارے لیے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے۔ اے عقل والو تاکہ تم بچو۔''

اور فرماتا ہے:

﴿وَ كَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَ الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۴۵﴾[2]

ترجمہ: ''اور ہم نے توریت میں اُن پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔ پھر جو معاف کردے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور جو اللہ کے نازل کیے پر حکم نہ کرے[3] وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔''

حدیث:۔ امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت[4] نہ تھی تو اللہ تعالٰی نے اس امت کے لیے فرمایا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى ؕ (الآیۃ) ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں، عفو[5] یہ ہے کہ قتلِ عمد میں دیت قبول کرے اور اتباع بالمعروف یہ ہے کہ

---

1 ...... پ ۲، البقرۃ: ۱۷۸، ۱۷۹.
2 ...... پ ۶، المائدۃ: ۴۵.
3 ...... یعنی فیصلہ نہ کرے۔
4 ...... خون بہا۔
5 ...... یعنی معاف کرنا۔

بھلائی سے طلب کرے اور قاتل اچھی طرح ادا کرے۔[1]

اور فرماتا ہے:

﴿ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًاؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًاؕ ﴾[2] (پ۶،ع۹)

''اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب انسانوں کو زندہ رکھا۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔاۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّصَّدَّقُوْاؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ فَدِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍۚ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ٘ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا(۹۲) وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا(۹۳) ﴾[3] (پ۵،ع۱۰)

ترجمہ:''اور مسلمان کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر غلطی کے طور پر اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک غلام مسلم کا آزاد کرنا ہے اور خوں بہا کہ مقتول کے لوگوں کو دیا جائے مگر یہ کہ وہ معاف کردیں۔ پھر وہ اگر اس قوم سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان مملوک کو آزاد کیا جائے۔ پھر جو نہ پائے وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ سے اس کی توبہ ہے اللہ (عزوجل) جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ اس میں مدتوں رہے اور اللہ (عزوجل) نے اس پر غضب فرمایا اور اس پر لعنت کی اور اس پر بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔''

حدیث ۱: امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''کسی مسلمان مرد کا جو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی گواہی اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہے۔ خون صرف

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات، باب من قتل له قتيل... إلخ، الحديث: ٦٨٨١، ج٤، ص٣٦٢.

2 ...... پ ٦، المائدة: ٣١.

3 ...... پ ٥، النساء: ٩٢، ٩٣.

تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہے۔ نفس کے بدلے میں نفس، ثیب زانی[1] اور اپنے مذہب سے نکل کر جماعت اہل اسلام کو چھوڑ دے (مرتد ہوجائے یا باغی ہوجائے)۔''[2]

حدیث ۲: امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''مسلمان اپنے دین کے سبب کشادگی میں رہتا ہے جب تک کوئی حرام خون نہ کرلے۔''[3]

حدیث ۳: صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن سب سے پہلے خون ناحق کے بارے میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔''[4]

حدیث ۴: امام بخاری اپنی صحیح میں عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما[5] سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''جس نے کسی معاہد (ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا اور بے شک جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔''[6]

حدیث ۵ و ۶: امام ترمذی اور نسائی عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالٰی عنہما[7] سے اور ابن ماجہ براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''بے شک دنیا کا زوال اللہ پر آسان ہے۔ ایک مرد مسلم کے قتل سے۔''[8]

حدیث ۷ و ۸: امام ترمذی ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین والے ایک مرد مومن کے خون میں شریک ہوجائیں تو سب کو اللہ تعالٰی جہنم میں اوندھا کرکے ڈال دے گا۔[9]

---

1 ...... شادی شدہ زانی۔

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالی ﴿ ان النفس بالنفس... إلخ ﴾، الحدیث: ٦٨٧٨، ج٤، ص٣٦١.

3 ...... المرجع السابق، باب قول اللہ تعالی ﴿ومن یقتل مؤمناً متعمداً... إلخ ﴾، الحدیث: ٦٨٦٢، ج٤، ص٣٥٦.

4 ...... المرجع السابق، الحدیث: ٦٨٦٤، ج٤، ص٣٥٧.

5 ...... بہارشریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "عبداللہ بن عمر" رضی اللہ تعالٰی عنہما لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ "بخاری شریف" اور دیگر کتب حدیث میں "عبداللہ بن عَمْرو" رضی اللہ تعالٰی عنہما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کردی ہے۔... علمیہ

6 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الجزیة والموادعة، باب إثم من قتل معاهدا بغیر جرم، الحدیث: ٣١٦٦، ج٢، ص٣٦٥.

7 ...... بہارشریعت کے نسخوں میں اس مقام پر "عبداللہ بن عمر" رضی اللہ تعالٰی عنہما لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ "جامع الترمذی اور سنن نسائی" اور دیگر کتب حدیث میں "عبداللہ بن عَمْرو" رضی اللہ تعالٰی عنہما مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کردی ہے۔... علمیہ

8 ...... "جامع الترمذي"، کتاب الدیات، باب ماجاء في تشدید قتل المؤمن، الحدیث: ١٤٠٠، ج٣، ص٩٩.

9 ...... المرجع السابق، باب الحکم في الدماء، الحدیث: ١٤٠٣، ج٣، ص١٠٠.

حدیث۹: امام مالک نے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پانچ یا سات نفر کو[1] ایک شخص کو دھوکا دے کر قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا اور فرمایا کہ اگر صنعا[2] کے سب لوگ اس خون میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی کے مثل ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے۔[3]

حدیث۱۰: دار قطنی حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "جب ایک مرد دوسرے کو پکڑ لے اور کوئی اور آکر قتل کر دے تو قاتل قتل کر دیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔"[4]

حدیث۱۱: امام ترمذی اور امام شافعی حضرت ابی شریح کعبی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا: "پھر تم نے اے قبیلۂ خزاعہ ہذیل[5] کے آدمی کو قتل کر دیا اب میں اس کی دیت خود دیتا ہوں، اس کے بعد جو کوئی کسی کو قتل کرے تو مقتول کے گھر والے دو چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کریں اگر پسند کریں تو قتل کریں اور اگر وہ چاہیں تو خوں بہا لیں۔"[6]

حدیث۱۲: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضرت ربیع نے جو انس بن مالک (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی پھوپھی تھیں ایک انصاریہ عورت کے دانت توڑ دیئے تو وہ لوگ نبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم) نے قصاص کا حکم فرمایا۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کے چچا انس بن النضر نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم)، قسم اللہ (عزوجل) کی ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے تو رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ اے انس! اللہ (عزوجل) کا حکم قصاص کا ہے، اس کے بعد وہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے دیت قبول کر لی، رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ "اللہ (عزوجل) کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ (عزوجل) پر قسم کھائیں تو اللہ تعالٰی ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔"[7]

حدیث۱۳: امام بخاری اپنی صحیح میں ابو جُحَیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجهہ

---

1 ...... یعنی آدمیوں کو۔

2 ...... یمن کا دار الحکومت۔

3 ...... "الموطأ" للإمام مالك، كتاب العقول، باب ماجاء في الغيلة والسحر، الحديث: ١٦٧١، ج٢، ص٣٧٧.

4 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحدود والديات... إلخ، الحديث: ٣٢٤٣، ج٣، ص١٦٧.

5 ...... عرب کا ایک قبیلہ۔

6 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ماجاء في حكم ولي القتيل... إلخ، الحديث: ١٤١٠، ج٣، ص١٠٤.

7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب قوله (والجروح قصاص)، الحديث: ٤٦١١، ج٣، ص١٢٥.

سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو قرآن میں نہیں، تو انہوں نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا فرمایا، ہمارے پاس وہی ہے جو قرآن میں ہے مگر اللہ نے جو قرآن کی سمجھ کسی کو دے دی اور ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے''۔ میں نے کہا، اس صحیفہ میں کیا ہے؟ تو فرمایا: دیت اور اس کے احکام اور قیدی کو چھڑانا اور یہ کہ کوئی مسلم کسی کافر (حربی) کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔ [1]

حدیث ۱۴: ابوداود و نسائی حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور ان کے ادنیٰ کے ذمہ کو پورا کیا جائے گا اور جو دور والوں نے غنیمت حاصل کی ہو وہ سب لشکریوں کو ملے گی اور وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک ہیں۔ خبردار کوئی مسلمان کسی کافر (حربی) کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ کوئی ذمی، جب تک وہ ذمہ میں باقی ہے۔ [2]

حدیث ۱۵: ترمذی اور دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا کہ حدیں مسجد میں قائم نہ کی جائیں اور اگر باپ نے اپنی اولاد کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ [3]

حدیث ۱۶: ترمذی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) باپ کے قصاص میں بیٹے کو قتل کرتے اور بیٹے کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کرتے یعنی اگر بیٹے نے باپ کو قتل کیا تو بیٹے سے قصاص لیتے اور باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہ لیتے۔ [4]

حدیث ۱۷: ابوداود و نسائی ابو رمثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے دریافت کیا، یہ کون ہے؟ میرے والد نے کہا، یہ میرا لڑکا ہے آپ اس کے گواہ رہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے فرمایا: ''خبردار نہ یہ تمہارے اوپر جنایت کرسکتا ہے اور نہ تم اس پر جنایت کرسکتے ہو۔ [5] (بلکہ جو جنایت کرے گا وہی ماخوذ ہوگا)

حدیث ۱۸: امام ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھر کا جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو کھڑکی سے جھانک کر فرمایا کہ میں تم کو خدا (تعالٰی) کی قسم

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات، باب لايقتل المسلم بالكافر، الحديث: ٦٩١٥، ج٤، ص٣٧٤.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الديات، باب إيقاد المسلم بالكافر، الحديث: ٤٥٣٠، ٤٥٣١، ج٤، ص٢٣٨، ٢٣٩.

3 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ماجاء في الرجل يقتل ابنه... إلخ، الحديث: ١٤٠٦، ج٣، ص١٠١.

4 ...... المرجع السابق، الحديث: ١٤٠٤، ج٣، ص١٠٠.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الديات، باب لايؤخذ أحد بجريرة أخيه أو أبيه، الحديث: ٤٤٩٥، ج٤، ص٢٢٣.

دلاتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا ہے کہ ''کسی مرد مسلم کا خون حلال نہیں ہے۔ مگر تین وجہوں سے، احصان کے بعد[1] زنا سے یا اسلام کے بعد کفر سے یا کسی نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کر دینے سے'' انہیں وجوہ سے قتل کیا جائے گا۔ قسم خدا کی، نہ میں نے زمانہ کفر میں زنا کیا اور نہ زمانہ اسلام میں اور جب سے میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلَّم سے بیعت کی مرتد نہیں ہوا اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ تعالٰی نے حرام فرمایا، قتل نہیں کیا پھر تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو۔[2]

حدیث ۱۹: ابو داود حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ مومن تیز رو[3] اور صالح رہتا ہے جب تک حرام خون نہ کرلے اور جب حرام خون کرلیتا ہے تو اب وہ تھک جاتا ہے[4]۔[5]

حدیث ۲۰: ابو داود انہیں سے اور نسائی معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''امید ہے کہ گناہ کو اللہ (عزوجل) بخش دے گا مگر اس شخص کو نہ بخشے گا جو مشرک ہی مرجائے یا جس نے کسی مرد مومن کو قصداً ناحق قتل کیا۔[6] (اس کی تاویل آگے آئے گی)

حدیث ۲۱: امام ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ'' اس نے ناحق جان بوجھ کر قتل کیا وہ اولیائے مقتول کو دے دیا جائے گا۔ پس وہ اگر چاہیں قتل کریں اور اگر چاہیں دیت لیں۔[7]

حدیث ۲۲: دارمی نے ابن شریح خزاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلَّم کو فرماتے سنا ہے کہ ''جو اس بات کے ساتھ مبتلا ہو کہ اس کے یہاں کوئی قتل ہوگیا یا زخمی ہوگیا تو تین چیزوں میں سے ایک اختیار کرے۔ اگر چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو (یعنی روک دو) یہ اختیار ہے کہ قصاص لے یا معاف کرے یا دیت لے پھر ان تینوں باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے بعد اگر کوئی زیادتی کرے تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔''[8]

---

1 ...... یعنی شادی شدہ ہونے کے بعد۔

2 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لايحل دم إمرئ مسلم... إلخ، الحديث: ٢١٦٥، ج٤، ص٦٤.

3 ...... یعنی مؤمن نیکی میں جلدی کرنے والا ہوتا ہے۔

4 ...... یعنی قتل ناحق کی نحوست سے انسان توفیق خیر سے محروم رہ جاتا ہے اسی کو تھک جانے سے تعبیر فرمایا۔

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الفتن والملاحم، باب في تعظيم قتل المؤمن، الحديث: ٤٢٧٠، ج٤، ص١٣٩.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ماجاء في الدية كم هي من الإبل، الحديث: ١٣٩٢، ج٣، ص٩٥.

8 ...... "سنن الدارمي"، كتاب الديات، باب الدية في قتل العمد، الحديث: ٢٣٥١، ج٢، ص٢٤٧.

حدیث ۲۳: ابوداود جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلّم نے فرمایا ''کہ میں اس کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا۔''(1)

حدیث ۲۴: امام ترمذی وابن ماجہ نے ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلّم کو فرماتے سنا ہے کہ ''جس کے جسم میں کوئی زخم لگ جائے پھر وہ اس کا صدقہ کردے (معاف کردے) تو اللہ (عزوجل) اس کا ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔''(2)

حدیث ۲۵: امام بخاری اپنی صحیح میں عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلّم! کون سا گناہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک بڑا ہے؟ فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کا کوئی شریک بتائے، حالانکہ اللہ (عزوجل) ہی نے تم کو پیدا کیا۔ عرض کی پھر کون سا گناہ؟ فرمایا پھر یہ کہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ کہا۔ پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا، پھر یہ کہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ پس اللہ (عزوجل) نے اس کی تصدیق نازل فرمائی:(3)

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾﴾(4)

''اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ناحق قتل نہیں کرتے، اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، اس کے لیے چند در چند(5) عذاب کیا جائے گا قیامت کے دن۔(6) اور وہ اس میں مدتوں ذلت کے ساتھ رہے گا، مگر جو توبہ کرلے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے۔ اللہ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ مغفرت والا رحم والا ہے۔''

حدیث ۲۶: امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ان نُقَبا سے ہوں جنہوں نے (لیلۃ العقبہ(7) میں) رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وسلّم سے بیعت کی۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الديات، باب من يقتل بعد أخذ الدية، الحديث: ٤٥٠٧، ج٤، ص٢٢٩.

2 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الديات، باب ماجاء في العفو، الحديث: ١٣٩٨، ج٣، ص٩٧.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات باب قول الله تعالى ﴿ومن يقتل مؤمنا متعمداً...إلخ﴾، الحديث: ٦٨٦١، ج٤، ص٣٥٦.

4 ...... الفرقان: ٦٨ - ٧٠.

5 ...... بہت زیادہ۔

6 ...... بہارِ شریعت میں اس مقام پر "یوم القیمۃ" کا ترجمہ "قیامت کے دن" موجود نہیں تھا، لہٰذا متن میں کنزالایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔۔۔ علمیہ

7 ...... عقبہ سے مراد جمرۃ العقبہ ہے جو منٰی میں واقع ہے، اس مقام پر رات کے وقت چند انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت کی جن میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی شامل تھے۔

تھی کہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور زنا نہ کریں گے اور چوری نہ کریں گے اور ایسی جان کو قتل نہ کریں گے جس کو اللہ (عزوجل) نے حرام فرمایا اور لوٹ نہ کریں گے اور خدا (تعالیٰ) کی نافرمانی نہ کریں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم کو جنت دی جائے گی اور اگر ان میں سے کوئی کام ہم نے کیا تو اس کا فیصلہ اللہ (عزوجل) کی طرف ہے۔[1]

حدیث ۲۷: امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: ''اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں۔ حرم[۱] میں الحاد کرنے والا اور اسلام میں طریقۂ[۲] جاہلیت کا طلب کرنے والا اور کسی[۳] مسلمان شخص کا ناحق خون طلب کرنے والا تا کہ اسے بہائے۔[2]

حدیث ۲۸: امام ابوجعفر طحاوی نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا کہ ''قصاص میں قتل تلوار ہی سے ہوگا۔''[3]

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: قتل ناحق کی پانچ صورتیں ہیں۔ (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطا (۴) قائم مقام خطا (۵) قتل بالسبب۔ قتل عمد یہ ہے کہ کسی دھاردار آلے سے قصداً قتل کرے۔ آگ سے جلا دینا بھی قتل عمد ہی ہے۔ دھاردار آلہ مثلاً تلوار، چھری یا لکڑی اور بانس کی کھپچی[4] میں دھار نکال کر قتل کیا یا دھاردار پتھر سے قتل کیا، لوہا، تانبا اور پیتل وغیرہ کی کسی چیز سے قتل کرے گا، اگر اس سے جرح یعنی زخم ہوا تو قتل عمد ہے، مثلاً چھری، خنجر، تیر، نیزہ، بلّم[5] وغیرہ کہ یہ سب آلۂ جارحہ[6] ہیں۔ گولی اور چھرے سے قتل ہوا، یہ بھی اسی میں داخل ہے۔[7] (ہدایہ ص ۵۵۹ جلد ۴، درمختار و شامی ص ۳۶۶ جلد ۵، بحر الرائق ص ۲۸۷، جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۹۷ ج ۶ طحطاوی ص ۲۵۷ جلد ۴)

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الديات، باب قول الله تعالى ﴿ومن احياها﴾، الحديث: ٦٨٧٣، ج٤، ص ٣٥٩.

2 ......المرجع السابق، باب من طلب دم إمرئ بغير حق، الحديث: ٦٨٨٢، ج٤، ص ٣٦٢.

3 ......"شرح معاني الآثار"، كتاب الجنايات، باب الرجل يقتل رجلا كيف يقتل؟، الحديث: ٤٩١٧، ج٣، ص ٨١.

4 ...... بانس کا چرا ہوا ٹکڑا۔

5 ......لمبی لاٹھی جس کے سرے پر نوک دار بھال ہوتی ہے، بھالا، برچھا۔

6 ......یعنی زخمی کرنے والے آلے ہیں۔

7 ......"الهداية" كتاب الجنايات، ج ٢، ص ٤٤٢.

و "الدر المختار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٥٥ ـ ١٥٧.

مسئلہ ۲: قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت سخت گنہ گار ہے۔[1] (درمختار و شامی ص ۴۶۷ ج ۵، تبیین ص ۹۸ جلد ۶، بحرالرائق ص ۲۸۸ جلد ۸، طحطاوی ص ۲۵۸ جلد ۴، درر غرر ص ۸۹ جلد ۲، عالمگیری ص ۲ جلد ۶)

کفر کے بعد تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ قتل ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا ﴾[2] (پ ۵، ع ۱۰)

''جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم میں مدتوں[3] رہنا ہے۔''

ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اس کے متعلق صحابہ کرام (رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم) میں اختلاف ہے جیسا کہ کتب حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسے قاتل کی بھی مغفرت ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو بخش دے[4] جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾[5] (پ ۵، ع ۴)

''بے شک اللہ (عزوجل)[6] شرک یعنی کفر کو تو نہیں بخشے گا اس سے نیچے جتنے گناہ ہیں جس کے لیے چاہے گا مغفرت فرمادے گا۔''

اور پہلی آیت کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ مومن کو جو بحیثیت مومن قتل کرے گا یا اس کے قتل کو حلال سمجھے گا وہ بے شک ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا خلود سے مراد بہت دنوں تک رہنا ہے۔

مسئلہ ۳: قتل عمد کی سزا دنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے۔ ہاں اگر اولیائے مقتول معاف کر دیں یا قاتل سے مال لے کر مصالحت کر لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یعنی قاتل اگر قصاص کو کہے تو اولیائے مقتول اس سے مال نہیں لے سکتے۔ مال پر مصالحت کی صورت میں دیت کے برابر یا کم یا زیادہ تینوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ یعنی مال لینے کی صورت میں یہ ضروری نہیں کہ دیت سے زیادہ نہ ہو اور جس مال پر صلح ہوئی وہ دیت کی قسم سے ہو یا دوسری جنس سے ہو دونوں صورتوں میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔[7] (عالمگیری ص ۳ جلد ۶، طحطاوی ص ۲۵۸ جلد ۴، تبیین ص ۹۸ جلد ۶، بحرالرائق ص ۲۹۰ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۴۶۷ ج ۵)

---

1 ...... "الدر المختار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٥٨.

2 ...... پ ٥، النساء: ٩٣.

3 ...... بہارِ شریعت میں اس مقام پر "خالداً" کا ترجمہ "مدتوں" موجود نہیں تھا، لہٰذا متن میں کنز الایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمیه

4 ...... "الدر المختار" و "رد المحتار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٥٨.

5 ...... پ ٥، النساء: ٤٨.

6 ...... بہارِ شریعت میں اس مقام پر "اِنَّ اللّٰهَ" کا ترجمہ "بے شک اللہ (عزوجل)" موجود نہیں تھا، لہٰذا متن میں کنز الایمان سے اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔... علمیه

7 ...... "الدر المختار" و "رد المحتار"، كتاب الجنايات، ج ١٠، ص ١٥٨.

مسئلہ۴: قتل عمد میں قاتل کے ذمے کفارہ واجب نہیں۔[1] (طحطاوی ص ۲۵۸ ج ۴، بحر الرائق ص ۲۹۱ ج ۸، تبیین ص ۹۹ ج ۶، درمختار و شامی ص ۴۶۷ ج ۵، درر غرر ص ۸۹ ج ۲، عامہ متون)

مسئلہ۵: اگر اولیاء میں سے کسی ایک نے معاف کر دیا تو بھی باقی کے حق میں قصاص ساقط ہو جائے گا لیکن دیت واجب ہو جائے گی۔[2] (تبیین الحقائق ص ۹۹ ج ۶)

مسئلہ۶: اولیائے مقتول نے اگر نصف قصاص معاف کر دیا تو کل ہی معاف ہو گیا، یعنی اس میں تجزی نہیں ہو سکتی، اب اگر یہ چاہیں کہ باقی نصف کے مقابل میں مال لیں، یہ نہیں ہو سکتا۔[3] (شلبی بر تبیین ص ۹۹ ج ۶)

مسئلہ۷: قتل کی دوسری قسم شبہ عمد ہے۔ وہ یہ کہ قصداً قتل کرے مگر اسلحہ سے یا جو چیزیں اسلحہ کے قائم مقام ہوں ان سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مار ڈالا یہ شبہ عمد ہے اس صورت میں بھی قاتل گنہ گار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصبہ پر دیت مغلظہ واجب جو تین سال میں ادا کریں گے۔ دیت کی مقدار کیا ہو گی اس کو آئندہ ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔[4] (طحطاوی ص ۲۵۸ جلد ۴، بحر الرائق ص ۲۹۱ ج ۸، تبیین ص ۱۰۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۴۶۸ ج ۵، درر غرر ص ۹۰ ج ۲)

مسئلہ۸: شبہ عمد مار ڈالنے ہی کی صورت میں ہے۔ اور اگر وہ جان سے نہیں مارا گیا بلکہ اس کا کوئی عضو تلف ہو گیا مثلاً لاٹھی سے مارا اور اس کا ہاتھ یا انگلی ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی تو اس کو شبہ عمد نہیں کہیں گے بلکہ یہ عمد ہے اور اس صورت میں قصاص ہے۔[5] (دُرر غرر ص ۹۰، جلد ۲، بحر الرائق، ص ۲۸۷ ج ۸، درمختار و شامی ص ۴۶۸ ج ۵، طحطاوی ص ۲۵۹ جلد ۴، عالمگیری ص ۳ جلد ۶)

مسئلہ۹: تیسری قسم قتل خطا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی ہوئی، مثلاً اس کو شکار سمجھ کر قتل کیا اور یہ شکار نہ تھا بلکہ انسان تھا یا حربی یا مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ وہ مسلم تھا دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی مثلاً شکار پر یا چاند ماری پر گولی چلائی اور لگ گئی آدمی کو کہ یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکار ہی کو شکار سمجھا اور شکار ہی پر گولی چلائی مگر ہاتھ بہک گیا۔ گولی شکار کو نہیں لگی بلکہ آدمی کو لگی، اسی کی یہ دو صورتیں بھی ہیں۔ نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کو لگی یا نشانہ سے پار ہو کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا دوسرے کو لگی یا ایک شخص کے ہاتھ میں مارنا

---

1 ...... "کنز الدقائق"، کتاب الجنایات، ص ٤٤٨.

2 ...... "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، ج٧، ص ٢١٢.

3 ...... "حاشیة الشلبی" علی "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، ج٧، ص ٢١٢.

4 ...... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، ج ١٠، ص ١٦١.

5 ...... "درر الحکام" شرح "غرر الأحکام"، کتاب الجنایات، الجزء الثانی، ص ٩٠.

چاہتا تھا دوسرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر ٹپا کھا کرلوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ کر کسی آدمی پر گری اور وہ مرگیا یہ سب صورتیں قتل خطا کی ہیں۔[1] (درمختار وشامی ص ۴۶۹ جلد ۵ ،طحطاوی ص ۲۵۹ جلد ۴، تبیین ص ۱۰۱ جلد ۶، بحرالرائق ص ۲۹۲ جلد ۸)

مسئلہ ۱۰: قتل خطا کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت واجب ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ قتل خطا کی دو صورتیں ہیں اور ان میں اس کے ذمے قتل کا گناہ نہیں۔ یہ تو ضرور گناہ ہے کہ ایسے آلہ کے استعمال میں اس نے بے احتیاطی برتی، شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔[2] (درر غرر ص ۹۰، ج ۲، طحطاوی ص ۲۶۰ ج ۴، بحرالرائق ص ۲۹۲ ج ۸، تبیین ص ۱۰۱ ج ۶، درمختار وشامی ص ۴۶۹ ج ۵)

مسئلہ ۱۱: مقتول کے جسم کے جس حصہ پر وار کرنا چاہتا تھا وہاں نہیں لگا۔ دوسری جگہ لگا یہ خطا نہیں ہے بلکہ عمد ہے اور اس میں قصاص واجب ہے۔[3] (بحرالرائق ص ۲۹۱، ج ۸، تبیین ص ۱۰۱ ج ۶، درمختار ص ۴۶۹ ج ۵، عالمگیری ص ۳ ج ۶ وہدایہ)

مسئلہ ۱۲: قتل کی ان تینوں قسموں میں قاتل میراث سے محروم ہوتا ہے یعنی اگر کسی نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کا ترکہ اس کو نہیں ملے گا بشرطیکہ جس سے قتل ہوا وہ مکلف[4] ہو اور اگر مجنوں یا بچہ ہے تو میراث سے محروم نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری ص ۳ ج ۶، بحرالرائق ص ۲۹۳، ج ۸، تبیین ص ۱۰۲ ج ۶، درمختار وشامی ص ۴۷۰ ج ۵، شلبی بر تبیین ص ۹۸ ج ۶، طحطاوی ص ۲۶۰ جلد ۴)

مسئلہ ۱۳: چوتھی قسم قائم مقام خطا جیسے کوئی شخص سوتے میں کسی پر گر پڑا اور یہ مرگیا اسی طرح چھت سے کسی انسان پر گرا اور مرگیا قتل کی اس صورت میں بھی وہی احکام ہیں جو خطا میں ہیں یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبہ پر دیت اور قاتل میراث سے محروم ہوگا اور اس میں بھی قتل کرنے کا گناہ نہیں، مگر یہ گناہ ہے کہ ایسی بے احتیاطی کی جس سے ایک انسان کی جان ضائع کی۔[6] (عالمگیری ص ۳ جلد ۶، بحرالرائق ص ۲۹۲، ج ۸، درمختار وشامی ص ۴۶۹ جلد ۵، تبیین ص ۱۰۱ جلد ۶، درر غرر ص ۹۱ جلد ۲)

مسئلہ ۱۴: پانچویں قسم قتل بالسبب، جیسے کسی شخص نے دوسرے کی ملک میں کنواں کھدوایا، یا پتھر رکھ دیا، یا راستہ میں لکڑی رکھ

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۱، ۱۶۲.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۰، ۱۶۱.

3 ...... المرجع السابق، ص ۱۶۲.

4 ...... یعنی عاقل، بالغ ہو۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۴.

6 ...... المرجع السابق.

دی اور کوئی شخص کنویں میں گر کر یا پتھر وغیرہ یا لکڑی سے ٹھوکر کھا کر مر گیا۔ اس قتل کا سبب وہ شخص ہے جس نے کنواں کھودا تھا اور پتھر وغیرہ رکھ دیا تھا۔ اس صورت میں اس کے عصبہ کے ذمے دیت ہے۔ قاتل پر نہ کفارہ ہے نہ قتل کا گناہ، اس کا گناہ ضرور ہے کہ پرائی ملک میں کنواں کھدوایا یا وہاں پتھر رکھ دیا۔[1] (درمختار ص ۴۶۹ جلد ۵، تبیین ص ۱۰۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۲۹۳ ج ۸، عالمگیری ص ۳ جلد ۶)

کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں

مسئلہ ۱: قتل عمد میں قصاص واجب ہوتا ہے کہ ایسے کو قتل کیا جس کے خون کی محافظت ہمیشہ کے لیے ہو۔ جیسے مسلم یا ذمی کہ اسلام نے ان کی محافظت کا حکم دیا ہے۔ بشرطیکہ قاتل مکلف ہو، یعنی عاقل بالغ ہو۔ مجنون یا نابالغ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ اگر قتل کے وقت عاقل تھا اور بعد میں مجنون ہو گیا۔ اگر قتل کے لیے ابھی تک حوالے نہیں کیا گیا ہے۔ قصاص ساقط ہو جائے گا اور اگر قصاص کا حکم ہو چکا اور قتل کرنے کے لیے دیا جا چکا ہے اس کے بعد مجنون ہو گیا تو قصاص ساقط نہیں ہو گا اور ان صورتوں میں بجائے قصاص اس پر دیت واجب ہو گی۔[2] (بحر الرائق ص ۲۹۴ جلد ۸، شامی ص ۴۷۰ جلد ۵)

مسئلہ ۲: جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں آ جاتا ہے۔ اس نے اگر حالتِ افاقہ میں کسی کو قتل کیا ہے تو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ ہاں اگر قتل کے بعد اسے جنون مطبق ہو گیا تو قصاص ساقط ہو گیا اور جنون مطبق نہیں ہے تو قتل کیا جائے گا۔[3] (بزازیہ بر ہندیہ ص ۳۸۱ ج ۶، درمختار شامی ج ۵ ص ۴۷۰، قاضی خان بر ہندیہ ص ۳۸۱ ج ۳)

مسئلہ ۳: قصاص کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ قاتل و مقتول کے مابین شبہ نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً باپ بیٹا اور آقا و غلام کہ یہاں قصاص نہیں اور اگر مقتول نے قاتل کو کہہ دیا کہ مجھے قتل کر ڈال، اس نے قتل کر دیا اس میں بھی قصاص واجب نہیں۔[4] (درمختار و شامی ص ۴۷۰ جلد ۵)

مسئلہ ۴: آزاد کو آزاد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا اور غلام کے بدلے میں بھی قتل کیا جائے گا اور غلام کو[5] غلام کے بدلے میں اور آزاد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ مرد کو عورت کے بدلے میں اور عورت کو مرد کے بدلے میں قتل کیا جائے

---

1 ......"الدرالمختار"، كتاب الحنايات، ج ١٠، ص ١٦٣.

2 ......"رد المحتار"، كتاب الحنايات، فصل فيمايوجب القود... إلخ ١٠، ص ١٦٤.

3 ......"الدرالمختار" و "رد المحتار"، كتاب الحنايات، فصل فيمايوجب القود... إلخ ١٠، ص ١٦٤.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... جبکہ غلام کا مالک نہ ہو جیسا کہ مسئلہ نمبر ۳، اور مسئلہ نمبر ۸ میں مذکور ہے۔

گا۔ مسلم کوذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ حربی اور مستامن کے بدلے میں نہ مسلم سے قصاص لیا جائے گا نہ ذمی سے، اسی طرح مستامن سے مستامن کے مقابل میں قصاص نہیں۔ ذمی نے ذمی کو قتل کیا، قصاص لیا جائے گا اور قتل کے بعد قاتل مسلمان ہو گیا جب بھی قصاص ہے۔[1] (شامی و درمختار ص ۴۷۱ جلد ۵، بحرالرائق ص ۲۹۶ جلد ۸، عالمگیری ص ۳ جلد ۶)

مسئلہ ۵: مسلم نے مرتد یا مرتدہ کو قتل کیا اس صورت میں قصاص نہیں۔ دو مسلمان دارالحرب میں امان لے کر گئے اور ایک نے دوسرے کو وہیں قتل کر دیا قصاص نہیں۔[2] (قاضی خان بر عالمگیری ص ۴۴۱ جلد ۳، بحرالرائق ص ۲۹۶ جلد ۸، عالمگیری ص ۳ ج ۶)

مسئلہ ۶: عاقل سے مجنوں کے بدلے میں اور بالغ سے نابالغ کے بدلے میں اور انکھیارے سے اندھے کے بدلے میں اور ہاتھ پاؤں والے سے لنجے[3] یا جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں اس کے بدلے میں تندرست سے بیمار کے بدلے میں اور مرد سے عورت کے بدلے میں قصاص لیا جائے گا۔[4] (درمختار و شامی، ص ۴۷۲ جلد ۵، بحرالرائق ص ۲۹۶ جلد ۸، عالمگیری ص ۳ جلد ۶، قاضی خان بر عالمگیری، ص ۴۳۶، جلد ۳)

مسئلہ ۷: اصول نے فروع کو قتل کیا مثلاً باپ ماں، دادا دادی، نانا نانی نے بیٹے یا پوتے یا نواسے کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں بلکہ خود اس قاتل سے دیت دلوائی جائے گی بلکہ باپ کے ساتھ اگر بیٹے کے قتل میں کوئی اجنبی بھی شریک تھا تو اس اجنبی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس سے بھی دیت ہی لی جائے گی۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دو شخصوں نے مل کر اگر کسی کو قتل کیا اور ان میں ایک وہ ہے کہ اگر وہ تنہا کرتا تو قصاص واجب ہوتا اور دوسرا وہ ہے کہ تنہا قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوتا تو اس پہلے سے بھی قصاص واجب نہیں، مثلاً اجنبی اور باپ دونوں نے قتل کیا یا ایک نے قصداً قتل کیا اور دوسرے نے خطا کے طور پر، ایک نے تلوار سے قتل کیا دوسرے نے لاٹھی سے، ان سب صورتوں میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت واجب ہے۔[5] (عالمگیری ج ۶، ص ۴، بحرالرائق ج ۸ ص ۲۹۷، قاضی خان بر ھندیہ ج ۳ ص ۴۴۱، شامی ج ۵ ص ۴۷۲)

مسئلہ ۸: مولیٰ نے اپنے غلام کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں۔ اسی طرح اپنے مدبر یا مکاتب یا اپنی اولاد کے غلام کو قتل

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني فيمن يقتل قصاصاً.. إلخ، ج ٦، ص ٣.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... یعنی ہاتھ پاؤں سے معذور۔

4 ...... "الدر المختار" و "رد المحتار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... إلخ، ج ١٠، ص ١٦٨.

5 ...... المرجع السابق، ص ١٦٨، ١٦٩.

کیا یا اس غلام کو قتل کیا جس کے کسی حصہ کا قاتل مالک ہے۔[1] (درمختار ص ۴۷۲، ج ۵، عالمگیری ص ۴، ج ۶، بحر الرائق ص ۲۹۷ ج ۸، تبیین ص ۱۰۵، ج ۶)

مسئلہ ۹: قتل سے قصاص واجب تھا مگر اس کا وارث ایسا شخص ہوا کہ وہ قصاص نہیں لے سکتا تو قصاص ساقط ہو گیا مثلاً وہ قاتل اس وارث کے اصول میں سے ہے تو اب قصاص نہیں ہو سکتا۔ جیسے ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کیا اور اس کی وارث صرف اس کی لڑکی ہے یعنی قاتل کی بیوی۔ پھر یہ عورت مر گئی اور اس کا لڑکا وارث ہوا جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کی صورت میں بیٹے کا باپ سے قصاص لینا لازم آتا ہے، لہٰذا قصاص ساقط۔[2] (درمختار و شامی ص ۴۷۳ ج ۵، تبیین ص ۱۰۶ جلد ۶)

مسئلہ ۱۰: مسلم نے اگر مسلم کو مشرک سمجھ کر قتل کیا، مثلاً جہاد میں ایک مسلم کو کافر سمجھا اور مار ڈالا، اس صورت میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت و کفارہ ہے کہ یہ قتل عمد نہیں بلکہ قتل خطا ہے اور اگر مسلم صف کفار میں تھا اور کسی مسلم نے قتل کر ڈالا تو دیت و کفارہ بھی نہیں۔[3] (درمختار و شامی ص ۴۷۴ جلد ۵)

مسئلہ ۱۱: جن اگر ایسی شکل میں آیا جس کا قتل جائز ہے۔ مثلاً سانپ کی شکل میں آیا تو اس کے قتل میں کوئی مؤاخذہ نہیں۔[4] (درمختار و شامی ص ۴۷۴، جلد ۵)

مسئلہ ۱۲: قصاص میں جس کو قتل کیا جائے تو یہ ضرور ہے کہ تلوار ہی سے قتل کیا جائے اگر چہ قاتل نے اسے تلوار سے قتل نہ کیا ہو بلکہ کسی اور طرح سے مار ڈالا ہو جس سے قصاص واجب ہوتا ہو۔ خنجر یا نیزہ سے یا دوسرے اسلحہ سے قتل کرنا بھی تلوار ہی کے حکم میں ہے۔ لہٰذا اگر اسلحہ کے سوا کسی اور طرح سے قصاص میں قتل کیا، مثلاً کنویں میں گرا کر مار ڈالا یا پتھر وغیرہ سے قتل کیا تو ایسا کرنے سے تعزیر کا مستحق ہے۔[5] (ہدایہ ص ۵۶۳، جلد ۴، درمختار و شامی ص ۴۷۴ جلد ۵)

مسئلہ ۱۳: کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور وہ مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے اڑا دی جائے یہ نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیں۔ اسی طرح اگر اس کا سر توڑ ڈالا اور مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے کاٹ دی جائے۔[6] (عالمگیری ص ۴ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۴۷۷ جلد ۵)

---

1. ......"الدرالمختار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... إلخ، ج ١٠، ص ١٦٩.
2. ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... إلخ، ج ١٠، ص ١٧١.
3. ......المرجع السابق، ص ١٧٢.
4. ......المرجع السابق، ص ١٧٣.
5. ......"الدرالمختار"، كتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... إلخ، ج ١٠، ص ١٧٣.
6. ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني فيمن يقتل قصاصاً... إلخ، ج ٦، ص ٤.

مسئلہ ۱۴: بعض اولیائے مقتول نے قصاص لے لیا تو باقی اولیاء اس سے ضمان نہیں لے سکتے۔[1] (درمختار و شامی ص ۴۷۷ جلد ۵)

مسئلہ ۱۵: دو شخص ولی مقتول تھے، ان میں سے ایک نے معاف کر دیا اور دوسرے نے قاتل کو قتل کر ڈالا، اگر اسے یہ معلوم تھا کہ بعض اولیاء کے معاف کر دینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر نہیں معلوم تھا تو اس سے دیت لی جائے گی۔[2] (قاضی خان بر ہندیہ ص ۴۴۱ جلد ۳، درمختار و شامی ص ۴۷۷ جلد ۵)

مسئلہ ۱۶: مقتول کے بعض اولیاء بالغ ہیں اور بعض نابالغ تو قصاص میں یہ انتظار نہیں کیا جائے گا کہ وہ نابالغ بالغ ہو جائیں بلکہ جو ورثا بالغ ہیں وہ ابھی قصاص لے سکتے ہیں۔[3] (ہدایہ ص ۵۶۵ جلد ۴، درمختار و شامی ص ۴۷۶ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۰۰ جلد ۸، عالمگیری ص ۸ جلد ۶، قاضی خان بر ہندیہ ص ۴۴۲ جلد ۳)

مسئلہ ۱۷: قاتل کو کسی اجنبی شخص نے (یعنی اس نے جو مقتول کا ولی[4] نہیں ہے) قتل کر ڈالا، اگر اس نے عمداً قتل کیا ہے تو اس قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اور خطا کے طور پر قتل کیا ہے تو اس قاتل کے عصبہ سے دیت لی جائے گی، کیونکہ اس اجنبی کے لیے اس کا قتل حلال نہ تھا، اب اگر مقتول اول کا ولی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس اجنبی سے قتل کرنے کو کہا تھا لہٰذا اس سے قصاص نہ لیا جائے تو جب تک گواہ نہ ہوں۔ اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس اجنبی سے قصاص لیا جائے اور بہرصورت جب کہ قاتل کو اجنبی نے قتل کر ڈالا تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو گیا یعنی قصاص تو ہو ہی نہیں سکتا کہ قاتل رہا ہی نہیں اور دیت بھی نہیں لی جا سکتی کہ اس کے لیے رضامندی درکار ہے اور وہ پائی نہیں گئی۔ جس طرح قاتل مر جائے تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں۔[5] (درمختار و شامی ص ۴۷۶ جلد ۵)

مسئلہ ۱۸: اولیائے مقتول نے گواہی سے یہ ثابت کیا کہ زید نے اسے زخمی کیا اور قتل کیا ہے اور زید نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ خود مقتول نے یہ کہا ہے کہ زید نے نہ مجھے زخمی کیا نہ قتل کیا تو انھیں گواہوں کو ترجیح دی جائے گی۔[6] (درمختار و شامی ص ۴۷۷ جلد ۵)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۷۸.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الهداية"، کتاب الجنایات، باب مایوجب القصاص ومالایوجبه، ج ۲، ص ٤٤٦.

4 ...... یعنی وارث۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، ج ۱۰، ص ۱۷۷.

6 ...... المرجع السابق، ص ۱۷۹.

مسئلہ ۱۹: مجروح نے یہ کہا کہ فلاں نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے، یہ کہہ کر مر گیا تو اس کے ورثہ اس شخص پر قتل کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ مجروح نے یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کیا۔ یہ کہہ کر مر گیا اب اس کے ورثاء دوسرے شخص پر دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نے قتل کیا ہے۔ یہ دعویٰ مسموع (1) نہیں ہوگا۔ (2) (درمختار و شامی ص ۴۷۸ جلد ۵)

مسئلہ ۲۰: جس کو زخمی کیا گیا۔ اس نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یا اس کے اولیاء نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یہ معافی جائز ہے۔ یعنی اب قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (3) (درمختار ص ۴۷۸ جلد ۵)

مسئلہ ۲۱: کسی کو زہر دے دیا۔ اسے معلوم نہیں اور لاعلمی میں کھا پی گیا تو اس صورت میں نہ قصاص ہے نہ دیت، مگر زہر دینے والے کو قید کیا جائے گا اور اس پر تعزیر ہوگی اور اگر خود اس نے اس کے منہ میں زبردستی ڈال دیا یا اس کے ہاتھ میں دیا اور پینے پر مجبور کیا تو دیت واجب ہوگی۔ (4) (درمختار و شامی ص ۴۷۸ ج ۵، بزازیہ برہندیہ ص ۳۸۵ جلد ۶ بحرالرائق ص ۲۹۴ جلد ۸)

مسئلہ ۲۲: یہ کہا کہ میں نے اپنی بددعا سے فلاں کو ہلاک کر دیا یا باطنی تیروں سے ہلاک کیا یا سورۂ انفال پڑھ کر ہلاک کیا تو یہ اقرار کرنے والے پر قصاص وغیرہ لازم نہیں۔ اسی طرح اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالٰی کے اسمائے قہریہ پڑھ کر اس کو ہلاک کر دیا، اس کہنے سے بھی کچھ لازم نہیں۔ نظر بد سے ہلاک کرنے کا اقرار کرے اس کے متعلق کچھ منقول نہیں۔ (5) (شامی ص ۴۷۸ جلد ۵)

مسئلہ ۲۳: کسی نے اس کا سر توڑ ڈالا اور خود اس نے بھی اپنا سر توڑا اور شیر نے اسے زخمی کیا اور سانپ نے بھی کاٹ کھایا اور یہ مر گیا تو اس شخص پر جس نے سر توڑا ہے تہائی دیت واجب ہوگی۔ (6) (عالمگیری ص ۴، جلد ۶)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے کئی شخصوں کو قتل کیا اور ان تمام مقتولین کے اولیاء نے قصاص کا مطالبہ کیا تو سب کے بدلے میں اس قاتل کو قتل کیا جائے گا اور فقط ایک کے ولی نے مطالبہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو باقیوں کا حق ساقط ہو جائے گا۔ یعنی اب ان کے مطالبہ پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔ (7) (عالمگیری ص ۴ جلد ۶)

---

(1) ...... یعنی قابل سماعت۔

(2) ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود...إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۷۹.

(3) ...... المرجع السابق. (4) ...... المرجع السابق، ص ۱۸۰.

(5) ...... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود...إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۱.

(6) ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصاً...إلخ، ج ۶، ص ٤.

(7) ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۵: ایک شخص کو چند شخصوں نے مل کر قتل کیا تو اس کے بدلے میں یہ سب قتل کیے جائیں گے۔[1] (عالمگیری ص ۵ جلد ۶، بزازیہ برہندیہ ص ۳۸۲ جلد ۶، قاضی خان برہندیہ ص ۴۴۰ جلد ۳)

مسئلہ ۲۶: ایک سے زیادہ مرتبہ جس نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا اس کو بطور سیاست قتل کیا جائے اور گرفتاری کے بعد اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول نہیں اور اس کا وہی حکم ہے جو جادوگر کا ہے۔[2] (درمختار و شامی ص ۴۸۱ ج ۵، بحر الرائق ص ۲۹۴ ج ۸)

مسئلہ ۲۷: کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شیر یا درندے کے سامنے ڈال دیا اس نے مار ڈالا، ایسے شخص کو سزا دی جائے اور مارا جائے[3] اور قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہیں قید خانہ ہی میں مر جائے اسی طرح اگر ایسے مکان میں کسی کو بند کر دیا جس میں شیر ہے جس نے مار ڈالا یا اس میں سانپ ہے جس نے کاٹ لیا۔[4] (درمختار و شامی ص ۴۸۰ جلد ۵)

مسئلہ ۲۸: بچہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ یا برف پر ڈال دیا اور وہ مر گیا تو ان دونوں صورتوں میں دیت ہے اور اگر آگ میں ڈال کر نکال لیا اور تھوڑی سی زندگی باقی ہے مگر کچھ دنوں بعد مر گیا تو قصاص ہے اور اگر چلنے پھرنے لگا پھر مر گیا تو قصاص نہیں ہے۔[5] (عالمگیری ص ۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۲۹۴ ج ۸)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے دوسرے کا پیٹ پھاڑ دیا کہ آنتیں نکل پڑیں۔ پھر کسی اور نے اس کی گردن اڑا دی تو قاتل یہی ہے جس نے گردن ماری۔ اگر اس نے عمداً کیا ہے تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت واجب ہے اور جس نے پیٹ پھاڑا اس پر تہائی دیت واجب ہے اور اگر پیٹ اس طرح پھاڑا کہ پیٹھ کی جانب زخم نفوذ کر گیا تو دیت کی دو تہائیاں۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ پیٹ پھاڑنے کے بعد وہ شخص ایک دن یا کچھ کم زندہ رہ سکتا ہو، اور اگر زندہ نہ رہ سکتا ہو اور مقتول کی طرح تڑپ رہا ہو تو قاتل وہ ہے جس نے پیٹ پھاڑا، اس نے عمداً کیا ہو تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت ہے اور جس نے گردن ماری اس پر تعزیر ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے ایسا زخمی کیا کہ امید زیست[6] نہ رہی۔ پھر دوسرے نے اسے زخمی کیا تو قاتل وہی پہلا شخص ہے۔ اگر دونوں نے ایک ساتھ زخمی کیا تو دونوں قاتل ہیں۔ اگرچہ ایک نے دس وار کیے اور دوسرے نے

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثانی، فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج ٦، ص ٥.

2 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ١٠، ص ١٨٣.

3 ......یعنی پٹائی کی جائے۔

4 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ١٠، ص ١٨٣.

5 ......المرجع السابق، ص ١٨٤.

6 ......یعنی زندگی کی امید۔

ایک ہی وار کیا ہو۔[1] (بزازیہ برہندیہ ص ۳۸۱ جلد ۶، عالمگیری ص ۶، جلد ۶، شامی ص ۴۸۰ جلد ۵، بحرالرائق ص ۲۹۵ جلد ۸)

مسئلہ ۳۰: کسی شخص کا گلا کاٹ دیا۔ صرف حلقوم[2] کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور ابھی جان باقی ہے دوسرے نے اسے قتل کرڈالا تو قاتل پہلا شخص ہے دوسرے پر قصاص نہیں کیوں کہ اس کا میت میں شمار ہے لہٰذا اگر مقتول اس حالت میں تھا اور مقتول کا بیٹا مرگیا تو بیٹا وارث ہوگا یہ مقتول اپنے بیٹے کا وارث نہیں ہوگا۔[3] (عالمگیری ص ۶ جلد ۶، بحرالرائق ص ۲۹۵ جلد ۸)

مسئلہ ۳۱: جو شخص حالت نزع میں تھا اسے قتل کرڈالا اس میں بھی قصاص ہے۔ اگرچہ قاتل کو یہ معلوم ہو کہ اب زندہ نہیں رہے گا۔[4] (درمختار و شامی ص ۴۸۰ جلد ۵)

مسئلہ ۳۲: کسی کو عمداً زخمی کیا گیا کہ وہ صاحب فراش ہوگیا[5] اور اسی میں مرگیا تو قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی ایسی چیز پائی گئی جس کی وجہ سے یہ کہا گیا ہو کہ اسی زخم سے نہیں مرا ہے تو قصاص نہیں۔ مثلاً کسی دوسرے نے اس مجروح کی گردن کاٹ دی تو اب مرنے کو اس کی طرف نسبت کیا جائے گا یا وہ شخص اچھا ہو کر مرگیا تو اب یہ نہیں کہا جائے گا کہ اسی زخم سے مرا۔[6] (درمختار و شامی ص ۴۸۰ ج ۵، تبیین ص ۱۰۹ جلد ۶)

مسئلہ ۳۳: جس نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی ایسے کو اس حالت میں قتل کردینا واجب ہے یعنی اس کے شر کو دفع کرنا واجب ہے، اگرچہ اس کے لیے قتل ہی کرنا پڑے اسی طرح اگر ایک شخص پر تلوار کھینچی تو اسے بھی قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہی شخص قتل کرے جس پر تلوار اٹھائی یا دوسرا شخص۔ اسی طرح اگر رات کے وقت شہر میں لاٹھی سے حملہ کیا یا شہر سے باہر دن یا رات میں کسی وقت بھی حملہ کیا اور اس کو کسی نے مار ڈالا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں۔[7] (ہدایہ ص ۵۶۷ ج ۴، درمختار و شامی ص ۴۸۱ جلد ۵، عالمگیری ص ۷ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۲ جلد ۸، تبیین ص ۱۱۰، جلد ۶)

مسئلہ ۳۴: مجنوں نے کسی پر تلوار کھینچی اور اس نے مجنون کو قتل کردیا تو قاتل پر دیت واجب ہے جو خود اپنے مال سے ادا کرے۔ یہی حکم بچہ کا ہے کہ اس کی بھی دیت دینی ہوگی اور اگر جانور نے حملہ کیا اور جانور کو مار ڈالا تو اس کی قیمت کا تاوان دینا

---

[1] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثاني فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج٦، ص٦.

[2] ......گلے میں سانس آنے جانے والی رگ۔

[3] ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثاني فیمن یقتل قصاصاً... إلخ، ج٦، ص٦.

[4] ......"الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج١٠، ص١٨٤.

[5] ......یعنی ایسا زخمی کردیا کہ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا اور صرف بستر پر لیٹا رہا۔

[6] ......"الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج١٠، ص١٨٥.

[7] ......"الهدایة"، کتاب الجنایات، باب مایوجب القصاص ومالایوجبه، فصل، ج٢، ص٤٤٨.

ہوگا۔[1] (ہدایہ ص ۵۶۸ ج ۴، درمختار وشامی ص ۴۸۲ ج ۵، عالمگیری ص ۷ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۲ جلد ۸، تبیین ص ۱۱۰ جلد ۶)

مسئلہ ۳۵: جو شخص تلوار مار کر بھاگ گیا کہ اب دوبارہ مارنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ پھر اسے کسی نے مار ڈالا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ یعنی اسی وقت اس کو قتل کرنا جائز ہے جب وہ حملہ کر رہا ہو یا حملہ کرنا چاہتا ہے بعد میں جائز نہیں۔[2] (تبیین ص ۱۱۰ جلد ۶، عالمگیری ص ۷ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۲ جلد ۸، ہدایہ ص ۵۶۸ ج ۴)

مسئلہ ۳۶: گھر میں چور گھسا اور مال چرا کر لے جانے لگا صاحب خانہ نے پیچھا کیا اور چور کو مار ڈالا۔ تو قاتل کے ذمہ کچھ نہیں مگر یہ اس وقت ہے کہ معلوم ہے کہ شور کرے گا اور چلائے گا تو مال چھوڑ کر نہیں بھاگے گا اور اگر معلوم ہے کہ شور کرے گا تو مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا تو قتل کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس وقت قتل کرنے سے قصاص واجب ہوگا۔[3] (عالمگیری ص ۷، جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۲ جلد ۸، تبیین ص ۱۱۱ جلد ۶، ہدایہ ص ۵۶۸ ج ۴)

مسئلہ ۳۷: مکان میں چور گھسا اور ابھی مال لے کر نکلا نہیں اس نے شور وغل کیا مگر وہ بھاگا نہیں یا اس کے مکان میں یا دوسرے کے مکان میں نقب لگا رہا ہے[4] اور شور کرنے سے بھاگتا نہیں، اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ چور ہونا اس کا مشہور ومعروف ہو۔[5] (درمختار وشامی ص ۴۸۲ جلد ۵)

مسئلہ ۳۸: ولی مقتول نے قاتل کو یا کسی دوسرے کو قصاص ہبہ کر دیا۔ یہ ناجائز ہے۔ یعنی قصاص ایسی چیز نہیں جس کا مالک دوسرے کو بنایا جاسکے اور اس کو ہبہ کرنے سے قصاص ساقط نہیں ہوگا۔[6] (درمختار وشامی ص ۴۸۳ جلد ۵)

مسئلہ ۳۹: ولی مقتول نے معاف کر دیا یہ صلح سے افضل ہے اور صلح قصاص سے افضل ہے اور معاف کرنے کی صورت میں قاتل سے دنیا میں مطالبہ نہیں ہوسکتا ہے نہ اب قصاص لیا جاسکتا ہے نہ دیت لی جاسکتی ہے۔[7] (درمختار وشامی ص ۴۸۴ ج ۵) رہا مواخذہ اخروی[8]، اس سے بری نہیں ہوا، کیوں کہ قتل ناحق میں تین حق اس کے ساتھ متعلق ہیں۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۸.

2 ...... "الهداية"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۴۴۸، ۴۴۹.

3 ...... المرجع السابق، ص ۴۴۹.

4 ...... یعنی چوری کے ارادے سے دیوار میں سوراخ کر رہا ہے۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۹.

6 ...... المرجع السابق، ص ۱۹۲.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... إلخ، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

8 ...... یعنی آخرت کی پکڑ۔

ایک حق اللہ، دوسرا حق مقتول، تیسرا حق ولی مقتول، ولی کو اپنا حق معاف کرنے کا اختیار تھا سو اس نے معاف کر دیا مگر حق اللہ اور حق مقتول بدستور باقی ہیں۔ ولی کے معاف کرنے سے وہ معاف نہیں ہوئے۔ [1] (درمختار و شامی ص ۴۸۴ ج ۵)

مسئلہ ۴۰: مجروح کا معاف کرنا صحیح ہے یعنی معاف کرنے کے بعد مر گیا تو اب ولی کو قصاص لینے کا اختیار نہیں رہا۔ [2] (درمختار ص ۴۸۴ جلد ۵)

مسئلہ ۴۱: قاتل کی توبہ صحیح نہیں جب تک وہ اپنے کو قصاص کے لیے پیش نہ کر دے۔ یعنی اولیائے مقتول کو جس طرح ہو سکے راضی کرے۔ خواہ وہ قصاص لے کر راضی ہوں یا کچھ لے کر مصالحت [3] کریں یا بغیر کچھ لیے معاف کر دیں۔ اب وہ دنیا میں بری ہو گیا اور معصیت [4] پر اقدام کرنے کا جرم وظلم یہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔ [5] (درمختار و شامی ص ۴۸۴ جلد ۵)

اطراف میں قصاص کا بیان

مسئلہ ۱: اعضا میں قصاص وہیں ہوگا جہاں مماثلت [6] کی رعایت کی جا سکے۔ یعنی جتنا اس نے کیا ہے اتنا ہی کیا جائے۔ یہ احتمال نہ ہو کہ اس سے زیادتی ہو جائے گی۔ [7] (درمختار ص ۴۸۵ ج ۵)

مسئلہ ۲: ہاتھ کو جوڑ پر سے کاٹ لیا ہے، اس کا قصاص لیا جائے گا، جس جوڑ پر سے کاٹا ہے اسی جوڑ پر سے اس کا بھی ہاتھ کاٹ لیا جائے۔ اس میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کا ہاتھ چھوٹا تھا اور اس کا بڑا ہے کہ ہاتھ ہاتھ دونوں یکساں قرار پائیں گے۔ [8] (درمختار و شامی ص ۴۸۵ جلد ۵)

مسئلہ ۳: کلائی یا پنڈلی درمیان میں سے کاٹ دی یعنی جوڑ پر سے نہیں کاٹی بلکہ آدھی یا کم و بیش کاٹ

---

1 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... إلخ، مبحث شريف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

2 ...... المرجع السابق، ص ۱۷۹.

3 ...... یعنی صلح۔ 4 ...... گناہ۔

5 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنايات، فصل فيما يوجب القود... إلخ، مبحث شريف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

6 ...... برابری، مساوات۔

7 ...... "الدر المختار"، کتاب الجنايات، باب القود فيما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

8 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنايات، باب القود فيما دون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

دی اس میں قصاص نہیں کہ یہاں مماثلت ممکن نہیں اس طرح ناک کی ہڈی کل یا اس میں سے کچھ کاٹ دی یہاں بھی قصاص نہیں۔[1] (درمختار و شامی ص ۴۸۵ جلد ۵)

مسئلہ ۴: پاؤں کاٹا یا ناک کا نرم حصہ کاٹا یا کان کاٹ دیا۔ ان میں قصاص ہے اور اگر ناک کے نرم حصہ میں سے کچھ کاٹا ہے تو قصاص واجب نہیں اور ناک کی نوک کاٹی ہے تو اس میں حکومت عدل ہے۔ کاٹنے والے کی ناک اس کی ناک سے چھوٹی ہے۔ تو جس کی ناک کاٹی ہے اس کو اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت اور اگر کاٹنے والے کی ناک میں کوئی خرابی ہے مثلاً وہ اخشم ہے جسے بو محسوس نہیں ہوتی یا اس کی ناک کچھ کٹی ہوئی ہے یا اور کسی قسم کا نقصان ہے تو اس کو اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت۔[2] (درمختار و شامی ص ۴۸۵ ج ۵)

مسئلہ ۵: کان کاٹنے میں قصاص اس وقت ہے کہ پورا کاٹ لیا ہو۔ یا اتنا کاٹا ہو جس کی کوئی حد ہوتا کہ اتنا ہی اس کا کان بھی کاٹا جائے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو قصاص نہیں کہ مماثلت ممکن نہیں۔ کاٹنے والے کا کان چھوٹا ہے اور اس کا بڑا تھا۔ یا کاٹنے والے کے کان میں چھید[3] ہے یا یہ پھٹا ہوا ہے اور اس کا کان سالم تھا[4]، تو اسے اختیار ہے کہ قصاص لے یا دیت۔[5] (شامی ص ۳۶۵ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۴۵ جلد ۸)

ھٰذَا مَا تَیَسَّرَلِیْ اِلَی الْاٰنَ وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ وَاللّٰہُ الْمَسْئُوْلُ اَنْ یُوَفِّقَنِیْ لِعَمَلِ اَھْلِ السَّعَادَۃِ وَ یَرْزُقَنِیْ حُسْنَ الْخَاتِمَۃِ عَلَی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَاَنَا الْفَقِیْرُ الْحَقِیْرُ اَبُوالْعُلَاءِ مُحَمَّدُ اَمْجَدُ عَلِیِ الْاَعْظَمِیْ غُفِرَلَہٗ وَلِوَالِدَیْہِ وَلِمُحِبِّیْہِ وَلِاَسَاتِذَتِہٖ.

☆☆☆☆☆

---

1 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

2 ......"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵، ۱۹۶.

3 ......یعنی سوراخ۔

4 ......یعنی پورا تھا کٹا ہوا نہ تھا۔

5 ......"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۶.

یہاں سے جدید تصنیف کا آغاز ہوتا ہے۔

مسئلہ۱: زخموں کا قصاص صحت کے بعد لیا جائے گا۔[1] (شامی، ص ۴۸۵، جلد۵، تبیین الحقائق، ص ۱۲۸، جلد۶، بحرالرائق ص ۳۴۰ جلد۸، بدائع صنائع ص ۳۱۰، جلد۷، طحطاوی ص ۲۶۸ جلد۴)

مسئلہ۲: داہنے ہاتھ کی جگہ بایاں ہاتھ اور تندرست کی جگہ ایسا شل ہاتھ جو نا قابل انتفاع ہو اور عورت کے ہاتھ کے بدلے مرد کا ہاتھ اور مرد کے ہاتھ کے بدلے میں عورت کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔[2] (عالمگیری، ص ۹ جلد۶، درمختار و شامی ص ۴۸۸ ج ۵، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۳۳ ج ۳، بحرالرائق ص ۳۰۳ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ ج ۶، مبسوط ص ۱۳۶ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۷ ج ۷)

مسئلہ۳: آزاد کا ہاتھ غلام کے ہاتھ کے بدلے میں اور غلام کا ہاتھ آزاد کے ہاتھ کے بدلے میں نہیں کاٹا جائے گا اور غلام کے ہاتھ کے بدلے میں غلام کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا۔[3] (عالمگیری ص ۹ جلد۶، درمختار و شامی ص ۴۸۸ جلد۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ جلد۶، بحرالرائق ص ۳۰۶ جلد۸، فتح القدیر ص ۲۷۱ جلد۸، مبسوط ص ۱۳۶ جلد۲۶، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد۷، مجمع الانہر ص ۶۲۵ جلد۲، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۳ جلد۳)

مسئلہ۴: مسلمان اور ذمی ایک دوسرے کے اعضاء کاٹ دیں تو ان میں قصاص لیا جائے گا اور یہی حکم ہے دو آزاد عورتوں اور مسلمہ و کتابیہ اور دونوں کتابیہ عورتوں کا۔[4] (عالمگیری ص ۹ جلد۶، شامی ص ۴۸۸ جلد۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۲۶ جلد۲)

مسئلہ۵: بالوں، سر اور بدن کی کھال اور رخساروں اور ٹھڈی، پیٹ اور پیٹھ کے گوشت میں قصاص نہیں ہے۔[5] (عالمگیری ص ۹ جلد۶، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۷ جلد۴، بدائع صنائع ص ۲۹۹ جلد۷)

مسئلہ۶: تھپڑ مارا یا گھونسہ مارا یا دبوچا تو ان کا قصاص نہیں ہے۔[6] (عالمگیری ص ۹ جلد۶)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیمادون النفس، ج ٦، ص ٩.

3 ...... المرجع السابق.   4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "حاشية الطحطاوی" علی "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ٤ ص ٢٦٧.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیمادون النفس، ج ٦، ص ٩.

مسئلہ ۷: دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں ہے۔[1] (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، درمختار وشامی ص ۴۸۶ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۰۶ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۱، ج ۶، عنایہ وفتح القدیر ص ۲۷۰ جلد ۸، مبسوط ص ۱۳۵ جلد ۲۶، دررغرر غنیہ ص ۹۶ جلد ۲)

آنکھ کا بیان

مسئلہ ۸: کسی نے کسی کی آنکھ پر ایسی ضرب لگائی کہ جس سے صرف روشنی جاتی رہی اور بظاہر آنکھ میں اور کوئی عیب نہیں ہے تو اس طرح قصاص لیا جائے گا کہ مارنے والے کی آنکھ کی روشنی زائل ہو جائے اور کوئی دوسرا عیب پیدا نہ ہو۔[2] (بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۰ جلد ۶، عالمگیری ص ۹ جلد ۶، درمختار وشامی ص ۴۸۶ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۱ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۳ جلد ۸، فتح القدیر ص ۲۷۰ جلد ۸ وہدایہ، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۸۳ جلد ۳، مجمع الانہر ص ۶۲۵ جلد ۲، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ جلد ۴، مبسوط ص ۱۵۲ جلد ۲۶، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷، دررغرر شرنبلالی ص ۶۵ جلد ۲)

مسئلہ ۹: اگر آنکھ نکال لی یا اس طرح مارا کہ اندر دھنس گئی تو قصاص نہیں ہے، کیوں کہ مماثلت[3] نہیں ہو سکتی۔[4] (درمختار ص ۴۸۶ جلد ۵، عالمگیری ص ۹ جلد ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۳۸ جلد ۳، بحرالرائق ص ۳۰۳ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۱ جلد ۶، ہدایہ، فتح القدیر ص ۲۷۰ جلد ۸، مبسوط ص ۱۵۲ جلد ۲۶)

مسئلہ ۱۰: اعضاء میں جہاں قصاص واجب ہوتا ہے وہاں ہتھیار سے مارنا اور غیر ہتھیار سے مارنا برابر ہے۔[5] (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، درمختار وشامی ص ۴۶۸ جلد ۵، بدائع صنائع ص ۳۱۰ جلد ۷، بحرالرائق ص ۲۸۷ جلد ۸، عنایہ ص ۲۵۳ جلد ۸ علی الہدایہ وفتح القدیر، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۰ ج ۶)

مسئلہ ۱۱: اگر ضرب لگا کر آنکھ کا ڈھیلا[6] نکال دیا اور جس کا ڈھیلا نکالا گیا وہ کہتا ہے کہ میں اس پر تیار ہوں کہ جانی کی[7] آنکھ پھوڑ دی جائے اور ڈھیلا نہ نکالا جائے تو بھی ایسا نہیں کیا جائے گا۔[8] (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج ۶، ص ۹.

2 ......المرجع السابق.

3 ......برابری۔

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج ۶، ص ۹.

5 ......المرجع السابق.

6 ......آنکھ کی پتلی۔

7 ......یعنی ضرب لگانے والے کی۔

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج ۶، ص ۹.

مسئلہ ۱۲: اگرکسی نے کسی کی داہنی آنکھ ضائع کردی اور جانی کی[1] بائیں آنکھ نہیں ہے تو بھی اس کی داہنی آنکھ پھوڑ کر اس کو اندھا کردیا جائے گا۔[2] (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، درمختار ص ۴۸۶ جلد ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۸ جلد ۳، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۰ جلد ۶)

مسئلہ ۱۳: بھینگے کی ایسی آنکھ جس میں پوری روشنی تھی، قصداً پھوڑ دی تو اس کا قصاص لیا جائے گا اور اگر اتنا بھینگا ہے کہ کم دیکھتا ہے تو اس صورت میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔[3] (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۹ جلد ۳، درمختار و شامی ص ۴۸۶ ج ۵، طحطاوی علی الدرص ۲۶۸ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۰ جلد ۶)

مسئلہ ۱۴: کم نظر بھینگے نے کسی کی اچھی آنکھ پھوڑ دی تو اس شخص کو اختیار ہے چاہے تو قصاص لے اور نقصان پر راضی ہو جائے اور چاہے تو جانی کے مال سے آدھی دیت لے لے۔[4] (عالمگیری ص ۹ جلد ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۹ جلد ۳، طحطاوی علی الدرص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۰ جلد ۶)

مسئلہ ۱۵: جس شخص کی داہنی آنکھ میں جالا ہے اور وہ اس سے کچھ دیکھتا ہے اس نے کسی شخص کی داہنی آنکھ ضائع کر دی تو جس کی آنکھ ضائع کی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ اس کی ناقص آنکھ ضائع کردے یا آنکھ کی دیت لے لے اور اگر وہ جالے والی آنکھ سے کچھ نہیں دیکھتا تو قصاص نہیں ہے۔ اور اگر اس شخص نے جس کی آنکھ ضائع ہوئی تھی ابھی کچھ اختیار نہیں کیا تھا کہ کسی اور شخص نے اس آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو پہلے والے کا حق اس کی آنکھ میں باطل ہو گیا اور اگر پہلے جس کی آنکھ پھوڑی گئی تھی۔ اس نے دیت اختیار کر لی تھی، پھر کسی شخص نے جانی کی آنکھ پھوڑ دی تو اگر اس کا اختیار صحیح تھا تو اس کا حق آنکھ سے دیت کی طرف منتقل ہو جائے گا اور آنکھ کے ضائع ہونے سے اس کا حق باطل نہیں ہو گا اور اگر اس کا اختیار صحیح نہیں تھا تو اس کا حق باطل ہو جائے گا۔ اختیار صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جنایت کرنے والے نے اختیار دیا ہو اور اگر اس نے خود ہی دیت کو اختیار کر لیا ہے تو اختیار صحیح نہیں ہے اور اس صورت میں جس میں اختیار صحیح نہیں ہے اگر جانی کی جالے والی آنکھ میں روشنی آگئی تو پھر قصاص لے سکتا ہے اور اس صورت میں جس میں اختیار صحیح ہے قصاص کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔[5] (عالمگیری ص ۱۰ ج ۶)

---

1. ......آنکھ ضائع کرنے والے کی۔
2. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج۶، ص۹.
3. ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنايات، باب القود فيمادون النفس، ج۱۰، ص۱۹۶.
4. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج۶، ص۹.
5. ......المرجع السابق، ص۹، ۱۰.

مسئلہ ۱۶: کسی کی جالے والی ایسی آنکھ کو نقصان پہنچایا جس میں روشنی ہے اور جانی کی آنکھ بھی ایسی ہے تو قصاص نہیں ہے۔[1] (شامی ص ۴۸۶ ج ۵، عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، طحطاوی علی الدر از محیط ص ۲۶۸ ج ۴)

مسئلہ ۱۷: اگر کسی کی آنکھ پر اس طرح ضرب لگائی کہ کچھ پتلی پر جالا[2] آ گیا یا آنکھ کو زخمی کر دیا یا اس میں چھالا یا جالا آ گیا یا آنکھ میں کوئی ایسا عیب پیدا کر دیا کہ اس سے روشنی کم ہو گئی تب بھی انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔[3] (شامی عن تاتار خانیہ ص ۴۸۶ ج ۵، عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، درمختار و شامی از خانیہ ص ۴۸۶ ج ۵، مجمع الانہر ص ۶۲۵ ج ۲، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ ج ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸ ج ۷)

مسئلہ ۱۸: اگر کسی کی بائیں آنکھ پھوڑ دی تو جانی کی[4] داہنی آنکھ سے اور اگر داہنی آنکھ پھوڑ دی تو بائیں آنکھ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔[5] (شامی ص ۴۸۶ ج ۵، عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۶۰ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۲۵ ج ۲، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۳ ج ۲، بحر الرائق ص ۳۰۳ ج ۸)

مسئلہ ۱۹: کسی کی آنکھ پر مارا کہ جالا آ گیا پھر جالا جاتا رہا اور وہ دیکھنے لگا تو مارنے والے پر کچھ نہیں ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب پوری نظر واپس آ جائے لیکن اگر بینائی میں نقصان رہا تو انصاف سے تاوان لیا جائے گا۔[6] (عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۲۵ ج ۲، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ ج ۴، شامی ص ۴۸۶ ج ۵)

مسئلہ ۲۰: اگر کسی بچے کی آنکھ پیدائش کے فوراً بعد یا چند روز بعد پھوڑ دی اور جانی کہتا ہے کہ بچہ آنکھ سے نہیں دیکھتا تھا یا کہتا ہے کہ مجھے اس کے دیکھنے یا نہ دیکھنے کا علم نہیں تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اسے تاوان دینا ہوگا جس کا فیصلہ انصاف سے کیا جائے گا اور اگر یہ علم ہو جائے کہ بچے نے اس آنکھ سے دیکھا ہے۔ اس طرح کہ دو گواہ بچے کی آنکھ کی سلامتی کی گواہی

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج ٦، ص ١٠.

2 ...... آنکھ کی سیاہ پتلی پر چھانے جانے والی سفید جھلی جو روشنی کو کم یا زائل کر دیتی ہے۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج ٦، ص ١٠.

4 ...... یعنی آنکھ پھوڑنے والے کی۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج ٦، ص ١٠.

و "ردالمحتار"، كتاب الجنايات، باب القود فيمادون النفس، ج ١٠، ص ١٩٦.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج ٦، ص ١٠.

و "ردالمحتار"، كتاب الجنايات، باب القود فيمادون النفس، ج ٦، ص ١٩٧.

دیں تو غلطی سے پھوڑنے کی صورت میں نصف دیت اور قصداً پھوڑنے کی صورت میں قصاص ہے۔[1] (عالمگیری ص ۱۰ ج ۶، قاضی خان ص ۴۳۹ ج ۳، بحرالرائق ص ۳۴۷ ج ۸، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۹ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۳۵ ج ۶)

مسئلہ ۲۱: جس کی آنکھ پھوڑی گئی اس کی آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ سے چھوٹی ہو یا بڑی بہر صورت قصاص لیا جائے گا۔[2] (شامی ص ۴۸۶ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، مجمع الانہر ص ۶۲۵ جلد ۲، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ جلد ۴، بحرالرائق ص ۳۰۳ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۱ جلد ۶، بزازیہ ص ۳۹۰ جلد ۶)

مسئلہ ۲۲: کسی کی آنکھ میں چوٹ لگ گئی یا زخم آ گیا ڈاکٹر نے اس شرط پر علاج کیا کہ اگر روشنی چلی گئی تو میں ضامن ہوں پھر اگر روشنی چلی گئی تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔[3] (بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۱ ج ۶)

کان

مسئلہ ۲۳: جب کسی کا پورا کان قصداً کاٹ دیا جائے تو قصاص ہے اور اگر کان کا بعض حصہ کاٹ دیا جائے اور اس میں برابری کی جا سکتی ہو تو بھی قصاص ہے ورنہ نہیں۔[4] (عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، شامی ص ۴۸۶ جلد ۵، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ جلد ۴، بحرالرائق ص ۳۰۲ جلد ۸، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷، غنیہ ص ۹۵ ج ۲، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۸ جلد ۶)

مسئلہ ۲۴: کسی نے کسی کا کان قصداً کاٹا اور کاٹنے والے کا کان چھوٹا یا پھٹا ہوا یا چرا ہوا ہے اور جس کا کان کاٹا گیا اس کا کان بڑا یا سالم ہے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے وہ قصاص لے اور چاہے تو نصف دیت لے اور اگر جس کا کان کاٹا گیا ہے اس کا کان ناقص تھا تو انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔[5] (شامی ص ۴۸۶ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۳ جلد ۸، طحطاوی علی الدر ص ۴۶۸ جلد ۴)

مسئلہ ۲۵: اگر کسی شخص نے کان کھینچا اور کان کی لو جدا کر لی تو اس میں قصاص نہیں۔ اس پر اپنے مال میں دیت ہے۔[6] (عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۳ جلد ۸، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ ج ۴)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فى القصاص فيمادون النفس، ج ٦، ص ١٠.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "البزازية "على "الهندية"، كتاب الجنايات، (الفصل) الثالث فى الأطراف، ج ٦، ص ٣٩١ .

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فى القصاص فيما دون النفس، ج ٦، ص ١٠.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق.

ناک

مسئلہ ۲۶: اگر ناک کا نرم حصہ پورا قصداً کاٹ دیا تو اس میں قصاص ہے اور اگر بعض حصہ کاٹا تو اس میں قصاص نہیں ہے۔[1] (شامی ص ۴۸۵ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ ج ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷)

مسئلہ ۲۷: اگر ناک کے بانسے یعنی ہڈی کا کچھ حصہ عمداً کاٹ دیا تو قصاص نہیں ہے۔[2] (شامی ص ۴۸۵ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۵ جلد ۳، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ جلد ۴)

مسئلہ ۲۸: اگر ناک کی پھنگ یعنی نرم حصہ کا بعض کاٹ دیا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔[3] (عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، شامی ص ۴۸۵ جلد ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۵ جلد ۳، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ ج ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷)

مسئلہ ۲۹: اگر ناک کاٹنے والے کی ناک چھوٹی ہے تو مقطوع الانف کو[4] اختیار ہے کہ چاہے قصاص اور چاہے ارش[5] لے۔[6] (عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، شامی ص ۴۸۵ جلد ۵، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ جلد ۴)

مسئلہ ۳۰: اگر ناک کاٹنے والے کی ناک میں سونگھنے کی طاقت نہیں یا اس کی ناک کٹی ہوئی ہے یا اس کی ناک میں اور کوئی نقص ہے تو جس کی ناک کاٹی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کی ناک کاٹ لے اور چاہے تو دیت لے لے۔[7] (عالمگیری ص ۱۰ جلد ۶، شامی ص ۴۸۵ جلد ۵، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۸ جلد ۴)

ہونٹ

مسئلہ ۳۱: اگر کسی نے کسی کا پورا ہونٹ قصداً کاٹ دیا تو قصاص ہے، اوپر کے ہونٹ میں اوپر کے ہونٹ سے، اور نیچے کے ہونٹ میں نیچے کے ہونٹ سے قصاص لیا جائے گا اور اگر بعض ہونٹ کاٹ دیا تو قصاص نہیں ہے۔[8] (عالمگیری ص ۱۱ ج ۶، ہدایہ ص ۵۵۵ جلد ۴، بحر الرائق ص ۳۰۳ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ ج ۴، طحطاوی علی الدر ص ۲۷۰ جلد ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸، ج ۷)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيما دون النفس، ج٦، ص١٠.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيما دون النفس، ج٦، ص١٠.
و "ردالمحتار"، كتاب الجنايات، باب القود فيما دون النفس، ج١٠، ص١٩٦.

4 ...... یعنی جس کی ناک کاٹی اس کو۔

5 ...... یعنی وہ مال لے جو مادون النفس (قتل کے علاوہ) میں لازم ہوتا ہے۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيما دون النفس، ج٦، ص١٠.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... المرجع السابق، ص١١.

زبان

مسئلہ ۳۲: زبان پوری کاٹی جائے یا بعض اس میں قصاص نہیں ہے۔[1] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۶ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ جلد ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۳۷ جلد ۳، درمختار وشامی ص ۴۸۹ جلد ۵، مجمع الانہر ص ۶۲۶ جلد ۲، طحطاوی علی الدر ص ۲۷۰ جلد ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷)

دانت

مسئلہ ۳۳: دانت میں مماثلت[2] کے ساتھ قصاص ہے یعنی داہنے کے بدلے میں بایاں اور بائیں کے بدلے میں دایاں اوپر والے کے بدلے میں نیچے والا اور نیچے والے کے بدلے میں اوپر والا نہیں توڑا جائے گا۔ سامنے والے کے بدلے میں سامنے والا، کیلے[3] کے بدلے میں، کیلا اور ڈاڑھ کے بدلے میں ڈاڑھ توڑی جائے گی۔[4] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، درمختار وشامی ص ۴۸۸ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۱ جلد ۶)

مسئلہ ۳۴: دانت میں چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں ہے۔ چھوٹے کے بدلے میں بڑا اور بڑے کے بدلے میں چھوٹا توڑا جائے گا۔[5] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، درمختار وشامی ص ۴۸۶ جلد ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۸ جلد ۳، بحرالرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، مجمع الانہر ص ۶۲۵ جلد ۲، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶)

مسئلہ ۳۵: سِنِ زائد (فالتو دانت) میں قصاص نہیں ہے۔ اس میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔[6] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، شامی ص ۴۸۶ جلد ۵، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۱ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۴ جلد ۸)

مسئلہ ۳۶: اگر کسی نے دانت کا بعض حصہ قصداً توڑ دیا تو اگر مماثلت کے ساتھ قصاص ممکن ہو تو قصاص لیا جائے گا ورنہ دیت لازم ہوگی۔[7] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، شامی ص ۴۸۷ جلد ۵، طحطاوی ص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۴، جلد ۸)

---

(1)...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فى القصاص فيمادون النفس، ج٦، ص١١.

(2)...... برابری۔ (3)...... یعنی نوکیلے دانت۔

(4)...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الجنايات، باب القود فيمادون النفس، ج١٠، ص١٩٧-١٩٩.

(5)...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فى القصاص فيما دون النفس، ج٦، ص١١.

(6)...... المرجع السابق. (7)...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۷: اگر کسی کے دانت کا بعض حصہ توڑ دیا اور بعد میں بقیہ بعض خود گر گیا تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے۔ [1] (شامی ص ۴۸۷ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۴ جلد ۶، عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶)

مسئلہ ۳۸: کسی شخص کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت ہل گیا مگر اکھڑا نہیں۔ پھر دوسرے شخص نے اس کو اکھیڑ دیا تو اس صورت میں ہر ایک پر انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔ [2] (شامی ص ۴۸۷ جلد ۵، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶)

مسئلہ ۳۹: دانت کا بعض حصہ توڑ دیا۔ پھر باقی حصہ کالا یا سرخ یا سبز ہو گیا یا اس میں کوئی عیب اس کے توڑنے کی وجہ سے پیدا ہو گیا تو قصاص نہیں ہے دیت ہے۔ [3] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، طحطاوی ص ۲۶۹ جلد ۴، درمختار و شامی ص ۴۸۷ جلد ۵، مجمع الانہر ص ۶۴۷ جلد ۲، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۷، جلد ۶)

مسئلہ ۴۰: دو شخص اکھاڑے میں [4] اس لیے اترے تھے کہ مکے بازی کریں گے پس ایک نے دوسرے کو اس طرح مارا کہ اس کا دانت اکھڑ گیا تو مارنے والے پر قصاص ہے اور اگر ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مار مار اور ایک نے دوسرے کو مکہ مار کر دوسرے کا دانت توڑ دیا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ [5] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶)

مسئلہ ۴۱: اگر کسی نے قصداً کسی کے سامنے کے دانت اکھیڑ دیئے اور اکھیڑنے والے سے قصاص لے لیا گیا۔ پھر جس سے قصاص لیا گیا تھا اس کے دانت دوبارہ نکل آئے تو اس کے دانت دوبارہ نہیں اکھیڑے جائیں گے۔ [6] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

مسئلہ ۴۲: زید نے بکر کا دانت اکھیڑ دیا اور بکر نے قصاص میں زید کا دانت اکھیڑ دیا اس کے بعد بکر کا دانت اُگ گیا تو زید کو بکر دانت کی دیت دے گا۔ اور اگر دانت ٹیڑھا اُگا تو بکر انصاف کے ساتھ زید کو تاوان دے گا اور اگر آدھا اُگا تو نصف دیت دے گا۔ [7] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، قاضی خان برحاشیہ عالمگیری ص ۴۳۷ جلد ۳، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۵ جلد ۶، فتح القدیر، ہدایہ عنایہ ص ۳۲۰ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۸.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیمادون النفس، ج ٦، ص ١١.

4 ...... کشتی کے میدان میں۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیمادون النفس، ج ٦، ص ١١.

6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۳: کسی کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت کالا ہو گیا اور مارنے والے کے دانت کالے یا پیلے یا سرخ یا سبز ہیں تو جس پر جنایت کی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے لے اور چاہے تو دیت لے لے۔[1] (شامی ص ۴۸۶ جلد ۵، قاضی خان برحاشیہ عالمگیری ص ۴۳۸ جلد ۳، عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

مسئلہ ۴۴: کسی کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت کالا ہو گیا پھر دوسرے شخص نے یہ دانت اکھیڑ دیا تو پہلے والے پر پوری دیت لازم ہے اور دوسرے پر انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔[2] (شامی ص ۴۸۷ جلد ۵، قاضی خان برحاشیہ عالمگیری ص ۴۳۸ جلد ۳، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

مسئلہ ۴۵: کسی شخص کا عیب دار دانت توڑا تو اس میں انصاف کے ساتھ تاوان ہے۔[3] (شامی ص ۴۸۶ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

مسئلہ ۴۶: اگر کسی کے دانت پر مارا اور دانت گر گیا تو قصاص لینے میں زخم کے مندمل ہونے کا[4] انتظار کیا جائے گا، لیکن ایک سال تک انتظار نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری ص ۱۱ ج ۶، شامی ص ۴۸۷ ج ۵، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ ج ۶، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۹ ج ۴، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ ج ۶، فتح القدیر ص ۳۲۰ ج ۸)

مسئلہ ۴۷: اگر کسی نے بچے کے دانت اکھیڑ دیئے تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا اور چاہیے کہ جنایت کرنے والے سے ضامن لے لیں پھر اگر اکھڑے دانت کی جگہ سے دوسرا دانت اگ آئے تو کچھ نہیں اور اگر دانت نہیں اگا تھا اور ایک سال پورا ہونے سے پہلے بچہ مر گیا تو بھی کچھ نہیں ہے۔[6] (شامی ص ۴۸۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۹ جلد ۴، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶، فتح القدیر ص ۳۲۱ جلد ۸)

مسئلہ ۴۸: کسی نے کسی کے دانت پر ایسا مارا کہ دانت ہل گیا تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا۔ عام ازیں کہ جس کو مارا ہے وہ بالغ ہو یا نابالغ، ایک سال تک اگر دانت نہ گرا تو مارنے والے پر کچھ نہیں اور اگر سال کے اندر گر گیا اور قصداً مارا تھا تو قصاص واجب ہے اور اگر خطأً مارا ہے تو دیت واجب ہے۔[7] (عالمگیری ص ۱۱ جلد ۶، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۹ جلد ۴)

---

1 ......"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۷.
و"البحر الرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیمادون النفس، ج ۹، ص ۳۷.

2 ......المرجع السابق، ص ۱۹۸. 3 ......المرجع السابق، ص ۱۹۷.

4 ......یعنی زخم کے ٹھیک ہونے کا۔

5 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیمادون النفس، ج ۶، ص ۱۱.

6 ......"الدر المختار" و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۸، ۱۹۹.

7 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۱.

مسئلہ ۴۹: دانت ہلنے کی صورت میں قاضی نے ایک سال کی مہلت دی تھی اور سال پورا ہونے سے پہلے مضروب [1] کہتا ہے کہ اسی ضرب کی وجہ سے میرا دانت گر گیا۔ مگر ضارب [2] کہتا ہے کہ کسی دوسرے کے مارنے سے اس کا دانت گرا ہے تو مضروب کا قول معتبر ہے اور اگر سال پورا ہونے کے بعد مضروب نے یہ دعویٰ کیا تو ضارب کا قول معتبر ہوگا۔ [3] (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، بدائع صنائع ص ۳۱۶ ج ۷، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶)

مسئلہ ۵۰: کسی کے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس کے دانت اکھڑ گئے تو دانتوں کا تاوان نہیں ہے۔ [4] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ جلد ۳، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۵ جلد ۶)

مسئلہ ۵۱: کسی شخص کے کپڑے کو دانتوں سے پکڑ لیا اور اس نے اپنا کپڑا کھینچا اور کپڑا پھٹ گیا تو دانتوں سے پکڑنے والا کپڑے کا نصف تاوان دے گا اور اگر کپڑا دانتوں سے پکڑ کر کھینچا کہ پھٹ گیا تو کپڑے کا کل تاوان دے گا۔ [5] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ جلد ۳)

مسئلہ ۵۲: کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا اس کے بعد نصف دانت اگ آیا تو قصاص نہیں ہے بلکہ نصف دیت ہے اور اگر پیلا اگا یا ٹیڑھا اگا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ [6] (درمختار و شامی ص ۵۱۵ جلد ۵، بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۸، طحطاوی ص ۲۸۴ جلد ۴، مجمع الانہر و ملتقی الابحر ص ۶۴۷ ج ۲)

مسئلہ ۵۳: اگر کسی نے کسی کے بتیسوں دانت توڑ دیئے تو اس پر ۳/۵ ۱ دیت لازم ہوگی۔ [7] (بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۵۰۹ جلد ۵، طحطاوی علی الدر ص ۲۸۱ جلد ۴، مجمع الانہر و ملتقی الابحر ص ۶۴۲ جلد ۲، عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶، بزازیہ ص ۳۹۱ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۱۵ جلد ۷، تبیین الحقائق ص ۱۳۱ جلد ۶)

مسئلہ ۵۴: اگر کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا اس کے بعد اس کا پورا دانت صحیح حالت میں دوبارہ نکل آیا تو جانی پر قصاص و دیت نہیں ہے مگر علاج معالجہ کا خرچہ اس سے وصول کیا جائے گا۔ [8] (بحر الرائق ص ۳۰۵ ج ۸، طحطاوی علی الدر ص ۲۶۹ ج ۴، درمختار و شامی ص ۵۱۵ جلد ۵، بزازیہ ص ۳۹۱ ج ۶، مبسوط ص ۷۱ جلد ۲۶، ہدایہ و عنایہ علی الفتح ص ۳۲۰ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ ج ۶)

---

(1)...... جسے مارا تھا۔ (2)...... مارنے والا۔

(3)...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۲.

(4)...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۸۷.

(5)...... المرجع السابق.

(6)...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۵۵.

(7)...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدیات، ج ۶، ص ۲۵.

(8)...... "البحر الرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیمادون النفس، ج ۹، ص ۳۶.

مسئلہ ۵۵: اگر کسی نے کسی کا کوئی دانت اکھیڑ دیا اور اس وقت اکھیڑنے والے کا وہ دانت نہیں تھا مگر جنایت کے بعد نکل آیا تو قصاص نہیں ہے، دیت ہے، خواہ جنایت کے وقت جانی کا[1] یہ دانت نکلا ہی نہ ہو، یا نکلا ہو مگر اکھڑ گیا ہو۔[2] (بحرالرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

مسئلہ ۵۶: مریض نے ڈاکٹر سے دانت اکھیڑنے کو کہا، اس نے ایک دانت اکھیڑ دیا، مگر مریض کہتا ہے کہ میں نے دوسرے دانت کو اکھیڑنے کے لیے کہا تھا تو مریض کا قول یمین کے ساتھ مان لیا جائے گا اور مریض کے قسم کھانے کے بعد ڈاکٹر پر دانت کی دیت واجب ہوگی۔[3] (بحرالرائق ص ۳۰۵ جلد ۸)

مسئلہ ۵۷: کسی نے کسی کا دانت قصداً اکھیڑ دیا اور جانی کے دانت کالے یا پیلے یا سرخ یا سبز ہیں تو جس کا دانت اکھیڑا گیا ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے اور چاہے دیت لے لے۔[4] (بحرالرائق ص ۳۰۵ جلد ۸، عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶)

مسئلہ ۵۸: کسی بچے نے بچے کا دانت اکھیڑ دیا تو جس کا دانت اکھیڑا گیا ہے اس کے بالغ ہونے تک انتظار کیا جائے گا، بلوغ کے بعد اگر صحیح دانت نکل آیا تو کچھ نہیں اور اگر نہیں نکلا یا عیب دار نکلا تو دیت لازم ہے۔[5] (درمختار و شامی ص ۵۱۲ جلد ۵، بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۲ جلد ۶)

مسئلہ ۵۹ (الف): کسی نے کسی کے دانت پر ایسی ضرب لگائی کہ دانت کالا یا سرخ یا سبز ہوگیا یا بعض حصہ ٹوٹ گیا اور بقیہ کالا یا سرخ یا سبز ہوگیا تو قصاص نہیں ہے، دانت کی پوری دیت واجب ہے۔[6] (تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶، طحطاوی ص ۳۶۹ جلد ۴، بدائع صنائع ص ۳۱۵ جلد ۷، بحرالرائق ص ۳۰۴ ج ۸)

انگلیاں

مسئلہ ۵۹ (ب): انگلیاں اگر جوڑ پر سے کاٹی جائیں تو ان میں قصاص لیا جائے گا اور اگر جوڑ پر سے نہ کاٹی جائیں تو قصاص نہیں ہے۔[7] (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۳۸ جلد ۳، بحرالرائق ص ۳۰۷ جلد ۸)

---

1 ......اکھیڑنے والے کا۔

2 ......"البحرالرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیمادون النفس، ج۹، ص۳۶.

3 ......المرجع السابق، ص۳۷.

4 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیمادون النفس، ج۶، ص۱۲.

5 ......"البزازیة" علی "الھندیة"، کتاب الجنایات، (الفصل) الثالث فی الأطراف، ج۶، ص۳۹۲.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الشجاج، ج۱۰، ص۲۵۵.

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج۹، ص۳۵.

7 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیمادون النفس، ج۶، ص۱۲.

مسئلہ ۶۰: ہاتھ کی انگلی کے بدلے میں پیر کی انگلی اور پیر کی انگلی کے بدلے میں ہاتھ کی انگلی نہیں کاٹی جائے گی۔[1] (عالمگیری ص۱۲ جلد۶)

مسئلہ ۶۱: داہنے ہاتھ کی انگلی کے بدلے میں بائیں ہاتھ کی اور بائیں ہاتھ کی انگلی کے بدلے میں دائیں ہاتھ کی انگلی نہیں کاٹی جائے گی۔[2] (عالمگیری ص۱۱ جلد۶، بزازیہ علی الہندیہ ص۳۹۳ جلد۶ طحطاوی علی الدر ص۲۶۸ جلد۴، بدائع صنائع ص۲۹۷ جلد۷)

مسئلہ ۶۲: ناقص انگلیوں والے ہاتھ کے بدلے میں صحیح ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔[3] (عالمگیری ص۱۲ جلد۶)

مسئلہ ۶۳: کسی نے چھٹی انگلی کو کاٹ دیا اور کاٹنے والے کے ہاتھ میں بھی چھٹی انگلی ہے تو بھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔[4] (عالمگیری ص۱۲ جلد۶، بدائع صنائع ص۳۰۳ جلد۷، بحر الرائق ص۳۰۶ جلد۸)

مسئلہ ۶۴: اگر ایسی ہتھیلی کاٹ دی جس کی گرفت میں حارج[5] زائد انگلی تھی تو قصاص نہیں ہے۔ اور اگر گرفت میں انگلی حارج نہیں تھی تو قصاص لیا جائے گا۔[6] (عالمگیری عن المحیط ص۱۲ جلد۶، بدائع صنائع ص۳۰۳ جلد۷)

مسئلہ ۶۵: اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ کی انگلی کاٹ لے جس سے اس کی ہتھیلی شل ہو جائے یا جوڑ سے انگلی کا ایک پورا کاٹ لے جس سے بقیہ انگلی یا ہتھیلی شل ہو جائے تو انگلی کا قصاص نہیں ہے۔ ہاتھ یا شل انگلی کی دیت ہے۔[7] (بدائع صنائع ص۳۰۶ ج۷)

ہاتھ کے مسائل

مسئلہ ۶۶: اگر کسی کا ایسا زخمی ہاتھ کاٹا گیا جس کا زخم گرفت میں حارج نہ تھا تو قصاص لیا جائے گا اور اگر زخم گرفت میں حارج تھا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔[8] (عالمگیری ص۱۲ جلد۶، شامی ص۴۹۰ جلد۵)

مسئلہ ۶۷: اگر کالے ناخن والا ہاتھ کاٹا تو اس کا قصاص لیا جائے گا۔[9] (عالمگیری ص۱۲ جلد۲، شامی ص۴۹۰ جلد۵)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع في القصاص فيمادون النفس، ج٦، ص١٢.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق.

4 ......"البحر الرائق"، كتاب الجنايات، باب القصاص فيمادون النفس، ج٩، ص٣٩.

5 ......حائل، رکاوٹ۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع في القصاص فيمادون النفس، ج٦، ص١٢.

7 ......"بدائع الصنائع"، كتاب الجنايات، ج٦، ص٤٠٢.

8 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع في القصاص فيمادون النفس، ج٦، ص١٢.

9 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۶۸: اگر کسی کا صحیح ہاتھ کاٹ دیا اور کاٹنے والے کا ہاتھ شل [1] یا ناقص ہے تو مقطوع الید کو [2] اختیار ہے، چاہے تو ناقص ہاتھ کاٹ دے یا چاہے تو پوری دیت لے لے یہ اختیار اس صورت میں ہے کہ ناقص ہاتھ کار آمد ہو [3] ورنہ دیت پر اکتفا کیا جائے گا۔ [4] (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶، درمختار وشامی ص ۴۸۹ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ جلد ۶)

مسئلہ ۶۹: زید نے بکر کا ہاتھ کاٹا اور زید کا ہاتھ شل یا ناقص تھا اور بکر نے ابھی اختیار سے کام نہیں لیا تھا کہ کسی شخص نے زید کا ناقص ہاتھ ظلماً کاٹ دیا یا کسی آفت سے ضائع ہوگیا تو بکر کا حق باطل ہو جائے گا۔ اور اگر زید کا ناقص ہاتھ قصاص یا چوری کے جرم میں کاٹ دیا گیا تو بکر دیت کا حق دار ہے۔ [5] (عالمگیری ص ۱۲ جلد ۶)

مسئلہ ۷۰: اگر کسی نے کسی کی انگلی یا ہاتھ کا کچھ حصہ کاٹ دیا پھر دوسرے شخص نے باقی ہاتھ کاٹ دیا اور زخمی مرگیا تو جان کا قصاص دوسرے شخص پر ہے، پہلے پر نہیں، پہلے کی انگلی یا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ [6] (عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶)

مسئلہ ۷۱: کسی کا ہاتھ قصداً کاٹا پھر کاٹنے والے کا ہاتھ آکلہ [7] کی وجہ سے یا ظلماً کاٹ دیا گیا تو قصاص اور دیت دونوں باطل ہو جائیں گے اور اگر کاٹنے والے کا ہاتھ کسی دوسرے قصاص یا چوری کی سزا میں کاٹا گیا تو پہلے مقطوع الید کو دیت دے گا۔ [8] (قاضی خاں علی الھندیہ ص ۴۴۳ جلد ۳)

مسئلہ ۷۲: کسی شخص کی دو انگلیاں کاٹ دیں اور کاٹنے والے کی صرف ایک انگلی ہے تو یہ ایک انگلی کاٹ دی جائے گی اور دوسری انگلی کی دیت واجب ہوگی۔ [9] (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶)

مسئلہ ۷۳: کسی شخص کا ہاتھ پہنچے سے [10] کاٹ دیا اور قاطع سے [11] اس کا قصاص لے لیا گیا اور زخم بھی اچھا ہو گیا پھر ان میں سے کسی نے دوسرے کا پہنچے سے کٹا ہوا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ [12] (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶)

---

1 ...... یعنی بے حس و بے حرکت۔ 2 ...... یعنی جس کا ہاتھ کٹا ہے اس کو۔ 3 ...... یعنی اس سے کام وغیرہ کر سکتا ہو۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج٦، ص١٢.

5 ...... المرجع السابق، ص١٢. 6 ...... المرجع السابق، ص١٥.

7 ...... ایک قسم کی بیماری جو متاثرہ عضو کو کھاتی اور گلاتی ہے۔

8 ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الجنايات، ج٢، ص٣٨٦.

9 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص، ج٦، ص١٣.

10 ...... کلائی سے۔ 11 ...... ہاتھ کاٹنے والے سے۔

12 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الرابع فی القصاص فيمادون النفس، ج٦، ص١٣.

مسئلہ ۷۴: کسی شخص نے کسی کے داہنے ہاتھ کی انگلی جوڑ سے کاٹی پھر اسی قاطع نے کسی دوسرے شخص کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا، یا پہلے کسی کا داہنا ہاتھ کاٹا، پھر دوسرے کے داہنے ہاتھ کی انگلی کاٹ دی اس کے بعد دونوں مقطوع آئے اور انھوں نے دعویٰ کیا تو قاضی پہلے قاطع کی انگلی کاٹے گا اس کے بعد مقطوع الید کو اختیار ہے کہ چاہے تو ماقی ہاتھ کو کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے لے اور اگر مقطوع الید پہلے آیا اور اس کی وجہ سے قاطع کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر انگلی کٹا آیا تو اس کے لیے دیت ہے۔[1] (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶، مبسوط ص ۱۴۳ جلد ۲۶، بدائع صنائع ص ۳۰۰ جلد ۷)

مسئلہ ۷۵: اگر کسی نے کسی کی انگلی کا ناخن والا پَورا کاٹ دیا، پھر دوسرے شخص کی اسی انگلی کو جوڑ سے کاٹ دیا اور پھر تیسرے شخص کی اسی انگلی کو جڑ سے کاٹ دیا اور تینوں انگلیوں کے لیے قاضی کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا حق طلب کیا تو قاضی پہلے پورے والے کے حق میں قاطع کا پہلا پَورا یعنی ناخن والا کاٹ دے گا پھر درمیان والے کو اختیار دے گا کہ چاہے تو درمیان سے قاطع کی انگلی کاٹ دے اور پہلے پورے کی دیت نہ لے اور چاہے تو انگلی کی دیت میں سے ⅔ دوتہائی لے لے۔ پھر جب درمیان والے نے انگلی کاٹ دی تو تیسرے کو یعنی جس کی انگلی جڑ سے کاٹی گئی تھی اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو قاطع کی انگلی جڑ سے کاٹ دے اور دیت کچھ نہ لے اور چاہے تو پوری انگلی کی دیت قاطع کے مال سے لے لے اور اگر تین میں سے قاضی کے پاس ایک آیا اور دو غائب اور جو آیا وہ پہلے پورے والا ہے تو اس کے حق میں قاطع کی انگلی کا پہلا پَورا کاٹا جائے گا۔ پورا کاٹنے کے بعد اگر دونوں غائبین بھی آ گئے تو ان کو مذکورہ بالا اختیار ہوگا۔ اور اگر پہلے وہ آیا جس کی پوری انگلی کاٹی تھی دوسرے دونوں نہیں آئے اور قاضی نے قاطع کی پوری انگلی کاٹ دی پھر دوسرے دونوں آ گئے تو ان کے لیے دیت ہے۔[2] (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶)

مسئلہ ۷۶: اگر کسی کا پہنچا کاٹ دیا پھر اسی قاطع نے دوسرے شخص کا وہی ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا پھر دونوں مقطوع قاضی کے پاس آئے تو قاضی پہنچے والے کے حق میں قاطع کا پہنچا کاٹ دے گا۔ پھر کہنی والے کو اختیار دے گا کہ چاہے تو باقی ہاتھ کہنی سے کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے لے اور اگر دونوں مقطوعوں میں سے ایک حاضر ہوا اور دوسرا غائب تو حاضر کے حق میں قصاص کا حکم دے گا۔[3] (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶، مبسوط ص ۱۴۵ جلد ۲۶، بدائع صنائع ص ۳۰۱ جلد ۷)

مسئلہ ۷۷: کسی نے کسی کے ہاتھ کی انگلی کاٹ دی، پھر انگلی کٹے نے قاطع کا ہاتھ جوڑ سے کاٹ دیا تو مقطوع الید کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کا ناقص ہاتھ ہی کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے لے اور انگلی کا حق باطل ہے۔[4] (عالمگیری ص ۱۳ جلد ۶)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۳.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۷۸ (الف): کسی شخص نے دو آدمیوں کے داہنے ہاتھ قصداً کاٹ دیئے پھر ایک نے بحکم قاضی قصاص لے لیا تو دوسرے کو دیت ملے گی اور اگر دونوں ایک ساتھ قاضی کے پاس آئے تو دونوں کے لیے قصاص میں قاطع کا داہنا ہاتھ کاٹ دے گا اور ہر ایک کو ہاتھ کی نصف دیت بھی ملے گی۔ [1] (قاضی خان ص ۴۳۶ جلد ۳، درمختار ردالمحتار ص ۴۹۱ جلد ۵، بدائع صنائع ص ۲۹۹ جلد ۷، دررغرر ص ۹۷ ج ۲)

مسئلہ ۷۸ (ب): کسی شخص نے دو افراد کے سیدھے ہاتھ قصداً کاٹ دیئے اور قاضی نے دونوں کے قصاص میں قاطع کا ہاتھ کاٹنے اور پانچ ہزار درہم ہاتھ کی دیت دینے کا حکم دیا۔ دونوں نے پانچ ہزار درہم پر قبضہ کر لیا پھر ایک نے معاف کر دیا تو جس نے معاف نہیں کیا ہے اس کو نصف دیت یعنی ڈھائی ہزار درہم ملیں گے۔ [2] (قاضی خان بر عالمگیری ص ۴۳۶ جلد ۳، شامی ص ۴۹۱ ج ۵)

مسئلہ ۷۹: کسی نے دو آدمیوں کے داہنے ہاتھ قصداً کاٹ دیئے۔ قاضی نے دونوں کے حق میں قصاص اور دیت کا حکم دیا۔ دیت پر قبضہ سے پہلے ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے کو صرف قصاص کا حق ہے۔ دیت معاف ہو جائے گی۔ [3] (درمختار و شامی ص ۴۹۱ ج ۵، عالمگیری ج ۶ ص ۱۴)

مسئلہ ۸۰: کسی کا ناخن والا پورا قصداً کاٹ دیا وہ اچھا ہو گیا اور قصاص نہیں لیا گیا تھا کہ اسی انگلی کا اور ایک پورا کاٹ دیا تو قصاص میں ناخن والا پورا کاٹ دیا جائے گا اور دوسرے پورے کی دیت ملے گی اور اگر پہلا زخم اچھا نہیں ہوا تھا کہ دوسرا پورا کاٹ دیا تو دونوں پورے ایک ساتھ کاٹ کر قصاص لیا جائے۔ [4] (عالمگیری ص ۱۴ ج ۶)

مسئلہ ۸۱: کسی کا ناخن والا پورا قصدا کاٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا اور اس کا قصاص بھی لے لیا گیا پھر اسی قاطع نے اسی انگلی کا دوسرا پورا کاٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا تو اس کا قصاص بھی لیا جائے گا۔ یعنی قاطع کا دوسرا پورا کاٹ دیا جائے گا۔ [5] (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۳ ج ۷)

مسئلہ ۸۲: کسی شخص کا نصف پورا قصداً ٹکڑے کر کے کاٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا پھر بقیہ پورا جوڑ سے کاٹ دیا تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے اور اگر درمیان میں زخم اچھا نہیں ہوا تھا تو جوڑ سے پورا کاٹ کر قصاص لیا جائے گا۔ [6] (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۲ جلد ۷)

---

1 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۸۶.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱٤.

4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۸۳: قصداً کسی کی انگلیاں کاٹ دیں پھر زخم اچھا ہونے سے پہلے جوڑ سے پہنچا کاٹ دیا تو قاطع کا پہنچا جوڑ سے کاٹ کر قصاص لیا جائے گا انگلیاں نہیں کاٹی جائیں گی اور اگر درمیان میں زخم اچھا ہو گیا تھا تو انگلیوں میں قصاص لیا جائے گا اور پہنچے کا انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ [1] (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶)

مسئلہ ۸۴: کسی شخص کی انگلی کا ناخن والا پورا قصداً کاٹ دیا، پھر زخم اچھا ہونے سے پہلے دوسرے پورے کا نصف کاٹ دیا تو قصاص واجب نہیں ہے اور اگر درمیان میں زخم اچھا ہو گیا تھا تو پہلے پورے کا قصاص لیا جائے گا اور باقی کی دیت لی جائے گی۔ [2] (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶)

مسئلہ ۸۵: اگر کسی کی انگلی قصداً کاٹ دی اور اس کی وجہ سے اس کی ہتھیلی شل ہو گئی تو انگلی کا قصاص نہیں ہے ہاتھ کی دیت لی جائے گی۔ [3] (عالمگیری ص ۱۴ جلد ۶)

مسئلہ ۸۶: کسی کی انگلی قصداً کاٹی اور چھری نے پھسل کر دوسری انگلی کو بھی کاٹ دیا تو پہلی کا قصاص لیا جائے گا اور دوسری کی دیت لی جائے گی۔ [4] (عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۶ جلد ۷)

مسئلہ ۸۷: چند آدمیوں نے ایک ہی چھری کو پکڑ کر کسی شخص کا کوئی عضو قصداً کاٹ دیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ [5] (درمختار وشامی ص ۴۹۱ جلد ۵، طحطاوی علی الدر ص ۲۷۱ جلد ۴، درر غرر شرنبلالی ص ۹۷ جلد ۲)

مسئلہ ۸۸: عورت اور مرد اگر ایک دوسرے کے اعضا کاٹ دیں تو ان میں قصاص نہیں ہے اسی طرح اگر غلام اور آزاد ایک دوسرے کا عضو کاٹ دیں یا دو غلام ایک دوسرے کا کوئی عضو کاٹیں تو قصاص نہیں ہے۔ چونکہ ان کے اعضا میں مماثلت [6] نہیں ہے۔ [7] (درمختار وشامی ص ۴۸۸ جلد ۵، بدائع صنائع ص ۳۰۲ ج ۷)

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۸۹: ذکر [8] کو اگر جڑ سے کاٹ دیا یا صرف پوری سپاری کو کاٹ دیا تو قصاص لیا جائے گا یعنی قاطع [9] کا

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات،الباب الرابع فى القصاص فيما دون النفس،ج٦،ص١٤.

2 ......المرجع السابق. 3 ......المرجع السابق،ص١٥. 4 ......المرجع السابق.

5 ......"درر الحكام"شرح"غرر الأحكام"، كتاب الجنايات،باب القود فيما دون النفس،الجزء الثانى،ص٩٧.

6 ......برابری۔

7 ......"الدر المختار"و"ردالمحتار"، كتاب الجنايات،باب القود فيمادون النفس،ج١٠،ص١٩٩.

8 ......یعنی مرد کے پیشاب کا عضو۔ 9 ......کاٹنے والا۔

ذکر جڑ سے کاٹ دیا جائے گا اور سپاری کی صورت میں سپاری کاٹی جائے گی اور درمیان سے کاٹے جانے کی صورت میں قصاص نہیں ہے۔ چونکہ اس صورت میں مماثلت ممکن نہیں ہے۔[1] (شامی و درمختار ص ۴۸۹ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۶ جلد ۸، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۳۴ جلد ۳، طحطاوی علی الدر ص ۲۷۰ جلد ۴، مجمع الانہر ص ۶۲۶ ج ۲)

مسئلہ ۹۰: خصی[2] یا عنین[3] کا ذکر کاٹ دیا تو اس میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔[4] (شامی و درمختار ص ۴۸۹ جلد ۵)

مسئلہ ۹۱: بچے کا ذکر کاٹ دیا گیا۔ اگر انتشار ہوتا تھا تو قصداً کاٹنے میں قصاص اور خطاءً کاٹنے میں دیت واجب ہوگی اور اگر انتشار نہیں ہوتا تھا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔[5] (شامی و درمختار ص ۴۸۹ جلد ۵)

مسئلہ ۹۲: اگر عورت نے کسی کا ذکر کاٹ دیا تو اس میں قصاص نہیں ہے۔[6] (شامی ص ۴۸۹ جلد ۵)

مسئلہ ۹۳: اگر کسی نے کسی کا خصیہ پکڑ کر مسل دیا جس سے وہ نامرد ہو گیا تو دیت لازم ہوگی۔[7] (بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۴ جلد ۶)

فصل فی الفعلین
شخص واحد میں قتل اور قطع عضو کا اجتماع

مسئلہ ۹۴: کسی شخص کو عضو کاٹ کر قتل کر دیا جائے تو اس میں عقلی وجوہ سولہ نکلیں گی مثلاً دونوں فعل یعنی قتل اور قطع عمداً[8] ہوں گے یا خطاءً یا قتل خطاءً ہوگا اور قطع عمداً ہوگا اور یا قتل عمداً ہوگا اور قطع خطاءً تو یہ چار صورتیں ہوئیں۔ پھر ہر ایک صورت میں دونوں فعلوں کے درمیان میں صحت واقع ہوئی یا نہیں تو یہ آٹھ صورتیں ہو گئیں۔ پھر یہ دونوں فعل ایک شخص سے صادر ہوں گے یا

---

1 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۸۵، ۳۸۶.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۲۰۲.

2 ...... جس کے خصیے نکال دیے ہوں یا بیکار کر دیے ہوں۔ 3 ...... یعنی نامرد۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۲۰۱.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۲۰۲.

7 ...... "البزازیة" علی "الهندیة"، کتاب الجنایات، فصل الثالث فی الأطراف، ج ۶، ص ۳۹۴.

8 ...... یعنی جان بوجھ کر کاٹنا۔

دو اشخاص سے اس طرح کل سولہ صورتیں بنیں۔ ان سولہ صورتوں میں سے آٹھ صورتیں وہ ہیں جن میں قاطع[1] اور قاتل دو مختلف اشخاص ہوں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اس کے فعل کے بموجب قصاص یا دیت لی جائے گی۔[2] (درمختار و شامی، ص۴۹۴ ج۵)

مسئلہ ۹۵: بقیہ آٹھ صورتیں جن میں فاعل ایک شخص ہو ان کا حکم یہ ہے کہ نمبرا قطع اور قتل جب دونوں قصداً ہوں اور درمیان میں صحت واقعہ ہوگئی ہو تو دونوں کا قصاص لیا جائے گا۔[3] (شامی، ص۴۹۴ ج۵)

مسئلہ ۹۶: قتل وقطع جب دونوں قصداً ہوں اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ چاہے تو پہلے عضو کاٹے پھر قتل کرے اور چاہے تو قتل پر اکتفا کرے۔[4] (عنایہ وفتح القدیر، ص۲۸۴ جلد۸)

مسئلہ ۹۷: قطع اور قتل اگر دونوں خطاءً ہوں اور درمیان میں صحت ہوگئی تو دونوں کی دیت لی جائے گی۔[5] (تبیین الحقائق، ص۱۱۷ جلد۶)

مسئلہ ۹۸: قطع اور قتل اگر دونوں خطاءً ہوں اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو صرف دیت نفس واجب ہوگی۔[6] (تبیین، ص۱۱۷ جلد۶)

مسئلہ ۹۹: اگر قطع قصداً ہو اور قتل خطاءً اور درمیان میں صحت واقع ہوگئی ہو تو قطع کا قصاص اور قتل کی دیت لی جائے گی۔[7] (تبیین الحقائق، ص۱۱۷ جلد۶)

مسئلہ ۱۰۰: اگر قطع عمداً اور قتل خطاءً ہو اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو قطع میں قصاص اور قتل میں دیت لی جائے گی۔[8] (تبیین، ص۱۱۷ ج۶)

مسئلہ ۱۰۱: اگر قطع خطاً اور قتل عمداً ہو اور درمیان میں صحت واقع ہوگئی ہو تو قطع کی دیت اور قتل کا قصاص لیا جائے گا۔[9] (تبیین، ص۱۱۷ جلد۶)

---

1 ...... یعنی کاٹنے والا۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج۱۰، ص۲۱۱.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج۱۰، ص۲۱۱.

4 ...... "العنایة" و "فتح القدیر"، کتاب الجنایات، فصل فی حکم الفعلین، ج۹، ص۱۸٤.

5 ...... "تبین الحقائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیمادون النفس، فصل، ج۷، ص۲٤۸، ۲٤۹.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق، ص۲٤۸.

8 ...... المرجع السابق.

9 ...... المرجع السابق.

مسئلہ۱۰۲: اگر قطع خطاً اور قتل عمداً ہو اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو قطع کی دیت اور قتل کا قصاص واجب ہوگا۔[1] (تبیین، ص ۱۱۷ ج ۶)

مسئلہ۱۰۳: اگر کسی شخص کو نوے کوڑے ایک جگہ مارے وہ جگہ اچھی ہوگئی ہو اور ضربات کے[2] نشانات بھی باقی نہ رہے پھر دس کوڑے دوسری جگہ مارے اس سے وہ مرگیا تو اس صورت میں صرف دیت نفس واجب ہے۔[3] (درمختار و شامی ص ۳۹۴ جلد ۵، فتح القدیر ص ۲۸۴ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۱۸ جلد ۶، عنایہ ص ۲۸۴ جلد ۸)

مسئلہ۱۰۴: اگر کسی شخص کو نوے کوڑے مارے اور اس کے زخم اچھے ہوگئے مگر نشانات باقی رہ گئے پھر دس کوڑے مارے جن سے وہ مرگیا تو دیت نفس اور انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔[4] (تبیین الحقائق ص ۱۱۸ جلد ۷)

مسئلہ۱۰۵: اگر کسی نے کسی کا عضو کاٹا یا اس کو زخمی کردیا اور زخمی نے جنایت کرنے والے کو معاف کردیا اور اس کے بعد وہ زخمی اس زخم یا قطع عضو کی وجہ سے مرگیا تو اس میں چار صورتیں بنیں گی۔

(۱) یہ جنایت اگر قصداً تھی اور معاف کرنے والے نے کہا کہ میں نے قطع عضو اور جنایت اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کو معاف کردیا تو عام معافی ہوجائے گی اور جانی کے ذمے کچھ واجب نہ ہوگا۔[5] (طحطاوی ص ۲۷۳ جلد ۴، مجمع الانہر ص ۶۳۰ جلد ۲، درر غرر ص ۹۸ ج ۲)

(۲) اور اگر معاف کرنے والے نے کہا کہ میں نے قطع عضو اور جنایت کو معاف کردیا اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کا کچھ ذکر نہیں کیا تو استحساناً دیت واجب ہوگی۔[6] (طحطاوی علی الدر ص ۲۷۳ جلد ۴، بحرالرائق ص ۳۱۶ جلد ۸)

(۳) اور اگر قطع عضو یا زخم خطاءً تھا اور مرنے والے نے یہ کہا کہ میں نے قطع عضو سے معاف کردیا اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کا ذکر نہیں کیا تو سرایت کی معافی نہیں ہوگی اور دیت نفس واجب ہوگی۔

(۴) اور اگر قطع عضو یا زخم خطاءً تھا اور مرنے والے نے کہا کہ میں نے قطع عضو اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات

---

1 ...... "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیمادون النفس، ج۷، ص۲۴۹.

2 ......یعنی مارنے کے۔

3 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج۱۰، ص۲۱۲.

4 ...... "تبیین الحقائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیمادون النفس، ج۷، ص۲۵۰.

5 ......"دررالحکام" شرح "غررالأحکام"، کتاب الجنایات، باب القود فیمادون النفس، الجزء الثانی، ص۹۸.

6 ......"البحرالرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیمادون النفس، ج۹، ص۵۶.

کو بھی معاف کر دیا تو بالکل معافی ہو جائے گی اور جانی پر کچھ واجب نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، فتح القدیر وعنایہ ص ۲۸۵ جلد ۸، درمختار وشامی ص ۴۹۵ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۱۸ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۱۶ ج ۸)

مسئلہ ۱۰۶: اگر ماں نے اپنے بچے کو تادیب کے لیے مارا اور بچہ مرگیا تو ماں ضامن ہے۔[2] (شامی ص ۴۹۹ جلد ۵، طحطاوی ص ۲۷۵ جلد ۴)

متفرقات

مسئلہ ۱۰۷: کسی نے کسی شخص کے عمداً تیر مارا اور وہ تیر اس شخص کے جسم کے پار ہو کر کسی دوسرے شخص کو لگ گیا اور دونوں مرگئے تو پہلے کا قصاص لیا جائے گا اور دوسرے کی دیت قاتل کے عاقلہ پر واجب ہوگی۔[3] (درمختار وشامی ص ۴۹۲ جلد ۵، طحطاوی ص ۲۷۲ جلد ۴، بدائع صنائع ص ۳۰۶ جلد ۷، درر غرر ص ۹۷ جلد ۲، مجمع الانہر ودرالمنتقی ص ۶۲۹ جلد ۲)

مسئلہ ۱۰۸: کسی شخص پر سانپ گرا اس نے اس کو پھینک دیا اور وہ دوسرے شخص پر جا گرا اسی طرح اس نے بھی پھینکا اور وہ تیسرے شخص پر جا گرا اور اس کو کاٹ لیا اور وہ مرگیا تو اگر سانپ نے گرتے ہی کاٹ لیا تھا تو اس آخری پھینکنے والے کے عاقلہ پر دیت ہے اور اگر گرنے کے کچھ دیر بعد کاٹا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔[4] (درمختار وشامی ص ۴۹۲ جلد ۵، طحطاوی ص ۲۷۲، ج ۴)

مسئلہ ۱۰۹: کسی شخص نے راستہ میں سانپ یا بچھو ڈال دیا اور ڈالنے کے فوراً بعد اس نے کسی کو کاٹ لیا اور وہ مرگیا تو ڈالنے والے کے عاقلہ پر دیت ہے اور اگر کچھ دیر کے بعد یا اپنی جگہ سے ہٹ کر کاٹا تو کسی پر کچھ نہیں۔[5] (درمختار وشامی ص ۴۹۲ جلد ۵، طحطاوی علی الدر ص ۲۷۲ جلد ۴)

مسئلہ ۱۱۰: کسی شخص نے راستے میں تلوار رکھ دی اور کوئی اس پر گر پڑا اور مرگیا اور تلوار بھی ٹوٹ گئی تو مرنے والے کی دیت تلوار رکھنے والے پر ہے اور تلوار کی قیمت مرنے والے کے مال سے ادا کی جائے گی۔[6] (درمختار وشامی ص ۴۹۳ جلد ۵، طحطاوی ص ۲۷۲ جلد ۴)

---

1 ...... "البحرالرائق"، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج۹، ص۵۶.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، مطلب: الصحیح ان الوجوب علی القاتل... إلخ، ج۱۰، ص۲۲۰.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج۱۰، ص۲۰۸.

4 ...... المرجع السابق.　5 ...... المرجع السابق، ص۲۰۹.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱۱: عمداً قتل کرنے والے نے ایسے شخص کے ساتھ مل کر قتل کیا جس پر قصاص نہیں ہوتا۔ مثلاً اجنبی نے باپ کے ساتھ مل کر بیٹے کو قتل کیا یا عاقل نے مجنون کے ساتھ مل کر یا بالغ نے نابالغ کے ساتھ مل کر قتل کیا تو کسی پر قصاص نہیں ہے۔[1] (درمختار و شامی ص ۴۹۳ جلد ۵، طحطاوی، ص ۲۷۲ جلد ۴)

مسئلہ ۱۱۲: اگر کسی نے اپنی بیوی یا باندی کے ساتھ کسی کو ناجائز حالت میں دیکھا اور للکارنے کے باوجود نہیں بھاگا تو اس نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص بھی نہیں اور کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔[2] (درمختار ص ۴۹۳ جلد ۵، طحطاوی علی الدر، ص ۲۷۲ جلد ۴)

مسئلہ ۱۱۳: کسی شخص نے کسی بچے کو اپنا گھوڑا دیا کہ اس کو باندھ دے اور گھوڑے نے لات ماردی جس سے بچہ مر گیا تو گھوڑا دینے والے کے عاقلہ پر دیت ہے۔ اسی طرح بچہ کو لاٹھی یا کوئی اسلحہ دیا اور کہا کہ اس کو پکڑے رہو بچہ تھک گیا اور وہ اسلحہ اس کے جسم کے کسی حصہ پر گر پڑا جس کے صدمے سے بچہ مر گیا اسلحہ والے کے عاقلہ پر بچہ کی دیت ہے۔[3] (درمختار و شامی ص ۴۹۳ جلد ۵، طحطاوی، ص ۲۷۲ جلد ۴)

مسئلہ ۱۱۴: اگر کسی نے کسی کا پورا حشفہ (سپاری) قصداً کاٹ دیا تو اس میں قصاص ہے اور اگر بعض کاٹا تو قصاص نہیں ہے۔[4] (عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۱۲ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۰۶ ج ۸، درمختار و شامی ص ۴۸۹ ج ۵، مجمع الانہر ص ۶۲۶ جلد ۲، ہدایہ ص ۵۵۵ جلد ۴، بدائع صنائع، ص ۳۰۸ جلد ۷)

مسئلہ ۱۱۵: کوئی بچہ دیوار پر چڑھا ہوا تھا کہ کوئی شخص نیچے سے اچانک چیخا جس سے بچہ گر کر مر گیا تو اس چیخنے والے پر دیت ہے۔ اور اسی طرح اگر اچانک کسی شخص نے چیخ ماری جس سے کوئی شخص مر گیا تو اس پر اس کی دیت واجب ہے۔[5] (درمختار و شامی، ص ۴۹۳ جلد ۵)

مسئلہ ۱۱۶: کسی نے صورت تبدیل کر کے بچہ کو ڈرایا جس سے بچہ ڈر کر پاگل ہو گیا تو ڈرانے والا دیت دے گا۔[6] (درمختار و شامی، ص ۴۹۳ جلد ۵)

---

1 ...... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۱۰.

2 ...... "الدر المختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۱۰.

و "حاشیة الطحطاوی" علی "الدر المختار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ٤، ص ۲۷۲.

3 ...... "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۱۰.

4 ...... المرجع السابق، ص ۲۰۲. 5 ...... المرجع السابق، ص ۲۱۱. 6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱۷: کسی نے کسی سے کہا پانی یا آگ میں کود جا اور وہ کود گیا اور مرگیا تو یہ دیت دے گا۔[1] (شامی ص ۴۹۳ جلد ۵، طحطاوی، ص ۲۷۲ جلد ۴)

مسئلہ ۱۱۸: کسی نے کسی کو زخمی کر دیا اور وہ کمائی کرنے کے قابل نہ رہا تو زخمی کرنے والے پر اس کا نفقہ علاج معالجہ کے مصارف واجب الادا ہوں گے۔[2] (درمختار ص ۴۹۳ ج ۵)

مسئلہ ۱۱۹: کسی ظالم حاکم نے پولیس سے کسی کو اتنا پٹوایا کہ وہ کمائی سے عاجز ہوگیا تو اس کا نفقہ اور علاج کے مصارف اس حاکم پر لازم ہیں۔[3] (درمختار و شامی، ص ۴۹۴ جلد ۵)

مسئلہ ۱۲۰: کسی کے تلوار مارنا چاہتا تھا اور کسی نے تلوار کو پکڑ لیا تلوار والے نے تلوار کھینچی جس سے پکڑنے والے کی انگلیاں کٹ گئیں۔ اگر جوڑ سے کٹی ہیں تو قصاص ہے ورنہ دیت لازم ہے۔[4] (بزازیہ علی الہندیہ، ص ۳۹۳ جلد ۶)

مسئلہ ۱۲۱: زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹا اور اس کے قصاص میں زید کا ہاتھ کاٹا گیا پھر عمرو ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے مرگیا تو زید کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔[5] (طحطاوی ص ۲۷۴ جلد ۴، درمختار و شامی ص ۴۹۷ جلد ۵، تبیین ص ۱۲۰ جلد ۶، عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، فتح القدیر و عنایہ ص ۲۹۰ جلد ۸، مجمع الانہر ص ۶۳۲ جلد ۲)

مسئلہ ۱۲۲: زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹا اور اس کے قصاص میں زید کا ہاتھ کاٹا گیا اور اس ہاتھ کے کاٹنے کی وجہ سے زید مرگیا تو اگر زید کا ہاتھ بلا حکم حاکم کاٹا گیا ہے تو عمرو کے عاقلہ پر زید کی دیت واجب ہوگی اور اگر حاکم کے حکم سے ہاتھ کاٹا گیا ہے تو کچھ لازم نہیں ہوگا۔[6] (درمختار و شامی ص ۴۹۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۰ جلد ۶، طحطاوی ص ۲۷۵ ج ۴، مجمع الانہر ص ۶۳۲ ج ۲)

مسئلہ ۱۲۳: کسی شخص نے کسی کو قتل کر دیا۔ مقتول کے ولی نے قاتل کا ہاتھ کاٹ لیا اس کے بعد قاتل کو معاف کر دیا تو اس ولی پر ہاتھ کاٹنے کی دیت لازم ہوگی۔[7] (بحر الرائق ص ۳۱۹ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۲۱ جلد ۶، شامی و درمختار ص ۴۹۸ جلد ۵)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود فیما دون النفس، ج ۱۰، ص ۲۱۱.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج ۱۰، ص ۲۱۳.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، ج ۱۰، ص ۲۱۳.

4 ...... "البزازیة" علی "الهندیة"، کتاب الجنایات، (الفصل) الثالث فی الأطراف، ج ۶، ص ۳۹۳.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج ۶، ص ۱۵.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۱۸، ۲۱۹.

7 ...... المرجع السابق، ص ۲۲۰.

مسئلہ ۱۲۴: اسی طرح اگر معلم نے بچہ کو باپ کی اجازت کے بغیر مارا اور بچہ مرگیا تو معلم پر ضمان ہے اور اگر باپ کی اجازت سے مارا اور بچہ مرگیا تو ضمان نہیں ہے اور اسی طرح شوہر نے اپنی بیوی کو تادیب کے لیے مارا اور وہ مرگئی تو شوہر پر ضمان ہے۔[1] (درمختار و شامی ص ۴۹۸ جلد ۵، طحطاوی ص ۲۷۵ جلد ۴، مجمع الانہر ص ۶۳۲ ج ۲)

مسئلہ ۱۲۵: اگر قاضی نے چور کا ہاتھ کاٹا اور چور مرگیا تو قاضی پر کچھ نہیں ہے۔[2] (درمختار و شامی ص ۴۹۷ جلد ۵، طحطاوی ص ۲۷۵ جلد ۴، مجمع الانہر، ص ۶۳۲ جلد ۲)

مسئلہ ۱۲۶: کسی اجنبی عورت کو اس طرح مارا کہ اس کے مخرج بول وحیض[3] ایک ہوگئے۔ یا مخرج حیض ومقعد[4] ایک ہوگئے تو اگر وہ پیشاب کو روک سکتی ہے تو جانی پر[5] تہائی دیت واجب ہوگی اور اگر پیشاب کو نہیں روک سکتی ہے تو جانی پر کل دیت واجب ہوگی۔[6] (درمختار و شامی ص ۴۹۹ جلد ۵، طحطاوی، ص ۲۷۵، جلد ۴)

مسئلہ ۱۲۷: اگر کسی شخص نے باکرہ[7] سے زنا کیا جس سے اس کے مخرجین[8] ایک ہوگئے اگر یہ فعل عورت کی رضامندی سے تھا تو دونوں کو حد لگائی جائے گی اور تاوان نہیں ہوگا اور اگر بالجبر تھا تو مرد پر حد اور دیت دونوں واجب ہیں۔[9] (درمختار و شامی، ص ۴۹۹ جلد ۵)

مسئلہ ۱۲۸: اگر اپنی زوجہ بالغہ سے وطی کی جو اس کی استطاعت رکھتی تھی اور اس کی وجہ سے مخرجین کی درمیانی جگہ پھٹ کر ایک ہوگئی تو شوہر پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر زوجہ نابالغہ سے یا ایسی زوجہ سے جو اس کی استطاعت نہیں رکھتی تھی یا کسی عورت سے جبراً وطی کی اور مخرجین ایک ہوگئے یا موت واقع ہوگئی تو عاقلہ پر دیت لازم ہوگی۔[10] (درمختار و شامی ص ۴۹۹ جلد ۵)

مسئلہ ۱۲۹: جراح[11] نے آنکھ کا آپریشن کیا اور آنکھ پھوٹ گئی اور جراح اس فن کا ماہر نہ تھا تو اس پر نصف دیت لازم ہے۔[12] (درمختار و شامی ص ۴۹۹ جلد ۵)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب...إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۰، ۲۲۱.

2 ...... المرجع السابق، ص ۲۱۹.

3 ...... پیشاب اور حیض کا مقام۔ 4 ...... آگے اور پیچھے کا مقام۔ 5 ...... مارنے والے پر۔

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب...إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۲.

7 ...... کنواری۔ 8 ...... آگے اور پیچھے کا مقام۔

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب...إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۳.

10 ...... المرجع السابق، ص ۲۲۲.

11 ...... سرجن، آپریشن کرنے والا۔

12 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح ان الوجوب...إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۳.

مسئلہ نمبر ۱۳۰: بچہ چھت سے گر پڑا اور اس کا سر پھٹ گیا اکثر جراحوں نے یہ رائے دی کہ اگر اس کا آپریشن کیا گیا تو مر جائے گا اور ایک نے کہا کہ اگر آپریشن نہیں کیا گیا تو مر جائے گا لہٰذا میں آپریشن کرتا ہوں اور اس نے آپریشن کر دیا اور دو ایک دن بعد بچہ مر گیا تو اگر آپریشن صحیح طریقے پر ہوا اور ولی کی اجازت سے ہوا تو جراح ضامن نہیں ہے۔ اور اگر ولی کی اجازت کے بغیر تھا یا غلط طریقے سے ہوا تھا تو ظاہر یہ ہے کہ قصاص لیا جائے گا۔ [1] (درمختار و شامی ص ۴۹۹ جلد ۵)

مسئلہ ۱۳۱: کسی کا ناخن اکھیڑ دیا اگر پہلے جیسا دوبارہ اگ آیا تو کچھ نہیں ہے اور اگر نہ اگا یا عیب دار اگا تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا لیکن عیب دار اگنے کا تاوان نہ اگنے کے تاوان سے کم ہوگا۔ [2] (بزازیہ علی الہندیہ ص ۳۹۳ جلد ۶)

باب الشهادة على القتل

(قتل پر گواہی کا بیان)

مسئلہ ۱۳۲: مستور الحال دو آدمیوں نے کسی کے خلاف قتل کی گواہی دی تو اس کو قید کر لیا جائے یہاں تک کہ گواہوں کے متعلق معلومات کی جائیں۔ اسی طرح اگر ایک عادل آدمی نے کسی کے خلاف قتل کی شہادت دی تو اس کو چند دن قید میں رکھا جائے گا۔ اگر مدعی دوسرا گواہ پیش کرے تو مقدمہ چلے گا ورنہ رہا کر دیا جائے گا۔ [3] (عالمگیری ص ۱۵ جلد ۶، شامی ص ۵۰۰ جلد ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۱ جلد ۳)

مسئلہ ۱۳۳: کسی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو خطاءً قتل کر دیا ہے اور کہتا ہے کہ گواہ شہر میں ہیں اور قاضی سے مطالبہ کرتا ہے کہ مدعیٰ علیہ سے ضمانت لے لی جائے تو قاضی مدعیٰ علیہ سے تین دن کے لیے ضمانت طلب کرے گا اور اگر مدعی کہتا ہے کہ میرے گواہ غائب ہیں اور گواہوں کے حاضر ہونے کے وقت تک کے لیے ضمانت کا مطالبہ کرتا ہے تو قاضی مدعی کی بات نہیں مانے گا اور اگر دعویٰ کرتا ہے کہ میرے باپ کو عمداً قتل کیا گیا ہے اور ضمانت کا مطالبہ کرتا ہے تو قاضی ضمانت نہیں لے گا۔ [4] (مبسوط ص ۱۰۶ جلد ۲۶، قاضی خان ص ۳۹۶ جلد ۴، عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶)

مسئلہ ۱۳۴: مقتول کے ایک بیٹے نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کو عمداً زید نے قتل کر دیا اور اس پر گواہ بھی پیش کر دیئے مگر مقتول کا دوسرا بیٹا غائب ہے تو قاضی شہادت کو قبول کر لے گا اور قاتل کو قید کر دے گا لیکن ابھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ جب

---

(1) ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الجنايات، فصل في الفعلين، مطلب: الصحيح ان الوجوب... إلخ، ج ١٠، ص ٢٢٣.

(2) ...... "البزازية" على "الهندية"، كتاب الجنايات، (الفصل) الثالث في الأطراف، ج ٦، ص ٣٩٣.

(3) ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والاقرار به... إلخ، ج ٦، ص ١٥.

(4) ...... المرجع السابق.

دوسرا بیٹا حاضر ہو کر دوبارہ شہادت پیش کرے گا تو قصاص لیا جائے گا۔[1] (عالمگیری ص ۱۶ جلد۶، درمختار و شامی ص ۵۰۰ جلد۵، فتح القدیر وعنایہ ص ۲۹۲ جلد۸، تبیین ص ۱۲۱ جلد۶، بحرالرائق، ص ۳۲۰ جلد ۸)

مسئلہ ۱۳۵: اور اگر مقتول کے ایک بیٹے نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کو زید نے خطاءً قتل کر دیا اور گواہ بھی پیش کر دیئے اور دوسرا بیٹا غائب ہے تو قاضی زید کو قید کر دے گا اور جب دوسرا بیٹا حاضر ہوگا تو اس کو دوبارہ شہادت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی حاضری پر مقدمہ کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔[2] (عالمگیری ص ۱۶ جلد۶، درمختار و شامی ص ۵۰۰ جلد۵، تبیین الحقائق ص ۱۲۱ جلد۶، بحرالرائق ص ۳۲۰ جلد۸)

مسئلہ ۱۳۶: ورثا نے دو اشخاص پر اپنے باپ کے قتل عمد کا الزام لگایا اور گواہ پیش کیے مگر ایک قاتل غائب ہے تو حاضر کے مقابلہ میں یہ گواہی قبول کر لی جائے گی اور اس کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔ پھر جب دوسرا آئے اور قتل کا انکار کرے تو ورثاء کو دوبارہ گواہی پیش کرنا ہوگی۔[3] (عالمگیری، ص ۱۶ جلد۶)

مسئلہ ۱۳۷: دو گواہوں نے کسی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے فلاں شخص کو تلوار سے زخمی کر دیا تھا اور وہ زخمی صاحب فراش رہ کر مرگیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور قاضی کو گواہوں سے یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ ان زخموں کی وجہ سے مرا یا کسی اور وجہ سے۔ اور اگر گواہوں نے صرف یہ کہا کہ اس نے تلوار سے زخمی کیا یہاں تک کہ مجروح مرگیا۔ یہ بھی عمداً قتل مانا جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ قاضی گواہوں سے سوال کرے کہ اس نے قصداً ایسا کیا ہے یا نہیں؟[4] (عالمگیری ص ۱۶ جلد۶، شامی ص ۵۰۱ جلد۵، بحرالرائق ص ۳۲۳ جلد۸، مبسوط ص ۱۶۷ جلد۲۶، قاضی خان، ص ۳۹۸ جلد۴)

مسئلہ ۱۳۸: دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے فلاں شخص کو تلوار سے خطاءً قتل کر دیا تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی اور عاقلہ پر دیت واجب ہوگی اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ قصداً قتل کیا ہے یا خطاءً، تب بھی یہ گواہی مقبول ہوگی اور قاتل کے مال میں سے دیت دلائی جائے گی۔[5] (عالمگیری، ص ۱۶ جلد۶)

مسئلہ ۱۳۹: ایک گواہ نے کسی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے خطاءً قتل کیا ہے اور دوسرے گواہ نے کہا کہ قاتل نے اس کا اقرار کیا ہے کہ اس سے یہ فعل خطاءً سرزد ہوا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔[6] (عالمگیری ص ۱۶ جلد۶، قاضی خان ص ۳۹۵ جلد۴، تبیین، ص ۱۲۳ جلد۶، مبسوط ص ۱۰۴ جلد۲۶، مجمع الانہر ص ۶۳۵ جلد۲)

---

(1)...."الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشھادة فی القتل والاقرار بہ...إلخ، ج۶، ص۱۶.

(2)....المرجع السابق. (3)....المرجع السابق. (4)....المرجع السابق.

(5)....المرجع السابق. (6)....المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴۰: اگر دونوں گواہ زمان ومکان میں اختلاف کرتے ہیں تو گواہی باطل ہے مگر جب دونوں جگہیں قریب قریب ہیں۔ مثلاً ایک گواہ کسی چھوٹے مکان کے ایک حصہ میں وقوعِ قتل کی گواہی دیتا ہے اور دوسرا اسی مکان کے دوسرے حصے میں تو یہ گواہی مقبول ہوگی۔ [1] (بحرالرائق ص ۳۲۳ جلد ۸، عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، فتح القدیر وعنایہ ص ۲۹۵ جلد ۸، درمختار و شامی، ص ۵۰۱ جلد ۵)

مسئلہ ۱۴۱: اگر دو گواہوں میں موضعِ زخم میں [2] اختلاف ہے تب بھی گواہی باطل ہے۔ [3] (عالمگیری، ص ۱۶ جلد ۶)

مسئلہ ۱۴۲: اگر دو گواہوں میں آلہ قتل میں اختلاف ہو، ایک کہے کہ تلوار سے قتل کیا دوسرا کہے کہ پتھر سے قتل کیا۔ یا ایک کہے کہ تلوار سے قتل کیا اور دوسرا کہے کہ چھری سے قتل کیا یا ایک کہے کہ پتھر سے قتل کیا اور دوسرا کہے کہ لاٹھی سے قتل کیا تو یہ گواہی باطل ہے۔ [4] (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۱ جلد ۵، تبیین ص ۱۲۳ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۲۳ جلد ۸، مبسوط ص ۱۶۸ جلد ۲۶، قاضی خان ص ۳۹۵ ج ۴، مجمع الانہر، ص ۶۳۴ جلد ۲)

مسئلہ ۱۴۳: ایک گواہ نے گواہی دی کہ قاتل نے تلوار سے قتل کرنے کا اقرار کیا تھا اور دوسرے گواہ نے کہا کہ قاتل نے چھری سے قتل کرنے کا اقرار کیا تھا اور مدعی کہتا ہے کہ قاتل نے دونوں باتوں کا اقرار کیا تھا لیکن اس نے قتل کیا ہے نیزہ مار کر تو یہ گواہی قبول کی جائے گی اور قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ [5] (عالمگیری، ص ۱۶ جلد ۶)

مسئلہ ۱۴۴: ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس نے تلوار یا لاٹھی سے قتل کیا ہے اور دوسرے گواہ نے کہا کہ اس نے قتل کیا ہے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ کس چیز سے قتل کیا ہے۔ تو یہ گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ [6] (عالمگیری ص ۱۶ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۵ جلد ۴، درمختار وشامی ص ۵۰۱ جلد ۵، تبیین ص ۱۲۳ جلد ۶، فتح القدیر وعنایہ ص ۲۹۵ جلد ۸، مجمع الانہر ۶۳۴ ج ۲)

مسئلہ ۱۴۵: دو شخصوں نے گواہی دی کہ زید نے عمرو کو قتل کیا ہے اور ہم یہ نہیں جانتے کہ کس چیز سے قتل کیا ہے تو یہ گواہی قبول کر لی جائے گی اور قاتل کے مال سے دیت دلائی جائے گی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ [7] (عالمگیری ص ۱۶ ج ۶، قاضی خان ص ۳۹۵ ج ۴، درمختار وشامی ص ۵۰۲ ج ۵، فتح القدیر ص ۱۴۷، عنایہ ص ۲۹۵ ج ۸، تبیین ص ۱۲۳ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۲۳، ج ۸، طحطاوی ص ۲۷۸ ج ۴، مجمع الانہر، ص ۶۳۵ ج ۲، و ملتقی الابحر ص ۶۳۵ ج ۲)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به... إلخ، ج٦، ص١٦.

2 ...... یعنی زخم کی جگہ میں۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار به... إلخ، ج٦، ص١٦.

4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴۶: اگر دو آدمی دو اشخاص کے متعلق گواہی دیں کہ انھوں نے زید کے ایک ہی ہاتھ کی ایک ایک انگلی کاٹی ہے اور یہ نہ بتائیں کہ کس نے کونسی انگلی کاٹی ہے تو یہ شہادت باطل ہے۔[1] (عالمگیری ص ۱۶ ج ۶، مبسوط ص ۱۷۱ ج ۲۶)

مسئلہ ۱۴۷: دو آدمی دو اشخاص کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ ان دونوں نے ایک شخص کو قتل کیا ہے۔ ایک نے تلوار سے اور ایک نے لاٹھی سے اور گواہ یہ نہیں بتاتے کہ کس نے لاٹھی سے اور کس نے تلوار سے قتل کیا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔[2] (عالمگیری، ص ۱۶، ج ۶)

مسئلہ ۱۴۸: دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے عَمْرو کا ہاتھ پہنچے سے[3] قصداً کاٹا ہے اور ایک تیسرے گواہ نے کہا کہ زید نے عمرو کا پاؤں ٹخنے سے کاٹا ہے۔ پھر تینوں نے یہ گواہی دی کہ مجروح صاحب فراش رہ کر مرگیا[4] اور مقتول کا ولی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دونوں فعل عمداً ہوئے ہیں تو قاتل کے مال سے نصف دیت دلائی جائے گی۔[5] (عالمگیری، ص ۱۶ جلد ۶، مبسوط ص ۱۶۸ جلد ۲۶)

مسئلہ ۱۴۹: دو آدمیوں نے کسی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے فلاں شخص کا ہاتھ پہنچے سے قصداً کاٹا پھر اس کو قصداً قتل کردیا تو مقتول کے ورثاء کو یہ حق ہے کہ پہلے ہاتھ کاٹ کر قصاص لیں اور پھر قتل کریں۔ ہاں قاضی کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ ان سے کہے کہ صرف قتل پر اکتفاء کرو ہاتھ کا قصاص مت لو۔[6] (عالمگیری، ص ۱۷ جلد ۶)

مسئلہ ۱۵۰: دو آدمیوں نے زید کے خلاف گواہی دی کہ اس نے عمرو کو خطاءً قتل کیا ہے اور قاضی نے اس پر دیت کا فیصلہ کردیا۔ اس کے بعد عمرو جس کے قتل کی گواہی دی گئی تھی زندہ آگیا تو جن لوگوں نے دیت ادا کی تھی ان کو اختیار ہے کہ چاہیں تو عمرو کے ولی کو ضامن قرار دیں یا گواہوں کو، اگر گواہوں کو ضامن بنائیں اور وہ تاوان دے دیں تو پھر وہ گواہ ولی سے دیت واپس لے لیں۔[7] (عالمگیری، ص ۱۷ جلد ۶، درمختار وشامی، ص ۵۰۲ جلد ۵، مجمع الانہر، ص ۶۳۵ جلد ۲)

مسئلہ ۱۵۱: دو آدمیوں نے زید کے خلاف گواہی دی کہ اس نے عمرو کو قصداً قتل کیا ہے اور زید کو قصاص میں قتل کردیا گیا اس کے بعد عمرو زندہ واپس آگیا تو زید کے ورثا کو اختیار ہے کہ عَمْرو کے ولی سے دیت لیں یا

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنايات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والإقرار به... إلخ، ج ٦، ص ١٦.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... یعنی کلائی سے۔

4 ...... یعنی زخمی ہونے کے بعد بستر پر پڑے پڑے مرگیا۔

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنايات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والإقرار به... إلخ، ج ٦، ص ١٦.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق، ص ١٧.

گواہوں سے۔[1] (عالمگیری ص ۱۷ ج ۶، درمختاروشامی ص ۵۰۳ ج ۵، مجمع الانہر، ص ۶۳۵ جلد ۲)

مسئلہ ۱۵۲: دوآدمیوں نے ایک شخص کے خلاف گواہی دی کہ اس نے قتل خطایا عمد کا اقرار کیا ہے اور اس پر فیصلہ کر دیا گیا اس کے بعد وہ شخص زندہ پایا گیا تو گواہوں پر کوئی تاوان نہیں۔ البتہ دونوں صورتوں میں ولی مقتول پر تاوان ڈالا جائے گا۔[2] (ہندیہ، ص ۱۷ ج ۶، درمختاروشامی، ص ۵۰۳ ج ۵، مجمع الانہر، ص ۶۳۶ جلد ۲)

مسئلہ ۱۵۳: دوآدمیوں نے گواہی دی کہ فلاں دواشخاص نے ہم کو گواہ بنایا ہے کہ زید نے عمرو کو خطاءً قتل کر دیا ہے ان کی گواہی پر دیت کا حکم دے دیا گیا اس کے بعد عمرو زندہ پایا گیا تو ولی پر دیت واپس کرنا واجب ہے اور ان شاہدین فرع[3] پر کچھ تاوان نہیں ہے۔ اگرچہ اصل گواہ آکر ان کو گواہ بنانے سے انکار کریں اور اگر اصل گواہ آکر یہ اقرار کریں کہ ہم نے جان بوجھ کر غلط بات پر ان کو گواہ بنایا تھا تب بھی ان شاہدین فرع پر کچھ تاوان نہیں ہے۔[4] (ہندیہ، ص ۱۷ ج ۶، درمختاروشامی، ص ۵۰۳ ج ۵)

مسئلہ ۱۵۴: کسی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرے ولی کا سر پھاڑ دیا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوگئی اور دو گواہوں نے زخم کی گواہی دی اور یہ کہا کہ وہ مرنے سے پہلے اچھا ہوگیا تھا۔ تو زخم کے بارے میں ان کی شہادت مان لی جائے گی۔ اور صرف زخم کے قصاص کا حکم دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک گواہ نے کہا کہ وہی زخم موت کا سبب بنا تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ مرنے سے پہلے اچھا ہوگیا تھا تب بھی صرف زخم کے قصاص کا حکم دیا جائے گا۔[5] (ہندیہ، ص ۱۷ ج ۶)

مسئلہ ۱۵۵: کسی مقتول نے دو بیٹے چھوڑے ان میں سے ایک نے کسی شخص کے خلاف گواہ پیش کئے کہ اس نے میرے باپ کو عمداً قتل کیا ہے اور دوسرے بیٹے نے گواہ پیش کئے کہ اس نے اور دوسرے شخص نے مل کر میرے باپ کو قصداً قتل کیا ہے تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے۔[6] (ہندیہ، ص ۱۷ جلد ۶)

مسئلہ ۱۵۶: کسی مقتول کے دو بیٹے ہیں ان میں سے ایک نے گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو عمداً قتل کیا ہے اور دوسرے بیٹے نے گواہ پیش کئے کہ اس کے غیر فلاں شخص نے میرے باپ کو خطاءً قتل کیا ہے تو کسی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ پہلے بیٹے کے لیے اس کے مدعیٰ علیہ کے مال سے ۳ سال میں نصف دیت لی جائے گی اور دوسرے بیٹے کے لیے مدعیٰ علیہ کے عاقلہ سے بقیہ نصف دیت ۳ سال میں لی جائے گی۔[7] (ہندیہ از زیادات، ص ۱۷ ج ۶)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والإقرار به...إلخ، ج۶، ص۱۷.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... یعنی وہ گواہ جنہیں دو گواہوں نے گواہ بنایا تھا۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والإقرار به...إلخ، ج۶، ص۱۷.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۵۷: کسی مقتول نے دو بیٹے اور ایک موصیٰ لہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) چھوڑے۔ پھر ایک بیٹے نے دعوےٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو عمداً قتل کیا ہے اور اس پر گواہ پیش کیے اور دوسرے بیٹے نے اسی قاتل یا دوسرے شخص پر خطاءً قتل کا الزام لگا کر گواہ پیش کیے اور موصیٰ لہ قتل خطا کے مدعی کی تصدیق کرتا ہے تو اس بیٹے اور موصیٰ لہ کے لیے قاتل کے عاقلہ پر ۳ سال میں ⅔ دیت ہے اور قتل عمد کے مدعی بیٹے کے لیے قاتل کے مال میں ۳ سال میں ⅓ دیت ہے اور اگر موصیٰ لہ نے قتل عمد کے مدعی کی تصدیق کی تو قتل خطا کے مدعی کے لیے ایک تہائی دیت قاتل کے عاقلہ پر ۳ برس میں ہے۔ اور نصف دیت کا تہائی موصیٰ لہ کے لیے اور نصف دیت کا دو تہائی قتلِ عمد کے مدعی کے لیے قاتل کے مال میں ہے اور اگر موصیٰ لہ نے دونوں کی تصدیق یا تکذیب کی[1] تو موصیٰ لہ کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر موصیٰ لہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ معلوم نہیں کہ قتل خطاءً ہوا ہے یا عمداً تو اس کا حق ابھی باطل نہیں ہوگا۔ جس وقت بھی موصیٰ لہ کسی ایک بیٹے کی تصدیق کردے گا تو مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق موصیٰ لہ کو حق مل جائے گا اور اگر بجائے موصیٰ لہ کے مقتول کا تیسرا بیٹا ہو اور تصدیق و تکذیب میں مذکورہ بالا صورتیں اختیار کرے، تو ایک صورت کے سوا باقی تمام صورتوں میں وہی حکم ہے اور وہ ایک صورت یہ ہے کہ اگر تیسرے بیٹے نے مدعیِ قتل عمد کی تصدیق کی تو اس کو اور مدعیِ قتلِ عمد کو ایک تہائی دیت ملے گی۔[2] (ہندیہ ص ۱۷ جلد ۶)

مسئلہ ۱۵۸: مقتول کے دو بیٹوں میں سے بڑے نے چھوٹے کے خلاف گواہ پیش کیے کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور چھوٹے نے گواہ پیش کیے کہ فلاں اجنبی نے قتل کیا ہے تو بڑے کو چھوٹے سے نصف دیت دلائی جائے گی اور چھوٹے کو اس اجنبی سے نصف دیت دلائی جائے گی۔[3] (ہندیہ ص ۱۸ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۲۳ جلد ۸)

مسئلہ ۱۵۹: مقتول کے تین بیٹوں میں سے بڑے نے منجھلے کے خلاف گواہ پیش کیے کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور منجھلے نے چھوٹے کے خلاف گواہ پیش کیے کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور چھوٹے نے بڑے کے خلاف قتل کے گواہ پیش کیے تو سب شہادتیں قبول کرلی جائیں گی، لیکن قصاص کسی سے بھی نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ ہر مدعی اپنے مدعیٰ علیہ سے ایک تہائی دیت لے گا۔[4] (ہندیہ، ص ۱۸ جلد ۶)

مسئلہ ۱۶۰: مقتول نے زید، عَمْرْو اور بکر تین بیٹے چھوڑے، زید نے گواہ پیش کیے کہ عمرو و بکر نے باپ کو قتل کیا ہے اور عمرو و بکر نے زید کے قاتل ہونے پر گواہ پیش کیے تو قول امام پر[5] زید دونوں بھائیوں سے ان کے مال میں سے نصف دیت

---

1 ...... یعنی جھٹلایا۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والإقرار به...إلخ، ج٦، ص١٧، ١٨.

3 ...... المرجع السابق، ص ١٨.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق۔

لے گا اگر قتل عمد کا دعویٰ تھا، اور ان کے عاقلہ سے نصف دیت لے گا اگر قتل خطاء کا دعویٰ تھا، اور عمرو و بکر زید کے مال سے نصف دیت لیں گے اگر قتلِ عمد کا دعویٰ تھا اور اگر قتل خطاء کا دعویٰ تھا تو زید کے عاقلہ سے نصف دیت لیں گے۔[1] (ہندیہ ص ۱۸ جلد ۶)

مسئلہ ۱۶۱: مقتول نے ایک بیٹا اور ایک بھائی چھوڑا ان میں سے ہر ایک دوسرے پر قتل کا دعویٰ کر کے اس کے خلاف گواہ پیش کرتا ہے تو بھائی کے گواہ لغو قرار پائیں گے[2] اور بیٹے کے گواہوں کی گواہی پر بھائی کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے گا۔[3] (ہندیہ ص ۱۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۴ جلد ۸)

(اقرارِ قتل کا بیان)

مسئلہ ۱۶۲: دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے زید کے قتل کا اقرار کیا اور ولی زید کہتا ہے کہ تم دونوں نے قتل کیا ہے۔ تو قصاص میں دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔[4] (ہندیہ ص ۱۸ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۲۴ جلد ۶، مجمع الانہر ص ۶۳۵ ج ۲، ملتقی الابحر ص ۶۳۵ جلد ۲)

مسئلہ ۱۶۳: اگر چند گواہوں نے گواہی دی کہ زید کو فلاں شخص نے قتل کیا ہے اور دوسرے چند گواہوں نے گواہی دی کہ زید کا قاتل دوسرا شخص ہے اور ولی نے کہا کہ دونوں نے قتل کیا ہے تو یہ دونوں شہادتیں باطل ہیں۔[5] (ہندیہ ص ۱۹ جلد ۶، فتح القدیر ص ۲۹۷ جلد ۸ وعنایہ، تبیین الحقائق ص ۱۲۴ جلد ۶، مجمع الانہر ص ۲۳۶ جلد ۲)

مسئلہ ۱۶۴: کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کو قصداً قتل کیا ہے اور مقتول کے ولی نے اس کی تصدیق کر کے قصاص میں اس کو قتل کر دیا، پھر ایک دوسرے شخص نے آ کر اقرار کیا کہ میں نے اس کو قصداً قتل کیا ہے تو ولی اس کو بھی قتل کر سکتا ہے اور اگر پہلے قاتل کے اقرار کے وقت ولی نے اس سے یہ کہا تھا کہ تو نے تنہا عمداً قتل کیا تھا اور اس کو قصاص میں قتل کر دیا پھر دوسرے نے آ کر یہ اقرار کیا کہ میں نے تنہا عمداً قتل کیا ہے اور ولی نے اس کی تصدیق بھی کر دی تو ولی پر پہلے قاتل کے قتل کی دیت واجب ہوگی اور دوسرے قاتل پر ولی کے لیے دیت لازم ہوگی۔[6] (ہندیہ از محیط ص ۱۹ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ جلد ۸)

مسئلہ ۱۶۵: کسی نے کسی کے قتل خطاء کا اقرار کیا اور ولیِ مقتول قتلِ عمد کا دعویٰ کرتا ہے تو قاتل کے مال سے ولی کو دیت دلوائی جائے گی۔[7] (ہندیہ ص ۱۹ جلد ۶، مبسوط ص ۱۰۵ جلد ۲۶)

---

1 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشھادة فی القتل والإقرار به...إلخ، ج٦، ص١٨.

2 ......یعنی قابل قبول نہیں ہوں گے۔

3 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشھادة فی القتل والإقرار به...إلخ، ج٦، ص١٨.

4 ......المرجع السابق، ص ١٩. 5 ......المرجع السابق. 6 ......المرجع السابق. 7 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۱۶۶: اگر قاتل قتل عمد کا اقرار کرے اور ولی مقتول قتل خطا کا مدعی ہو تو مقتول کے ورثاء کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر ولی نے بعد میں قاتل کے قول کی تصدیق کر دی اور کہہ دیا کہ تو نے قصداً قتل کیا ہے تو قاتل پر دیت لازم ہے۔[1] (عالمگیری از محیط و قاضی خان ص ۱۹ جلد ۶)

مسئلہ ۱۶۷: کسی شخص نے دو آدمیوں پر دعویٰ کیا کہ انھوں نے میرے باپ کو عمداً آلہ دھار دار سے قتل کر دیا ہے ان میں سے ایک شخص نے تنہا عمداً قتل کا اقرار کیا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ دوسرے مدعیٰ علیہ نے تنہا قصداً قتل کیا ہے تو یہ شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر خطاءً قتل کا دعویٰ ہو تو اقرار کرنے والے سے نصف دیت لی جائے گی اور دوسرے مدعیٰ علیہ پر کچھ لازم نہیں ہے۔[2] (عالمگیری ص ۱۹ جلد ۶)

مسئلہ ۱۶۸: اگر دو مدعیٰ علیہ میں سے ایک نے تنہا عمداً قتل کرنے کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار۔ اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر دونوں میں سے ایک نے خطاً قتل کا اور دوسرے نے عمداً قتل کا اقرار کیا تو دونوں پر دیت لازم ہوگی۔[3] (عالمگیری ص ۱۹ جلد ۶)

مسئلہ ۱۶۹: کسی نے دو آدمیوں پر دعویٰ کیا کہ انھوں نے میرے ولی کو دھار دار آلے سے قتل کیا ہے ان میں سے ایک نے مدعی کی تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خطاً لاٹھی سے مارا تھا تو ان دونوں کے مال میں سے ولی کو تین سال میں دیت دلائی جائے گی۔ اور اگر ولی کا دعویٰ قتل خطا کا تھا اور ان دونوں نے قتلِ عمد کا اقرار کیا تو مدعیٰ علیہ بری کر دیئے جائیں گے اور اگر دعویٰ قتل خطا کا تھا اور مدعیٰ علیہ نے مدعی کی تصدیق کی تو دیت واجب ہوگی اور اگر دعویٰ قتل خطا کا تھا اور ایک قاتل نے عمداً قتل کا اقرار کیا اور دوسرے نے قتلِ خطا کا، تب بھی دونوں پر دیت لازم ہوگی۔[4] (عالمگیری از محیط ص ۱۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ ج ۸)

مسئلہ ۱۷۰: کسی نے دو اشخاص پر دعویٰ کیا کہ انھوں نے میرے ولی کو عمداً قتل کیا ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم نے عمداً قتل کیا ہے اور دوسرے نے قتل ہی کا انکار کر دیا تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر دعویٰ قتل خطا کا ہو اور ایک مدعیٰ علیہ کہے کہ ہم نے عمداً قتل کیا ہے اور دوسرا قتل ہی کا انکار کرے تو ملزم بری کر دیئے جائیں گے۔[5] (عالمگیری ص ۱۹ ج ۶)

مسئلہ ۱۷۱: کسی نے زید سے کہا کہ میں نے اور فلاں شخص نے تیرے ولی کو عمداً قتل کیا ہے اور اس کے ساتھی نے کہا کہ ہم نے خطاً قتل کیا ہے اور زید نے اقرار کرنے والے سے کہا کہ تنہا تو نے عمداً قتل کیا ہے تو زید قتلِ عمد کا اقرار کرنے والے سے قصاص لے گا اور اگر زید نے قتلِ خطا کا دعویٰ کیا تو دونوں بری کر دیئے جائیں گے۔[6] (ہندیہ ص ۱۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۵ ج ۸)

---

❶......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والإقرار به...إلخ، ج٦، ص١٩.

❷......المرجع السابق. ❸......المرجع السابق. ❹......المرجع السابق.

❺......المرجع السابق. ❻......المرجع السابق، ص١٩، ٢٠.

مسئلہ ۱۷۲: کسی نے زید سے کہا کہ میں نے تیرے ولی کا ہاتھ قصداً کاٹا تھا اور فلاں شخص نے اس کا پیر قصداً کاٹا تھا اور اسی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی تھی اور زید یہ کہتا ہے کہ تو نے تنہا اس کے ہاتھ پیر عمداً کاٹے ہیں اور دوسرا شخص اس جرم میں شرکت کا انکار کرتا ہے۔ تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر زید نے کہا کہ تو نے عمداً اس کا ہاتھ کاٹا تھا اور پیر کاٹنے والے کا مجھ کو علم نہیں تو ابھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ ہاں اگر کسی وقت زید اس ابہام کو دور کردے اور یہ کہے کہ مجھے یاد آگیا کہ تیرے ساتھی نے قصداً پیر کاٹا تھا تو اقرار کرنے والا قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ لیکن اگر قاضی اس کے ابہام کو دور کرنے سے پہلے بطلان حق کا فیصلہ کرچکا ہے تو اس کا ابہام دور کرنے سے حق واپس نہیں ملے گا۔[1] (ہندیہ ص۲۰ جلد۶، بحرالرائق ص۳۲۵ جلد۸)

مسئلہ ۱۷۳: کوئی شخص مقتول پایا گیا کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور ولی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے اس کا داہنا ہاتھ قصداً کاٹا تھا اور فلاں شخص نے اس کا بایاں ہاتھ قصداً کاٹا تھا اور ان دونوں ہاتھوں کے کاٹنے سے اس کی موت واقع ہوئی تھی۔ بایاں ہاتھ کاٹنے والے نے قصداً ہاتھ کاٹنے اور صرف اسی سبب سے موت واقع ہونے کا اقرار کیا اور دایاں ہاتھ کاٹنے والے نے قطع ید کا انکار کیا تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اگر ولی نے کہا کہ فلاں شخص نے بایاں ہاتھ قصداً کاٹا تھا اور داہنا ہاتھ بھی قصداً کاٹا گیا ہے مگر اس کے کاٹنے والے کا مجھے علم نہیں ہے اور موت دونوں ہاتھوں کے کٹنے سے واقع ہوئی ہے بایاں ہاتھ کاٹنے والا اقرار کرتا ہے کہ میں نے عمداً بایاں ہاتھ کاٹا ہے اور صرف اسی وجہ سے موت واقع ہوئی ہے، تو اقرار کرنے والا بھی بری ہوجائے گا۔ اور اگر ولی نے کہا کہ فلاں نے داہنا ہاتھ قصداً کاٹا اور فلاں نے بایاں قصداً کاٹا اور بائیں ہاتھ کا کاٹنے والا کہتا ہے کہ میں نے بایاں ہاتھ قصداً کاٹا ہے اور داہنا ہاتھ کاٹنے والے کا مجھے علم نہیں ہے لیکن یہ جانتا ہوں کہ داہنا ہاتھ قصداً کاٹا گیا اور موت اسی سے واقع ہوئی ہے، تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اقرار کرنے والے پر نصف دیت لازم ہوگی۔[2] (عالمگیری از محیط ص۲۰ جلد۶، بحرالرائق ص۳۲۵ جلد۸)

مسئلہ ۱۷۴: کسی مقتول کے دو بیٹوں میں سے ایک حاضر اور دوسرا غائب ہے۔ حاضر نے کسی شخص پر اپنے باپ کے قتل عمد کا دعویٰ کیا اور گواہ پیش کردیئے لیکن قاتل نے اس بات کے گواہ پیش کئے کہ غائب بیٹے نے مجھے معاف کردیا ہے تو قصاص ساقط ہوجائے گا اور مدعی کو نصف دیت دلائی جائے گی۔[3] (درمختار و شامی ص۵۰۰ جلد۵، بحرالرائق ص۳۲۰ جلد۸، تبیین ص۱۲۲ جلد۶، فتح القدیر و عنایہ ص۲۹۳ جلد۸)

---

[1] ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والإقراربه...إلخ،ج ٦،ص ٢٠.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الجنايات، باب الشهادة فی القتل وإعتبار حالته،ج ١٠،ص ٢٢٥، ٢٢٦.

مسئلہ ۱۷۵: قتل خطا اور ہر ایسے قتل میں جس میں قصاص واجب نہ ہو ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول کرلی جائے گی۔[1] (خانیہ ص ۳۹۵ جلد۴، طحطاوی علی الدر ص ۲۷۶ جلد۴)

مسئلہ ۱۷۶: کسی بچے نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اپنے باپ کو عمداً قتل کردیا ہے تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوگا اور مقتول کی دیت بچہ کے عاقلہ پر واجب ہوگی اور بچہ وارث بھی ہوگا۔ مجنون کا حکم بھی یہی ہے۔[2] (خانیہ ص ۳۹۵ جلد۴)

مسئلہ ۱۷۷: اگر نابالغ بچے کے کسی ایسے قریبی رشتے دار کو قتل کردیا گیا یا اعضاء کاٹ دیئے گئے جس کے قصاص کا حق بچے کو تھا، تو اس بچے کے باپ کو قصاص لینے اور دیت کے مساوی یا اس سے زیادہ مال پر صلح کرنے کا حق ہے اور اگر مقدار دیت سے کم پر صلح کرلے گا تب بھی صلح صحیح ہوجائے گی لیکن پوری دیت لازم ہوگی مگر معاف کرنے کا حق نہیں ہے اور وصی کو نفس کے قصاص وعفو کا[3] حق نہیں ہے۔ صرف دیت کے مساوی یا اس سے زیادہ مال پر صلح کا حق ہے اور مادون النفس میں[4] قصاص و صلح کا حق ہے، عفو کا حق نہیں ہے۔[5] (شامی ص ۴۷۵ جلد۵، قاضی خان ص ۴۴۲ ج ۳، درر غرر ص ۹۴ ج ۲، طحطاوی ص ۲۶۳ ج ۴)

مسئلہ ۱۷۸: قاتل اور اولیائے مقتول اگر مال پر صلح کرلیں تو قصاص ساقط ہوجائے گا اور جس مال پر صلح کی ہے وہ لازم ہوگا اور اگر نقد و ادھار کا ذکر نہیں کیا تو فوراً ادا کرنا واجب ہوگا۔[6] (عالمگیری ص ۲۰ ج ۶، فتح القدیر و عنایہ ص ۲۷۵ ج ۸)

مسئلہ ۱۷۹: اگر قتل خطاء تھا اور مال معین پر صلح کی اور اس کا کوئی وقت معین نہیں کیا تو اگر قاضی کی قضا اور دیت کی کسی خاص قسم پر فریقین کی رضامندی سے پہلے یہ صلح ہے تو یہ مال موجل ہوگا۔[7] (ہندیہ ص ۲۰ جلد۶)

مسئلہ ۱۸۰: اگر ایک حر[8] اور ایک غلام نے مل کر کسی کو قتل کیا پھر حر نے اور غلام کے مالک نے کسی شخص کو مصالحت کے لیے وکیل بنایا۔ اس نے جس رقم پر مصالحت کی وہ حر اور غلام کے مالک پر نصف نصف واجب ہوگی۔[9] (عالمگیری ص ۲۰ ج ۶، ہدایہ ص ۵۷۱ ج ۴)

---

1. "الفتاوی الخانیہ"، کتاب الجنایات، باب الشهادة علی الجنایة ج ۲، ص ۳۹۵.
2. المرجع السابق،ص۳۹۶.
3. یعنی معاف کرنے کا۔
4. یعنی قتل سے کم جسمانی نقصان میں مثلاً ہاتھ پاؤں توڑنا وغیرہ۔
5. "ردالمحتار"، کتاب الجنایات،فصل فیما یوجب القود ومالایوجبه ،ج ۱۰،ص ۱۷۴،۱۷۵.
6. "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو...إلخ،ج۶،ص ۲۰.
7. المرجع السابق.
8. آزاد یعنی جو غلام نہ ہو۔
9. "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو...إلخ،ج۶، ص ۲۰.

مسئلہ ۱۸۱: قتل خطاء میں دیت کی کسی خاص قسم پر قضائے قاضی ہوچکی یا فریقین راضی ہو چکے تو اس کے بعد اسی نوع کی زیادہ مقدار پر صلح کرنا جائز نہیں ہے اور کم پر جائز ہے صلح نقد اور ادھار دونوں طرح جائز ہے اور اگر کسی دوسری قسم کے مال پر صلح کرنا چاہیں تو زیادہ پر بھی صلح جائز ہے لیکن اگر قاضی نے دراہم پر فیصلہ کیا اور انھوں نے اس سے زیادہ قیمت کے دنانیر [1] پر صلح کی تو نقد جائز ہے اور ادھار نا جائز ہے اور اگر کسی غیر معین جانور پر صلح کی تو نا جائز ہے اور معین پر جائز ہے۔ اگرچہ مجلس میں قبضہ نہ کیا جائے۔ اور اگر ان دراہم سے کم مالیت کے دنانیر پر صلح کی تو ادھار نا جائز ہے اور نقد جائز ہے۔ اسی طرح اگر قاضی کا فیصلہ دراہم پر تھا اور انھوں نے غیر معین سامان پر صلح کی تو نا جائز ہے اور معین پر جائز ہے، مجلس میں قبضہ کریں یا نہ کریں۔ [2] (عالمگیری ص ۲۰ ج ٦، بحر الرائق ص ۳۱۸ ج ۸)

مسئلہ ۱۸۲: قضاء قاضی اور فریقین کی دیت معین پر رضامندی سے پہلے اگر فریقین ان اموال پر صلح کرنا چاہیں جو دیت میں لازم ہوتے ہیں تو دیت کی مقدار سے زائد پر صلح نا جائز ہے اگرچہ نقد پر ہو اور کم پر نقد و ادھار دونوں طرح جائز ہے اور اگر دیت کے مقررہ اموال کے علاوہ کسی دوسری چیز پر صلح کرنا چاہیں تو ادھار نا جائز ہے اور نقد جائز ہے۔ [3] (عالمگیری از محیط ص ۲۰ ج ٦)

مسئلہ ۱۸۳: کسی شخص نے عمداً قتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہیں۔ ایک ولی نے کل خون کے بدلے میں پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) پر صلح کر لی تو اس کو پچیس ہزار (۲۵،۰۰۰) ملیں گے اور دوسرے کو نصف دیت ملے گی۔ [4] (عالمگیری ص ۲۰ جلد ٦)

مسئلہ ۱۸۴: مقتول کے ورثاء میں سے مرد، عورت، ماں، دادی وغیرہ کسی ایک نے قصاص معاف کر دیا یا بیوی کا قصاص شوہر نے معاف کر دیا تو قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ [5] (عالمگیری ص ۲۰ جلد ٦)

مسئلہ ۱۸۵: اگر ورثاء میں سے کسی نے قصاص کے اپنے حق کے بدلے میں مال پر صلح کر لی یا معاف کر دیا تو باقی ورثاء کے قصاص کا حق ساقط ہو جائے گا اور دیت سے اپنا حصہ پائیں گے اور معاف کرنے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔ [6] (عالمگیری ص ۲۱ ج ٦)

مسئلہ ۱۸۶: قصاص کے دو مستحق اشخاص میں سے ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے کو نصف دیت تین سال میں قاتل کے مال سے ملے گی۔ [7] (عالمگیری از کافی ص ۲۱ ج ٦)

---

1 ...... سونے کے سکے۔

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو...إلخ، ج٦، ص ٢٠.

3 ...... المرجع السابق.　4 ...... المرجع السابق.　5 ...... المرجع السابق، ص ٢٠، ٢١.

6 ...... المرجع السابق، ص ٢١.　7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۸۷: دو اولیاء میں سے ایک نے قصاص معاف کردیا دوسرے نے یہ جانتے ہوئے کہ اب قاتل کو قتل کرنا حرام ہے، قتل کردیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اس کو اصل قاتل کے مال سے نصف دیت ملے گی اور اگر حرمت قتل کا علم نہ تھا تو اس پر اپنے مال میں اصل قاتل کے لئے دیت ہے۔ دوسرے ولی کے معاف کرنے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔[1] (ہندیہ ازمحیط ص ۲۱ ج ۶)

مسئلہ ۱۸۸: کسی نے دو اشخاص کو قتل کردیا اور ان دونوں کا ولی ایک شخص ہے اس نے ایک مقتول کا قصاص معاف کردیا تو اسے دوسرے مقتول کے قصاص میں قتل کرنے کا حق نہیں ہے۔[2] (عالمگیری ص ۲۱ جلد ۶ از جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱۸۹: دو قاتلوں میں سے ولی نے ایک کو معاف کردیا تو دوسرے سے قصاص لیا جائے گا۔[3] (عالمگیری از محیط ص ۲۱ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۰ جلد ۴)

مسئلہ ۱۹۰: کسی نے دو اشخاص کو قتل کردیا ایک مقتول کے ولی نے قاتل کو معاف کردیا تو دوسرے مقتول کا ولی اس کو قصاص میں قتل کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری از سراج الوہاج ص ۲۱ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۰ ج ۴)

مسئلہ ۱۹۱: مجروح کی موت سے قبل ولی نے معاف کردیا تو استحساناً جائز ہے۔[5] (عالمگیری، ص ۲۱ جلد ۶ از محیط)

مسئلہ ۱۹۲: کسی نے کسی کو قصداً قتل کردیا اور ولی مقتول کے لئے قاضی نے قصاص کا فیصلہ کردیا اور ولی نے کسی شخص کو اس کے قتل کا حکم دیا۔ پھر کسی شخص نے ولی سے معافی کی درخواست کی اور ولی نے قاتل کو معاف کردیا مامور کو اس معافی کا علم نہیں ہوا اور اس نے قتل کردیا تو مامور پر دیت لازم ہے اور وہ ولی سے یہ دیت وصول کرلے گا۔[6] (عالمگیری از ظہیریہ ص ۲۱ ج ۶)

مسئلہ ۱۹۳: ولی یا وصی کو نابالغ مقتول کے خون کو معاف کرنے کا حق نہیں۔[7] (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۲۱ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۰ ج ۴)

مسئلہ ۱۹۴: کسی نے کسی کے بھائی کو عمداً قتل کردیا اور مقتول کے بھائی نے گواہ پیش کئے کہ اس کے سوا مقتول کا کوئی اور وارث نہیں ہے اور قاتل نے گواہ پیش کئے کہ مقتول کا بیٹا زندہ ہے تو ابھی فیصلہ ملتوی رہے گا۔ اگر قاتل نے گواہ پیش کئے کہ مقتول کے بیٹے نے دیت پر صلح کرکے قبضہ بھی کرلیا ہے یا اس نے معاف کردیا ہے تو قاتل کے گواہوں کی شہادت قبول ہوگی۔ اس کے بعد بیٹا اگر اس کا انکار کرے تو قاتل کو بیٹے کے مقابلے میں دوبارہ گواہ پیش کرنے ہوں گے اور بھائی کے مقابلے میں جو شہادت پیش کی تھی کافی نہیں ہوگی۔[8] (قاضی خان ص ۳۹۷ جلد ۴، عالمگیری ص ۲۱ جلد ۶)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب السادس فی الصلح والعفو...إلخ، ج٦، ص ٢١.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق. 8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۹۵: مقتول کے دو بھائی ہیں اور قاتل نے گواہ پیش کیے کہ ایک غائب بھائی نے مال پر مجھ سے صلح کرلی ہے تو یہ شہادت قبول کرلی جائے گی پھر اگر اس غائب بھائی نے آکر صلح کا انکار کیا تو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس صورت میں حاضر بھائی کو نصف دیت مل جائے گی اور غائب کو کچھ نہیں ملے گا۔[1] (قاضی خان ص ۳۹۸ جلد۴، ہندیہ ص ۲۱ جلد۶)

مسئلہ ۱۹۶: مقتول کے دو اولیاء میں سے ایک غائب ہے اور قاتل نے گواہ پیش کیے کہ غائب نے معاف کردیا ہے تو یہ شہادت قبول کرلی جائے گی اور غائب کے حق میں معافی مان لی جائے گی اور اس عفو کے فیصلے کے بعد غائب کے آنے پر دوبارہ شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر قاتل غائب کی معافی کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں ہیں لیکن چاہتا ہے کہ حاضر کو قسم دی جائے تو یہ فیصلہ غائب کے آنے تک ملتوی رکھا جائے گا۔ پھر اگر غائب نے آکر معافی کا انکار کیا اور قسم کھائی تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔[2] (عالمگیری ص ۲۱ جلد۶، مبسوط ص ۱۶۲ جلد ۲۶)

مسئلہ ۱۹۷: قاتل کہتا ہے کہ ولی غائب کے معاف کرنے کے گواہ میرے پاس ہیں تو قاضی گواہوں کو پیش کرنے کے لیے اپنی صوابدید کے مطابق مہلت دے دے اور ابھی فیصلہ نہ کرے۔ مقررہ مدت گزرنے کے بعد یا ابتداء مقدمہ ہی میں قاتل نے گواہوں کے غائب ہونے کی بات کہی تو استحساناً اب بھی فیصلہ ملتوی رکھے۔ ہاں اگر قاضی کا گمان غالب یہ ہو کہ قاتل جھوٹا ہے اس کے پاس گواہ نہیں ہیں تو قصاص کا حکم دے سکتا ہے۔[3] (ہندیہ ص ۲۱ جلد۶، مبسوط ص ۱۶۲ جلد ۲۶)

مسئلہ ۱۹۸: دو اولیاء میں سے ایک نے دوسرے کے عفو کی شہادت پیش کی تو اس کی پانچ صورتیں ہوں گی۔

۱۔ قاتل اور دوسرا ولی اس کی تصدیق کریں۔

۲۔ دونوں اس کی تکذیب کریں۔[4]

۳۔ ولی تکذیب کرے اور قاتل تصدیق کرے۔

۴۔ ولی تصدیق کرے اور قاتل تکذیب کرے۔

۵۔ دونوں سکوت اختیار کریں۔[5]

تو قصاص ہر صورت میں معاف ہو جائے گا۔ لیکن دیت میں سے عفو کی گواہی دینے والے کو نصف دیت ملے گی۔ اگر عفو پر تینوں متفق تھے اور اگر قاتل اور ولی آخر نے اس کی تکذیب کی تھی تو اس کو کچھ نہیں ملے گا اور سکوت کرنے کی صورت میں ولی

---

1 ...."الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب السادس فی الصلح والعفو...إلخ، ج٦،ص٢١.

2 ....المرجع السابق.

3 ....المرجع السابق.

4 ....یعنی اس کو جھٹلائیں۔

5 ....یعنی خاموش رہیں۔

آخر کو نصف دیت ملے گی اور اگر ولی آخر نے اس کی تکذیب کی تھی اور قاتل نے تصدیق کی تھی تو ہر ایک ولی کو نصف نصف دیت ملے گی۔ اور اگر قاتل نے شہادت دینے والے ولی کی تکذیب کی اور ولی آخر نے تصدیق کی تو ولی اول کو نصف دیت ملے گی اور ولی آخر کو کچھ نہیں ملے گا۔ [1] (مبسوط ص ۱۵۵ جلد ۲۶، عالمگیری ص ۲۱ ج ۶)

مسئلہ ۱۹۹: اگر دو اولیاء میں سے ہر ایک دوسرے کے معاف کرنے کی گواہی دیتا ہے تو دونوں کی گواہی بیک وقت ہے یا اوقات مختلفہ میں۔ اگر دونوں نے بیک وقت گواہی دی تو دونوں کا حق باطل ہو جائے گا۔ قاتل ان کی تکذیب کرے یا بیک وقت تصدیق کرے۔ اور اگر قاتل نے مختلف اوقات میں دونوں کی تصدیق کی تو دونوں کو نصف نصف دیت ملے گی۔ اور اگر قاتل نے ایک کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو جس کی تصدیق ہے اس کو نصف دیت ملے گی۔ اور اگر دونوں نے مختلف اوقات میں شہادت دی تھی اور قاتل نے دونوں کی تکذیب کی تو بعد کے شہادت دینے والے کے لیے نصف دیت ہے اور پہلے شہادت دینے والے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر قاتل نے دونوں کی بیک وقت تصدیق کی تب بھی پہلے گواہی دینے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور بعد میں گواہی دینے والے کو نصف دیت ملے گی۔ اور اگر قاتل نے مختلف اوقات میں دونوں کی تصدیق کی تو دونوں کو نصف نصف دیت ملے گی اور اگر قاتل نے پہلے گواہی دینے والے کی تصدیق کی اور دوسرے کی تکذیب، جب بھی دونوں کے لیے پوری دیت کا ضامن ہوگا، اور اگر بعد کے شہادت دینے والے کی تصدیق کی اور پہلے والے کی تکذیب تو بعد والے کو نصف دیت ملے گی اور پہلے کو کچھ نہیں ملے گا۔ [2] (عالمگیری از محیط ص ۲۲ جلد ۶)

مسئلہ ۲۰۰: مقتول کے تین ولی ہیں۔ ان میں سے دو نے گواہی دی کہ تیسرے نے معاف کر دیا ہے تو اس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) قاتل اور تیسرا ولی ان دونوں کی تصدیق کریں تو تیسرے کا حق باطل ہو جائے گا اور دونوں گواہی دینے والوں کا حق قصاص سے مال کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

(۲) اور اگر قاتل اور تیسرا وہ دونوں گواہی دینے والوں کی تکذیب کریں تو گواہی دینے والوں کا حق باطل ہو جائے گا اور تیسرے کا حق قصاص سے مال کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

(۳) اور اگر صرف تیسرے ولی نے دونوں گواہی دینے والوں کی تصدیق کی تو قاتل دونوں گواہی دینے والوں کے لیے ایک تہائی دیت کا ضامن ہوگا۔

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والعفو...إلخ، ج ٦، ص ٢١.

2 ......المرجع السابق، ص ٢١، ٢٢.

(۴) اور اگر صرف قاتل نے دونوں گواہی دینے والوں کی تصدیق کی تو تینوں اولیاء کو ایک ایک تہائی دیت ملے گی۔[1] (عالمگیری از محیط ص ۲۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۲۱ ج ۸)

مسئلہ ۲۰۱: مقتولِ خطا کے وارثوں میں سے دو نے گواہی دی کہ بعض وارثوں نے اپنا حصہ دیت معاف کر دیا ہے اگر یہ گواہی دینے سے پہلے اپنے حصہ پر انھوں نے قبضہ نہیں کیا ہے تو یہ گواہی قبول کر لی جائے گی۔[2] (عالمگیری ص ۲۲ ج ۶)

مسئلہ ۲۰۲: بہت سے لوگ جمع ہو کر ایک باؤلے[3] کتے کو تیر مار رہے تھے کہ ایک تیر غلطی سے کسی بچے کو لگ گیا اور وہ مر گیا، لوگوں نے گواہی دی کہ یہ تیر فلاں شخص کا ہے لیکن یہ گواہی نہیں دیتے کہ فلاں شخص نے یہ تیر مارا ہے، بچہ کے باپ نے اس تیر والے سے صلح کر لی تو اگر یہ جانتے ہوئے صلح کی ہے کہ اسی کا پھینکا ہوا تیر بچے کو لگ کر اس کی موت کا سبب بنا ہے تو یہ صلح جائز ہے اور اگر تیر کی شناخت کے سوا اور کوئی دلیل نہ ہو تو صلح باطل ہے اگر تیر انداز کا علم تو ہے مگر تیر لگنے کے بعد باپ نے بڑھ کر بچہ کو طمانچہ مارا اور بچہ گر کر مر گیا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ موت کا سبب تیر ہوا یا طمانچہ، تو اس صورت میں اگر دوسرے ورثا مقتول کی اجازت سے باپ نے صلح کی تو یہ صلح جائز ہے اور صلح کا مال سب ورثاء میں تقسیم ہوگا اور باپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر ورثاء کی اجازت کے بغیر صلح کی ہے تو یہ صلح باطل ہے۔[4] (عالمگیری ص ۲۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۲۱۸ ج ۸)

مسئلہ ۲۰۳: کسی نے کسی کے سر پر خطاءً دو گہرے زخم لگائے۔ زخمی نے ایک زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کو معاف کر دیا اس کے بعد زخمی مر گیا تو اگر جرم کا ثبوت اقرار مجرم سے ہوا تھا تو یہ عفو باطل ہے اور مجرم کے مال میں دیت لازم ہوگی۔ اور اگر جرم کا ثبوت گواہی سے ہوا تھا تو یہ عفو عاقلہ کے حق میں وصیت مانا جائے گا اور نصف دیت عاقلہ پر معاف ہو جائے گی اگر مقتول کے کل ترکہ کے تہائی سے زیادہ نہ ہو اور اگر یہ دونوں زخم قصداً لگائے ہوں اور صورت یہی ہو تو مجرم پر کچھ لازم نہیں ہوگا نہ قصاص نہ دیت۔[5] (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶)

مسئلہ ۲۰۴: اگر کسی نے کسی کا سر قصداً پھاڑ دیا۔ مجروح نے[6] مجرم کو زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات سے معاف کر دیا۔ اس کے بعد مجرم نے عمداً[7] ایک اور زخم لگا دیا۔ زخمی نے اس کو معاف نہیں کیا اور مر گیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب السادس في الصلح والعفو... إلخ، ج ٦، ص ٢٢.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... پاگل۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب السادس في الصلح والعفو... إلخ، ج ٦، ص ٢٢.

5 ...... المرجع السابق، ص ٢٣.

6 ...... یعنی زخمی نے۔ 7 ...... یعنی جان بوجھ کر، ارادۃً۔

لیکن پوری دیت ۳ سال میں لی جائے گی۔[1] (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶)

مسئلہ ۲۰۵: کسی نے کسی کو قصداً گہرا زخم لگایا۔ پھر مجروح سے زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات سے معین مال پر صلح کر لی اور مجروح نے مال پر قبضہ بھی کر لیا اس کے بعد کسی دوسرے شخص نے اس مجروح کو گہرا زخم قصداً لگایا۔ مجروح دونوں زخموں کی وجہ سے مر گیا تو دوسرے جارح[2] سے قصاص لیا جائے گا اور پہلے پر کچھ لازم نہیں ہے اور اگر مجروح نے دونوں زخم کھانے کے بعد مجرم اول سے صلح کی تب بھی یہی حکم ہے۔[3] (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶)

مسئلہ ۲۰۶: کسی نے کسی کو قصداً گہرا زخم لگایا پھر زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کے بدلہ میں دس ہزار درہم پر صلح کر کے مجروح کو ادا بھی کر دیے۔ پھر کسی دوسرے شخص نے اسی مجروح کو خطاً زخمی کر دیا اور مجروح دونوں زخموں سے مر گیا تو دوسرے جارح کے عاقلہ پر نصف دیت لازم ہوگی۔ اور پہلا جارح مقتول کے مال میں سے پانچ ہزار درہم واپس لے گا۔[4] (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶)

مسئلہ ۲۰۷: کسی نے بچے کا دانت اکھیڑ دیا یا کسی عورت کا سر مونڈ دیا اس کے بعد مجرم نے بچہ کے باپ سے یا اس عورت سے مال پر صلح کر لی۔ اس کے بعد عورت کے سر پر بال نکل آئے یا بچہ کا دانت نکل آیا تو اس مال کا واپس کر دینا لازمی ہے اور یہی صورت اس صورت میں بھی ہے جب کسی کا ہاتھ توڑ دیا ہو اور اس سے مال پر صلح کر لی ہو اور اس کے بعد پلاسٹر کر دیا گیا ہو اور ہڈی جڑ گئی ہو۔ پھر اگر ہاتھ ٹوٹنے والا یہ کہے کہ میرا ہاتھ پہلے سے کمزور ہو گیا ہے اور جیسا تھا ویسا نہیں ہوا تو کسی ماہر فن سے تحقیقات کرائی جائے گی۔[5] (بحر الرائق ص ۳۱۸ ج ۸)

مسئلہ ۲۰۸: قصاص کا حق ہر اس وارث کو ہے جس کا حصہ میراث قرآن میں معین کر دیا گیا ہے۔ اور دیت کا بھی یہی حکم ہے۔[6] (قاضی خان ص ۳۹۰ ج ۴)

مسئلہ ۲۰۹: اگر سب ورثاء بالغ ہوں تو سب کی موجودگی میں قصاص لیا جائے گا۔ صرف بعض کو قصاص لینے کا حق

---

1. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب السادس فی الصلح والعفو...إلخ، ج۶، ص۲۳.
2. ......زخمی کرنے والا۔
3. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب السادس فی الصلح والعفو...إلخ، ج۶، ص۲۳.
4. ......المرجع السابق.
5. ......تكملة "البحرالرائق"، كتاب الجنايات، باب القصاص فيما دون النفس، ج۹، ص۶۰.
6. ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الجنايات، فصل فيمن يستوفی فی القصاص، ج۲، ص۳۹۰.

نہیں ہے۔اور اگر بعض ورثاء بالغ ہیں اور بعض نابالغ ہیں تو بالغ ورثاء ابھی قصاص لے لیں گے اور نابالغوں کے بلوغ کا انتظار نہیں کریں گے۔[1] (قاضی خان ص ۳۹۰ جلد۴)

مسئلہ ۲۱۰: مقتول فی العمد کے بعض ورثاء نے قاتل کو معاف کردیا پھر باقی ورثاء نے یہ جانتے ہوئے قاتل کو قتل کر دیا کہ بعض کے معاف کر دینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو ان سے قصاص لیا جائے گا اور اگر یہ حکم ان کو معلوم نہیں اور قاتل کو قتل کردیا اگرچہ بعض کے معاف کر دینے کو جانتے ہوں تو ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔[2] (قاضی خان ص ۳۸۹ جلد۴)

باب اعتبا ر حالۃ القتل

مسئلہ ۲۱۱: قتل میں آلہ قتل کے استعمال کرنے کے وقت کی حالت معتبر ہے۔[3] (بحرالرائق ص ۳۲۶ ج ۸، تبیین ص ۱۳۴ ج ۶، درمختار وشامی ص ۵۰۳ ج ۵)

مسئلہ ۲۱۲: کسی شخص نے مسلمان کو تیر مارا قبل اس کے کہ تیر اسے لگے معاذ اللہ وہ مرتد ہو گیا اس کے بعد تیر لگا اور وہ مر گیا تو مقتول کے ورثاء کے لیے تیر مارنے والے پر دیت واجب ہے اور اگر مرتد کو تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا اور پھر تیر لگنے سے مر گیا تو تیر مارنے والے پر کچھ تاوان نہیں ہے۔[4] (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۴ جلد ۶، درمختار وشامی ص ۵۰۳ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۲۶ ج ۸، فتح القدیر وعنایہ ص ۲۹۲ ج ۸)

مسئلہ ۲۱۳: کسی شخص نے غلام کو تیر مارا تیر لگنے سے قبل اس کے مولا نے اسے آزاد کر دیا تو تیر مارنے والے پر غلام کی قیمت لازم ہوگی۔[5] (عالمگیری ص ۲۳ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۴ ج ۶، درمختار وشامی ص ۵۰۳ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۲۶ ج ۸، فتح القدیر وعنایہ ص ۲۹۲ ج ۸)

مسئلہ ۲۱۴: اگر کسی نے کسی قاتل کو قصاص معاف کر دینے کے بعد قتل کر دیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔[6] (بدائع صنائع ص ۲۴۷ ج ۷)

---

1 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فیمن یستوفی فی القصاص، ج۲، ص ۳۹۰.

2 ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی المستوفی فی القصاص، ج۲، ص۳۸۹.

3 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب الشهادة فی القتل واعتبار حالته، ج ۱۰، ص ۲۲٤.

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب السابع فی اعتبار حالة القتل، ج ٦، ص ٢٣.

5 ......المرجع السابق.

6 ......"بدائع الصنائع"، کتاب الجنایات، فصل وأما بیان مایسقط القصاص...إلخ، ج٦، ص٢٩٣.

مسئلہ ۲۱۵: کسی کافر نے شکار کو تیر مارا اور شکار کو تیر لگنے سے پہلے وہ مسلمان ہوگیا تو وہ گوشت حرام ہے اور اگر مسلمان نے مارا اور معاذ اللہ لگنے سے پہلے وہ مرتد ہوگیا تو وہ گوشت حلال ہے۔[1] (بحر الرائق ص ۳۲۶ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۲۵ جلد ۶، فتح القدیر ص ۳۰۰ جلد ۸، عالمگیری ص ۲۳ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۳ جلد ۵)

مسئلہ ۲۱۶: حکومت عدل یعنی انصاف کے ساتھ تاوان لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اس شخص کو غلام فرض کر کے یہ اندازہ کیا جائے کہ جنایت کے اثر کی وجہ سے اس کی قیمت میں کس قدر کمی آگئی۔ یہ کمی حکومت عدل کہلائے گی۔ مثلاً غلام کی قیمت کا دسواں حصہ کم ہوگیا تو وہاں دیت کا دسواں حصہ لازم ہوگا۔ یا قیمت نصف رہ گئی تو نصف دیت لازم ہوگی۔[2] (قاضی خان ص ۳۸۵ جلد ۴، شامی ص ۴۹۴ جلد ۵)

مسئلہ ۲۱۷: یا ان زخموں میں سے جن میں شارع نے اَرش معین کیا ہے کسی قریب ترین جگہ کے زخم کے ساتھ اس زخم کا مقابلہ دو ماہر عادل جراحوں[3] سے کرا کے یہ معلوم کیا جائے گا کہ اس زخم کو اس زخم سے کیا نسبت ہے؟ اور قاضی ان کے قول کے مطابق اس زخم سے اس زخم کو جو نسبت ہو اسی نسبت سے اَرش کا حصہ متعین کر دے۔ مثلاً یہ زخم اس زخم کا نصف ہے تو نصف اور ربع ہے تو ربع اَرش۔[4] (بدائع صنائع ص ۳۲۴ ج ۷)

مسئلہ ۲۱۸: حکومت عدل جنایات مادون النفس میں سے جن میں قصاص نہیں اور شارع نے کوئی اَرش بھی معین نہیں کیا ہے ان میں جو تاوان لازم آتا ہے اس کو حکومت عدل کہتے ہیں۔[5] (بدائع صنائع ص ۳۲۳ جلد ۷، شامی ص ۵۱۱ جلد ۵)

کتاب الدّیات

مسئلہ ۲۱۹: دیت اس مال کو کہتے ہیں جو نفس کے بدلے میں لازم ہوتا ہے۔ اور اَرش اس مال کو کہتے ہیں جو مادون النفس میں[6] لازم ہوتا ہے۔ اور کبھی ارش اور دیت کو بطور مترادف بھی بولتے ہیں۔[7] (عالمگیری ص ۲۴ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۴ ج ۵)

---

1 ..... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب السابع فی إعتبار حالة القتل، ج ۶، ص ۲۳.

2 ..... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۸۵.

3 ..... طبیبوں، سرجنوں، ڈاکٹروں۔

4 ..... "بدائع الصنائع"، کتاب الجنایات، فصل و أما الذی یجب فیه أرش... إلخ، ج ۶، ص ۴۱۳.

5 ..... المرجع السابق، ص ۴۱۲.

6 ..... یعنی قتل سے کم جسمانی نقصان میں مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ توڑنا۔

7 ..... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ۶، ص ۲۴.

مسئلہ ۲۲۰: قطع وقتل کی چار صورتوں میں دیت واجب ہوتی ہے۔ ① قتل خطا ② شبہ عمد ③ قتل بالسبب ④ قائم مقام خطا۔ ان سب صورتوں میں دیت عصبات پر واجب ہوتی ہے۔ سوائے اس صورت میں کہ باپ اپنے بیٹے کو قتل کردے تو اس کو اپنے مال میں دیت واجب ہوگی اور ہر اس قتل وقطع عمد میں جس میں کسی شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہوجائے مجرم کے اپنے مال میں دیت واجب ہوگی اور جنایت عمد کی صلح کا مال بھی مجرم کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ [1] (ہندیہ ص ۲۴ ج ۶، قاضی خان ص ۳۹۲ ج ۴)

مسئلہ ۲۲۱: دیت صرف تین قسم کے مالوں سے ادا کی جائے گی۔ ① اونٹ ایک سو ② دینار ایک ہزار ③ دراہم دس ہزار۔ قاتل کو اختیار ہے کہ ان تینوں میں سے جو چاہے ادا کرے۔ [2] (عالمگیری از محیط ص ۲۴ ج ۶)

مسئلہ ۲۲۲: اونٹ سب ایک عمر کے واجب نہیں ہوں گے بلکہ مختلف العمر لازم آئیں گے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ خطأ قتل کی صورت میں پانچ قسم کے اونٹ دیئے جائیں گے۔ بیس بنت مخاض یعنی اونٹ کا وہ مادہ بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور بیس ابن مخاض یعنی اونٹ کے وہ نر بچے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں [3] اور بیس بنت لبون یعنی اونٹ کا وہ مادہ بچہ جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور بیس حقے یعنی اونٹ کے وہ بچے جو عمر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور بیس جذعہ یعنی وہ اونٹنی جو پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہے اور شبہ عمد میں، پچیس بنت مخاض اور پچیس بنت لبون اور پچیس حقے اور پچیس جذعے صرف یہ چار قسمیں دی جائیں گی۔ [4] (عالمگیری ص ۲۴ ج ۶، درمختار وشامی ص ۵۰۴ ج ۵)

مسئلہ ۲۲۳: مسلم، ذمی، مستامن سب کی دیت ایک برابر ہے اور ''عورت کی دیتِ نفس، مادون النفس میں مرد کی دیت کی نصف دی جائے گی'' اور وہ جنایات جن میں کوئی دیت معین نہیں ہے بلکہ انصاف کے ساتھ تاوان دلایا جاتا ہے ان میں مرد وعورت کا تاوان برابر ہوگا۔ [5] (شامی ص ۵۰۵ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۴ جلد ۶)

مسئلہ ۲۲۴: خنثیٰ کا ہاتھ عمداً کاٹنے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اگرچہ قاطع عورت ہو اور خنثیٰ سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا اور اگر اس کو کسی نے خطأ قتل کر دیا، یا ہاتھ پیر کاٹ دیئے تو عورت کی دیت یعنی مرد کی نصف دیت دے دی

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فی الدّيات، ج ٦، ص ٢٤.

2 ......المرجع السابق.

3 ......بہار شریعت میں اس مقام پر ''بیس ابن لبون یعنی اونٹ کے وہ نر بچے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں'' لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتب میں عبارت اس طرح ہے بیس ابن مخاض یعنی اونٹ کے وہ نر بچے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں''، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کردی ہے۔...... **علمیه**

4 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فی الدّيات، ج ٦، ص ٢٤.
و"ردالمحتار"، كتاب الدّيات، ج ١٠، ص ٢٣٦.

5 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فی الدّيات، ج ٦، ص ٢٤.

جائے گی، جب آثار رجولیت ظاہر ہوں گے[1] تو بقیہ نصف بھی اس کو دے دی جائے گی۔[2] (شامی از الاشباہ والنظائر ص ۵۰۵ جلد ۵)

مسئلہ ۲۲۵: مقتول کی دیت کے مستحقین میں ایک نابالغ بچہ اور ایک بالغ شخص ہے جو آپس میں باپ بیٹے ہیں تو باپ کل دیت پر قبضہ کرلے گا اور اگر وہ آپس میں بھائی بھائی یا چچا بھتیجے ہیں اور بالغ نابالغ کا ولی نہیں ہے تو بالغ صرف اپنے حصے پر قبضہ کرے گا، نابالغ کے حصے پر نہیں۔[3] (عالمگیری ص ۲۴ ج ۶)

مسئلہ ۲۲۶: اگر کوئی کسی کا سر بالجبر مونڈ دے تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا، اگر ایک سال میں سر پر بال اُگ آئیں تو حالق پر[4] کچھ تاوان نہیں ہے۔ ورنہ پوری دیت واجب ہوگی۔ اس میں مرد، عورت، صغیر و کبیر سب کا حکم یکساں ہے اور اگر جس کا سر مونڈا گیا تھا، وہ سال گزرنے سے پہلے مرگیا اور اس وقت تک اس کے سر پر بال نہیں اگے تھے تو حالق کے ذمے کچھ نہیں ہے۔[5] (عالمگیری ص ۲۴ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۳۱ ج ۸، عنایہ وہدایہ ص ۳۰۹ ج ۸)

مسئلہ ۲۲۷: اگر کسی نے کسی کی دونوں بھنوؤں کو اس طرح اکھیڑا یا مونڈا کہ آئندہ بال اُگنے کی امید نہ رہی تو پوری دیت لازم ہوگی اور ایک میں نصف دیت۔[6] (ہدایہ وعنایہ ص ۳۰۹ جلد ۸، درمختار وشامی ص ۵۰۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۴ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۹ جلد ۶)

مسئلہ ۲۲۸: چاروں پپوٹوں سے پلک اس طرح اکھیڑ دیئے جائیں کہ آئندہ بال نہ جمیں تو پوری دیت واجب ہے۔ دو پلکوں میں نصف دیت اور ایک پلک میں ربع دیت واجب ہے۔[7] (درمختار وشامی ص ۵۰۸ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۳۱ ج ۸، عالمگیری ص ۲۴ جلد ۶، ہدایہ وعنایہ ص ۳۱۰ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۲۹ ج ۶)

مسئلہ ۲۲۹: اگر کسی مرد کی پوری داڑھی اس طرح مونڈ دی کہ ایک سال تک بال نہ اُگے تو پوری دیت واجب ہے اور نصف میں نصف دیت اور نصف سے کم میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا اور سال سے پہلے مرگیا تو کچھ تاوان نہیں لیا جائے گا۔ سر اور داڑھی کے مونڈنے میں عمد وخطا میں کوئی فرق نہیں ہے۔[8] (درمختار وشامی ص ۵۰۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۴ جلد ۶)

---

1 ...... یعنی جب خنثیٰ کا مرد ہونا ظاہر ہو جائے گا۔

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، ج ۱۰، ص ۲۳۷.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ٦، ص ٢٤.

4 ...... یعنی سر مونڈنے والے پر۔

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ٦، ص ٢٤.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ٦، ص ٢٤.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدّیات، ج ١٠، ص ٢٤٠.

8 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ٦، ص ٢٤.

مسئلہ ۲۳۰: کوسج، یعنی جس کی داڑھی نہ اُگے، اگراس کی ٹھڈی پر چند بال تھے اوروہ کسی نے مونڈ دیئے تو کچھ لازم نہیں ہے۔ اوراگر ٹھڈی اور رخساروں پر چند متفرق بال ہیں تو ان کے مونڈنے والے پر انصاف کے ساتھ تاوان ہے اور اگر ٹھڈی اور رخساروں پر چھدرے بال ہیں [1] تو پوری دیت ہے۔ کیونکہ یہ کوسج ہی نہیں ہے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مونڈنے کے بعد ایک سال تک بال نہ اُگیں، لیکن اگر سال کے اندر حسبِ سابق بال اُگ آئیں تو کچھ تاوان نہیں ہے، لیکن تنبیہ کے طور پر سزادی جائے گی اوراگر سال تمام ہونے سے پہلے مرگیا اوراس وقت تک بال نہ اُگے تو کچھ نہیں اور اگر دوبارہ سفید بال اُگے تو اگر سفیدی کی عمر ہے تو کچھ نہیں اوراگر اس عمر سے پہلے سفید نکلے تو آزاد اور غلام دونوں میں انصاف کے ساتھ تاوان واجب ہوگا سر اور داڑھی وغیرہ ہر جگہ کے بالوں میں صرف اس صورت میں تاوان لازم ہوتا ہے کہ ایک سال تک نہ اُگیں ورنہ نہیں، اور سال تمام ہونے سے پہلے مرجانے کی صورت میں کوئی تاوان لازم نہیں آتا ہے۔ [2] (تبیین الحقائق ص ۱۲۹ ج ۶، فتح القدیر و ہدایہ وعنایہ، ص ۳۰۹ جلد ۸، شامی و در مختار ص ۵۰۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۴ جلد ۶)

مسئلہ ۲۳۱: کسی کی داڑھی بالجبر مونڈ دی پھر چھدری اُگی، یعنی کہیں بال اُگے اور کہیں نہیں اُگے تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ [3] (قاضی خان ص ۳۸۵ جلد ۴، عالمگیری ص ۲۴ جلد ۶)

مسئلہ ۲۳۲: اگر مونچھیں اور داڑھی دونوں مونڈ دیں تو صرف ایک دیت واجب ہوگی۔ اور اگر صرف مونچھیں مونڈیں تو انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ [4] (شامی ص ۵۰۷ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۰ جلد ۶)

مسئلہ ۲۳۳: اگر عورت کی داڑھی مونڈ دی تو کچھ نہیں ہے۔ [5] (شامی از جوہرہ نیرہ ص ۵۰۷ جلد ۵)

مسئلہ ۲۳۴: اگر سر مونڈنے والا کہتا ہے کہ جس کا سر میں نے مونڈا ہے وہ چندلا تھا۔ [6] اس لیے چندلی جگہوں پر بال نہیں اُگے ہیں تو جتنی جگہ پر بال ہونے کا اقرار کرتا ہے اس کے بقدر حصہ دیت دے گا اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ داڑھی مونڈنے کے بعد کہے کہ کوسج تھا اور اس کے رخساروں پر بال نہ تھے یا بھنویں اور پلکیں مونڈنے کے بعد کہے کہ بال نہ تھے۔ ان سب صورتوں میں مونڈنے والے کا قول قسم کے ساتھ مان لیا جائے گا اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں

---

❶ ...... یعنی کہیں کہیں بال ہیں۔

❷ ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن في الدّيات، ج ٦، ص ٢٤.

و "الدرالمختار" و "رد المحتار"، كتاب الدّيات، ج ١٠، ص ٢٤٠.

❸ ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن في الدّيات، ج ٦، ص ٢٤.

و "الفتاوی الخانية"، كتاب الجنايات، فصل في يستوفي في القصاص، ج ٢، ص ٣٨٥.

❹ ...... "رد المحتار"، كتاب الدّيات، ج ١٠، ص ٢٤٠.

❺ ...... المرجع السابق.

❻ ...... یعنی کہیں کہیں پیدائشی بال نہ تھے، گنجا تھا۔

اور اگر گواہ ہیں تو اس کی بات مانی جائے گی۔[1] (عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶)

مسئلہ ۲۳۵: اعضاء کی دیت میں قاعدہ یہ ہے کہ اعضاء پانچ قسم کے ہیں۔ ① ایک ایک جیسے ناک، زبان، ذکر ② دو دو جیسے آنکھیں، کان، بھنویں، ہونٹ، ہاتھ، پیر، عورت کے پستان، خصیتین ③ چار ہوں جیسے پپوٹے ④ دس ہوں جیسے ہاتھوں کی انگلیاں، پیروں کی انگلیاں ⑤ دس سے زائد ہوں جیسے دانت۔ اگر جنایت کی وجہ سے حسن صورت یا منفعت عضوی بالکل فوت ہو جائے تو پوری دیت نفس لازم ہوگی۔[2] (تبیین ص ۱۲۹ ج ۶، شامی ص ۵۰۵ ج ۵) اور اگر حسن صوری یا منفعت عضوی پہلے ہی ناقص تھی۔ اس کو ضائع کر دیا جیسے گونگے کی زبان یا خصی یا عنین کا ذکر یا کسی کا شل ہاتھ یا لنگڑے کا پیر یا کسی کی اندھی آنکھ یا کسی کا کالا دانت اکھیڑ دیا تو ان اعضاء میں قصداً جنایت کی صورت میں بھی قصاص نہیں ہے اور خطأ میں دیت بھی نہیں بلکہ حکومت عدل ہے۔[3] (عنایہ ہدایہ ص ۳۰۷ ج ۸، شامی ص ۵۰۶ جلد ۵)

مسئلہ ۲۳۶: اگر قسم اول کا عضو کاٹا تو اس میں پوری دیت ہے اور اگر قسم ثانی کے دونوں عضو کو کاٹا تو پوی دیت ہے اور ایک میں نصف دیت اور اگر تیسری قسم کے چاروں اعضاء کو ضائع کیا تو پوری دیت ہے۔ دو میں نصف دیت اور ایک میں چوتھائی دیت ہے اور اگر چوتھی قسم کے دسوں انگلیوں کو کاٹا تو پوری دیت ہے۔ اور ایک میں دسواں حصہ ہے اور اگر پانچویں قسم یعنی سب دانت توڑ دیئے تو پوری دیت ہے اور ایک میں بیسواں حصہ۔[4] (تبیین الحقائق ص ۱۳۰ ج ۶، شامی ص ۵۰۵ ج ۵، مبسوط ص ۶۸ ج ۲۶)

مسئلہ ۲۳۷: اگر دونوں کان خطأ کاٹ دیئے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ ایک میں نصف دیت ہے۔ اور اگر بوچہ بنا دیا[5] تو حکومت عدل ہے۔[6] (عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶)

مسئلہ ۲۳۸: اگر کان پر ایسی ضرب لگائی کہ بہرا ہو گیا تو پوری دیت واجب ہوگی۔[7] (تبیین ص ۱۳۱ جلد ۶، عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶)

مسئلہ ۲۳۹: خطاءً دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کی صورت میں پوری دیت اور ایک میں نصف دیت ہے اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ آنکھیں نہ پھوٹیں مگر بینائی جاتی رہے۔[8] (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶)

---

❶...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ۶، ص ۲۵.

❷...... "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، ج ۱۰، ص ۲۳۸.

و "تبیین الحقائق"، کتاب الدّیات، فصل فی النفس والمارن ... إلخ، ج ۷، ص ۲۷۲

❸...... "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، ج ۱۰، ص ۲۳۹.

❹...... المرجع السابق، ص ۲۳۸.

❺...... کن کٹا بنا دیا یعنی پورا کان نہیں کاٹا بلکہ تھوڑا کاٹا۔

❻...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ۶، ص ۲۵.

❼...... المرجع السابق.　❽...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۴۰: کانے کی اچھی آنکھ پھوڑ دینے سے نصف دیت لازم ہوگی۔[1] (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶)

مسئلہ ۲۴۱: اگر پپوٹوں کو مع پلکوں کے کاٹ دیا تب بھی ایک ہی دیت ہے۔[2] (تبیین ص ۱۳۱ ج ۶، ہدایہ فتح القدیر وعنایہ ص ۳۱۰ جلد ۸، عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶، درمختار وشامی ص ۵۰۸ جلد ۵)

مسئلہ ۲۴۲: اگر ایسے پپوٹے کو کاٹا جس پر بال نہ تھے تو حکومت عدل ہے اور اگر ایک نے پلک کاٹے اور پپوٹے دوسرے نے، تو پپوٹے کاٹنے والے پر پوری دیت ہے اور پلک کاٹنے والے پر حکومت عدل ہے۔[3] (عالمگیری از محیط ص ۲۵ جلد ۶)

مسئلہ ۲۴۳: اگر کسی نے کسی کی پوری ناک کاٹ دی یا ناک کا نرم حصہ کاٹ دیا یا نرم حصے میں سے کچھ کاٹ دیا تو پوری دیت واجب ہے۔[4] (بدائع صنائع ص ۳۰۸ جلد ۷، بحرالرائق ص ۳۲۹ جلد ۸، قاضی خان ص ۳۸۵ جلد ۴، درمختار وشامی ص ۵۰۶ ج ۵، عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶)

مسئلہ ۲۴۴: اگر ناک کی نوک کاٹ دی تو اس میں حکومت عدل ہے۔[5] (درمختار ص ۵۰۶ ج ۵)

مسئلہ ۲۴۵: کسی نے کسی کی ناک توڑ دی یا اس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ ناک سے سانس لینے کے قابل نہیں رہا۔ صرف منھ سے سانس لے سکتا ہے تو اس میں حکومت عدل ہے۔[6] (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۲۹ ج ۸)

مسئلہ ۲۴۶: کسی کی ناک پر ایسی ضرب لگائی کہ سونگھنے کی قوت ضائع ہوگئی تو پوری دیت واجب ہوگی۔[7] (قدوری ہدایہ ص ۵۸۷ جلد ۴، عالمگیری ص ۲۵ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۲۹ ج ۸، قاضی خان ص ۳۸۵ ج ۴)

مسئلہ ۲۴۷: کسی نے پہلے ناک کا نرم حصہ کاٹا پھر اچھا ہونے کے بعد پوری ناک کاٹ دی تو نرم حصے کی پوری دیت اور باقی میں حکومت عدل ہے۔ اور اگر اچھے ہونے سے پہلے پوری ناک کاٹ دی تو ایک ہی دیت ہے۔[8] (عالمگیری ص ۲۵ جلد ۶، بحرالرائق ص ۲۲۹ جلد ۸)

مسئلہ ۲۴۸: اگر دونوں ہونٹ کاٹ دیئے تو پوری دیت واجب ہوگی اور ایک میں نصف دیت اور اوپر نیچے کے ہونٹوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔[9] (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶، درمختار ص ۵۰۷ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۲۹ ج ۶، بدائع صنائع ص ۳۱۴ ج ۷)

مسئلہ ۲۴۹: بچہ کے کان اور ناک میں بھی پوری دیت ہے۔[10] (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶)

مسئلہ ۲۵۰: ہر دانت کے ضائع کرنے پر دیت کا بیسواں حصہ ہے۔ سامنے کے دانتوں، کیلوں اور ڈاڑھوں میں

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فی الدّيات، ج ٦، ص ٢٥.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الدّيات، ج ١٠، ص ٢٣٨.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فی الدّيات، ج ٦، ص ٢٥.

7 ...... المرجع السابق. 8 ...... المرجع السابق. 9 ...... المرجع السابق. 10 ...... المرجع السابق.

کوئی فرق نہیں ہے۔[1] (عالمگیری ص ۲۵ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۳۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۱ ج ۶، مبسوط ص ۷۱ ج ۲۶)

مسئلہ ۲۵۱: کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا اس کے بعد دوسرا اس جیسا دانت اُگ آیا تو دیت ساقط ہو جائے گی اور اگر دوسرا دانت کالا اُگا تو دیت ساقط نہیں ہوگی۔[2] (تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶، عالمگیری ص ۲۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۴۰ ج ۸)

مسئلہ ۲۵۲: کسی نے کسی کا دانت اکھیڑ دیا جس کا دانت اکھڑا تھا اس نے اکھڑا ہوا دانت اپنی جگہ پر لگا دیا اور وہ جم گیا تو اگر حسن صوری اور منفعت میں کوئی فرق نہیں آیا تو دیت نہیں ہے ورنہ دانت کی پوری دیت واجب ہے۔[3] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۱۵ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ جلد ۶، مجمع الانہر ملتقی الابحر ص ۶۴۷، ج ۶، طحطاوی ص ۲۸۴ جلد ۴)

مسئلہ ۲۵۳: کسی نے کسی کے دانت پر ایسی ضرب لگائی کہ دانت ہل گیا تو ایک سال کی مہلت دی جائے۔ اگر اس مدت میں دانت سرخ، سبز یا سیاہ پڑ گیا اور چبانے کے قابل نہیں رہا تو دانت کی پوری دیت واجب ہوگی اور اگر چبانے کے قابل ہے لیکن رنگ بدل گیا تو سامنے کے دانتوں میں حسن صوری فوت ہو جانے کی وجہ سے دانت کی پوری دیت واجب ہوگی اور ڈاڑھوں اور کیلوں میں نہیں ہے۔ اور اگر چبانے کے قابل ہے لیکن رنگ پیلا پڑ گیا تو دیت واجب نہیں ہوگی۔[4] (عالمگیری ص ۲۶ ج ۶، قاضی خان ص ۲۸۷ ج ۴، تبیین ص ۱۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۴۰ ج ۸)

مسئلہ ۲۵۴: اگر ضارب[5] کہتا ہے کہ میری ضرب سے رنگ نہیں بدلا بلکہ میری ضرب کے بعد کسی دوسری ضرب سے رنگ بدلا ہے اور مضروب[6] اس کی تکذیب کرتا ہے تو اگر ضارب اپنے قول پر گواہ پیش کر دے تو اس کی بات مان لی جائے گی ورنہ قسم کے ساتھ مضروب کا قول معتبر ہوگا۔[7] (عالمگیری ص ۲۶ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۷ ج ۶)

زبان کی دیت

مسئلہ ۲۵۵: کسی نے کسی کی پوری زبان کاٹ دی یا اس قدر کاٹ دی کہ کلام پر قادر نہ رہا تو پوری دیت نفس واجب ہے اور اگر بعض حروف کے ادا کرنے پر قادر ہے اور بعض پر نہیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ کتنے حروف ادا کر سکتا ہے۔ جتنے حروف ادا کر سکتا ہے اس کے بقدر دیت ساقط ہو جائے گی مثلاً اگر آدھے حروف ہجا ادا کر سکتا ہے تو آدھی دیت ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر چوتھائی حروف ادا کر سکتا ہے تو چوتھائی دیت ساقط ہو جائے گی۔ وعلی ہذا القیاس۔[8] (عالمگیری ص ۲۶ ج ۶، شامی و درمختار ص ۵۰۶ ج ۵، فتح ص ۳۰۸ ج ۸، بحر الرائق ص ۳۳۰ ج ۸)

---

(1)...."الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن في الدّيات، ج ٦، ص ٢٥.

(2)....المرجع السابق، ص ٢٥، ٢٦.　(3)....المرجع السابق، ص ٢٦.　(4)....المرجع السابق، ص ٢٦.

(5)....مارنے والا۔　(6)....جس کو مارا۔

(7)...."الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن في الدّيات، ج ٦، ص ٢٦.

(8)....المرجع السابق.

مسئلہ ۲۵۶: اگر زبان کاٹنے والے اوراس شخص میں جس کی زبان کاٹی گئی، یہ اختلاف ہے کہ کلام پر قدرت ہے یانہیں تو خفیہ طریقے سے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ کلام کرسکتا ہے یانہیں۔ [1] (عالمگیری ص ۲۶، ج ۶، بحرالرائق ص ۳۳۰ جلد ۸)

مسئلہ ۲۵۷: گونگے کی زبان کو کاٹنے کی صورت میں حکومت عدل ہے۔ [2] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۳۰ جلد ۸)

مسئلہ ۲۵۸: ایسے بچے کی زبان کاٹ دی جس نے ابھی بولنا نہیں شروع کیا، صرف روتا ہے تو حکومت عدل ہے اوراگر بولنے لگا ہے تو دیت ہے۔ [3] (عالمگیری ص ۲۲۶ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۴، جلد ۶)

مسئلہ ۲۵۹: دونوں ہاتھ خطاء کاٹنے کی صورت پوری دیت نفس واجب ہے اورایک میں نصف۔ اوراس میں داہنے بائیں ہاتھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ [4] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، فتح القدیر وہدایہ ص ۳۱۰ جلد ۸، تبیین ص ۱۳۱ ج ۶)

مسئلہ ۲۶۰: خنثیٰ کا ہاتھ کاٹنے والے پر عورت کے ہاتھ کی دیت واجب ہوگی۔ [5] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶)

مسئلہ ۲۶۱: ہر انگلی میں دیت نفس کا دسواں حصہ ہے۔ اور جن انگلیوں میں تین جوڑ ہیں۔ ایک جوڑ پر انگلی کی دیت کا تہائی حصہ ہے اور جن میں دو جوڑ ہیں ان میں ایک جوڑ پر انگلی کی دیت کا نصف حصہ ہے۔ [6] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۱، جلد ۶، درمختار وشامی ص ۵۰۸ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۳۲ ج ۸، مبسوط ص ۷۵، جلد ۲۶، قاضی خان ص ۳۸۵ ج ۴)

مسئلہ ۲۶۲: زائد انگلی کاٹنے پر حکومت عدل ہے۔ [7] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، درمختار وشامی ص ۵۱۳ جلد ۵، ہدایہ فتح القدیر ص ۳۱۶ جلد ۸، بحرالرائق، ص ۳۳۷ جلد ۸)

مسئلہ ۲۶۳: شل ہاتھ یا لنگڑا پیر کاٹنے پر حکومت عدل ہے۔ [8] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، قاضی خان، ص ۳۸۶ جلد ۴)

مسئلہ ۲۶۴: کسی نے کسی کی ایسی ہتھیلی کو کاٹ دیا جس میں پانچوں انگلیاں یا چار یا تین یا دو یا ایک انگلی یا کسی انگلی کا صرف ایک پورا لگا ہوا تھا تو انگلیوں یا پورے کی دیت ہوگی اور ہتھیلی کی کچھ دیت نہیں ہوگی۔ [9] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۳۶ ج ۸، مبسوط ص ۸۲، ج ۲۶، شامی ودرمختار ص ۵۱۲ جلد ۵، ہدایہ وفتح القدیر ص ۳۱۶ ج ۸، بدائع صنائع ص ۳۱۸ ج ۷)

مسئلہ ۲۶۵: اوراگرایسی ہتھیلی کو کاٹا جس میں نہ کوئی انگلی تھی اور نہ کسی انگلی کا جوڑ تھا تو ایسی ہتھیلی میں حکومت عدل

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فی الدّيات، ج٦، ص٢٦.

2 ...... المرجع السابق.
3 ...... المرجع السابق.
4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.
6 ...... المرجع السابق.
7 ...... المرجع السابق.

8 ...... المرجع السابق، ص٢٦ـ٢٧.
9 ...... المرجع السابق، ص٢٦.

ہے اور یہ تاوان ایک انگلی کی دیت سے کم ہوگا۔[1] (بحر الرائق ص ۳۳۷ جلد ۸، شامی ص ۵۱۲ جلد ۵، مبسوط، ص ۸۲، جلد ۲۶)

مسئلہ ۲۶۶: کسی کے ہاتھ پر ایسا مارا کہ ہاتھ شل ہوگیا، تو ہاتھ کی پوری دیت واجب ہوگی جو دیت نفس کی نصف ہوگی۔[2] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، درمختار و شامی، ص ۵۰۹ جلد ۵)

مسئلہ ۲۶۷: اگر کلائی یا بازو توڑ دیا تو حکومت عدل ہے۔[3] (عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، مبسوط ص ۸۰، جلد ۲۶، قاضی خان ص ۳۸۶ جلد ۴)

مسئلہ ۲۶۸: کسی کی انگلی کا ایک پورا کاٹ دیا جس کی وجہ سے باقی انگلی یا پورا ہاتھ ایسا شل ہوگیا کہ قابل انتفاع نہیں رہا تو پوری انگلی کی یا پورے ہاتھ کی دیت ہوگی اور اگر قابل انتفاع ہے تو پورے کی دیت اور شل حصہ میں حکومتِ عدل ہوگی۔[4] (شامی ص ۵۱۳ جلد ۵، عالمگیری ص ۲۶ جلد ۶، فتح القدیر، ہدایہ عنایہ ص ۳۱۸ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۳۶، جلد ۶، بحر الرائق، ص ۳۳۹ ج ۸)

مسئلہ ۲۶۹: انگلی کے پورے کا بعض حصہ کاٹنے میں حکومت عدل ہے اگر ناخن جدا کر دیا اور پھر دوسرا ناخن مثل پہلے کے اُگ گیا تو ناخن میں کچھ نہیں اور اگر نہ اُگا تو حکومت عدل ہے۔ اور اگر خراب اُگا تو بھی حکومت عدل ہے۔ مگر نہ اُگنے کی صورت سے کم ہوگی۔[5] (عالمگیری ص ۲۷ جلد ۶، بدائع صنائع، ص ۳۲۳ جلد ۷)

مسئلہ ۲۷۰: ایسے کمزور چھوٹے بچے کا ہاتھ یا پیر یا ذکر کاٹ دیا جس نے ابھی ہاتھ پیر ہلائے تک نہ تھے اور ذکر میں حرکت نہ تھی تو حکومت عدل ہے اور اگر ہاتھ پیر ہلاتا تھا اور ذکر میں حرکت تھی تو پوری دیت ہے۔[6] (عالمگیری از سراج الوہاج ص ۲۷ ج ۶، بدائع صنائع ص ۳۲۳ ج ۷، قاضی خان، ص ۳۸۲ ج ۴)

مسئلہ ۲۷۱: مرد کے دونوں پستان کاٹنے میں حکومت عدل ہے اور اگر صرف گھنڈیاں[7] کاٹی ہیں تو اس سے کم

---

1. "ردالمحتار"، کتاب الدیات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۵۱.
2. "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ۶، ص ۲۶.
3. المرجع السابق.
4. "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ۶، ص ۲۶.
   و "ردالمحتار"، کتاب الدیات، فصل فی الشجاج، ج ۱۰، ص ۲۵۱_۲۵۲.
5. "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ۶، ص ۲۷.
6. المرجع السابق.
7. یعنی پستان کے سر۔

حکومت عدل ہے اور اگر ایک پستان کاٹا تو اس کا نصف ہے اور ایک گھنڈی کاٹی تو اس کا نصف ہے۔[1] (عالمگیری ص ۲۷ ج ۶، شامی ص ۵۰۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۱ ج ۶)

مسئلہ ۲۷۲: ہنسلی یا پسلی کی ہڈی توڑ دینے میں حکومت عدل ہے۔[2] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۲۷ ج ۶، قاضی خان ص ۳۸۶ ج ۴)

مسئلہ ۲۷۳: عورت کے دونوں پستان یا دونوں گھنڈیاں کاٹ دیں تو پوری دیت نفس ہے اور ایک میں نصف دیت نفس ہے اور اس حکم میں صغیرہ و کبیرہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔[3] (عالمگیری ص ۲۷ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۸۵ ج ۴، بدائع صنائع ص ۳۱۴ ج ۷، تبیین الحقائق ص ۱۲۹ جلد ۶)

مسئلہ ۲۷۴: کسی کی پیٹھ پر ایسی ضرب لگائی کہ قوت جماع جاتی رہی یا رطوبت نخاعیہ [4] خشک ہوگئی یا کبڑا ہو گیا تو پوری دیت ہے۔[5] (تبیین الحقائق ص ۱۳۲ جلد ۶، عالمگیری ص ۲۷ جلد ۶)

مسئلہ ۲۷۵: اور اگر کبڑا نہ ہوا اور منفعتِ جماع بھی فوت نہ ہوئی مگر نشان زخم باقی رہا تو حکومت عدل ہے اور اگر نشان بھی باقی نہ رہا تو اُجرتِ طبیب [6] ہے۔[7] (عالمگیری ص ۲۷ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۰۹ جلد ۵)

مسئلہ ۲۷۶: اگر کبڑا تھا مگر ضرب کے بعد سیدھا ہو گیا تو کچھ نہیں۔[8] (تبیین الحقائق ص ۱۳۲ جلد ۶)

مسئلہ ۲۷۷: عورت کے سینے کی ہڈی توڑ دی جس سے پانی خشک ہو گیا تو دیتِ نفس ہے۔[9] (عالمگیری ص ۲۷ ج ۶)

مسئلہ ۲۷۸: ذَکر [10] کاٹنے کی صورت میں پوری دیت ہے اور خصی کا ذکر کاٹنے کی صورت میں حکومت عدل ہے۔ خواہ اس میں حرکت ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو۔ اور جماع پر قادر ہو یا نہ ہو۔ اور عنین اور ایسا شیخ کبیر جو جماع پر قادر نہ ہو، ان کا

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فى الدّيات، ج٦، ص ٢٧.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... وہ رطوبت جو مادۂ منویہ کا سبب بنتی ہے۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فى الدّيات، ج٦، ص ٢٧.

و "تبيين الحقائق"، كتاب الدّيات، فصل فى النفس... إلخ، ج٧، ص٢٧٧.

6 ...... یعنی علاج کا خرچہ۔

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فى الدّيات، ج٦، ص ٢٧.

8 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الديات، فصل فى النفس... إلخ، ج٧، ص٢٧٨.

9 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فى الدّيات، ج٦، ص ٢٧.

10 ...... آلۂ تناسل، مرد کا عضوِ مخصوص۔

بھی یہی حکم ہے۔[1] (عالمگیری ص ۲۷ جلد ۶، قاضی خان، ص ۳۸۶ جلد ۴)

مسئلہ ۲۷۹: حشفہ[2] کاٹنے کی صورت میں پوری دیت نفس ہے اور اگر پہلے حشفہ کاٹا اس کے بعد باقی عضو[3] بھی کاٹ دیا تو اگر درمیان میں صحت نہیں ہوئی تھی تو ایک ہی دیت ہے اور اگر درمیان میں صحت ہوگئی تھی تو حشفہ میں پوری دیت نفس اور باقی میں حکومت عدل ہے۔[4] (عالمگیری ص ۲۸، ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۲۹، ج ۶، بدائع صنائع ص ۳۱۱ جلد ۷)

مسئلہ ۲۸۰: خصیتین کاٹنے کی صورت میں پوری دیت نفس ہے۔[5] (بدائع صنائع ص ۳۱۴ ج ۷، عالمگیری ص ۲۸ ج ۶)

مسئلہ ۲۸۱: تندرست آدمی کے خصیتین وذکر خطاءً کاٹنے کی صورت میں اگر پہلے ذکر کاٹا اور بعد میں خصیتین تو دو دیتیں لازم ہوں گی اور اگر پہلے خصیتین کاٹے اور پھر ذکر تو خصیتین میں پوری دیت نفس اور ذکر میں حکومت عدل ہے۔ اور اگر رانوں کی جانب سے اس طرح کاٹا کہ سب ایک ساتھ کٹ گئے تب بھی دو دیتیں لازم ہوں گی۔[6] (عالمگیری ص ۲۸ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۲۴ جلد ۷)

مسئلہ ۲۸۲: اگر خصیتین میں سے ایک کاٹا کہ پانی منقطع ہوگیا تو پوری دیت ہے اور اگر پانی منقطع نہیں ہوا تو نصف دیت ہے۔[7] (عالمگیری ص ۲۸ جلد ۶)

مسئلہ ۲۸۳: اگر دونوں چوتڑ[8] خطاءً اس طرح کاٹے کہ کولھے کی ہڈی پر گوشت نہ رہا تو پوری دیت نفس ہے اور اگر گوشت باقی رہ گیا تو حکومت عدل ہے۔[9] (قاضی خان ص ۳۸۵ ج ۴)

مسئلہ ۲۸۴: پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ اِمساکِ غذا[10] ناممکن ہوگیا یا مقعد پر[11] ایسا نیزہ مارا کہ پیٹ میں غذا نہیں ٹھہر سکتی یا پیشاب روکنے پر قادر نہ رہا اور سلس البول[12] میں مبتلا ہوگیا یا عورت کے دونوں مخرج[13] پھٹ کر ایک ہوگئے، اور پیشاب روکنے کی قدرت نہ رہی تو ان سب صورتوں میں پوری دیت نفس ہے۔[14] (عالمگیری ص ۲۸ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۸۵ جلد ۴)

---

(1) ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ۶، ص ۲۷.

(2) ......آلۂ تناسل کا سر۔ (3) ......یعنی باقی آلۂ تناسل۔

(4) ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ۶، ص ۲۷، ۲۸.

(5) ......المرجع السابق. (6) ......المرجع السابق. (7) ......المرجع السابق.

(8) ......سُرین کے دونوں اطراف۔

(9) ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۸۵.

(10) ......یعنی پیٹ میں غذا کا رکنا۔ (11) ......یعنی پیچھے کے مقام پر، سُرین پر۔

(12) ......ایک بیماری جس میں وقفے وقفے سے پیشاب کے قطرے گرتے رہتے ہیں۔ (13) ......عورت کے آگے اور پیچھے کے مقام۔

(14) ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج ۶، ص ۲۸.

مسئلہ ۲۸۵: عورت کی شرم گاہ کو خطاءً ایسا کاٹ دیا کہ اس میں پیشاب روکنے کی قدرت نہ رہی یا وہ جماع کے قابل نہ رہی تو پوری دیت نفس ہے۔[1] (عالمگیری، ص ۲۸ جلد ۶)

مسئلہ ۲۸۶: عورت کو ایسا مارا کہ وہ مستحاضہ ہوگئی تو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر اس دوران اچھی ہوگئی تو کچھ نہیں ورنہ پوری دیت ہے۔[2] (عالمگیری ص ۲۸ جلد ۶)

مسئلہ ۲۸۷: ایسی صغیرہ سے جماع کیا جو اس قابل نہ تھی اور وہ مرگئی تو اجنبیہ[3] ہونے کی صورت میں عاقلہ پر دیت ہے اور منکوحہ ہونے کی صورت میں عاقلہ پر دیت ہے اور شوہر پر مہر۔[4] (عالمگیری ص ۲۸ ج ۶)

مسئلہ ۲۸۸: ازالہ عقل، سمع، بصر، شم، کلام، ذوق[5]، اِنزال، گُھ[6] پیدا کرنے، سر اور داڑھی کے بال مونڈنے، دونوں کان، دونوں بھنوؤں، دونوں آنکھوں کے پپوٹوں، دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں کی انگلیوں یا عورت کے پستانوں کی دونوں گھنڈیوں کے کاٹنے میں، عورت کے مخرجین کا اس طرح ایک کر دینا کہ پیشاب یا پاخانے کے اِمساک کی قدرت نہ رہے۔ حشفہ، ناک کے نرم حصے، دونوں ہونٹوں، دونوں جبڑوں، دونوں چوتڑوں، زبان کے کاٹنے، چہرے کے ٹیڑھا کر دینے۔ عورت کی شرم گاہ کو اس طرح کاٹ دینے میں کہ جماع کے قابل نہ رہے اور پیٹ پر ایسی ضرب لگانے میں کہ پانی منقطع ہو جائے، پوری دیت نفس ہے۔ بشرطیکہ یہ جرائم خطاءً صادر ہوں۔[7] (قاضی خان ص ۳۸۶ جلد ۴)

مسئلہ ۲۸۹: کسی باکرہ لڑکی کو دھکا دیا کہ وہ گر پڑی اور اس کی بکارت زائل ہوگئی[8] تو دھکا دینے والے پر مہرِ مثل لازم ہے۔[9] (قاضی خان ص ۳۸۶ جلد ۴، عالمگیری ص ۲۸ جلد ۶)

مسئلہ ۲۹۰: کسی رسی پر دو آدمیوں نے جھگڑا کیا اور ہر آدمی ایک ایک سرا پکڑ کر کھینچ رہا تھا، تیسرے نے آ کر درمیان سے رسی کاٹ دی اور وہ دونوں شخص گر پڑے اور مر گئے، رسی کاٹنے والے پر نہ قصاص ہے نہ دیت۔[10] (قاضی خان ص ۳۸۷ جلد ۴)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن في الدّيات، ج ٦، ص ٢٨.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... یعنی غیر منکوحہ۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن في الدّيات، ج ٦، ص ٢٨.

5 ...... عقل، سننے کی قوت، دیکھنے کی صلاحیت، سونگھنے کی صلاحیت، بولنے کی صلاحیت، چکھنے کی صلاحیت کو ختم کر دینا۔

6 ...... یعنی پیٹھ میں ٹیڑھا پن۔

7 ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الجنايات، ج ٢، ص ٣٨٥، ٣٨٦.

8 ...... کنوارہ پن ختم ہوگیا۔

9 ...... المرجع السابق، ص ٣٨٦. 10 ...... المرجع السابق، ص ٣٨٧.

فصل فی الشجاج
چہرے اور سر کے زخموں کا بیان
(چہرے اور سر کے زخموں کو شجاج کہتے ہیں)

مسئلہ ۲۹۱: اس کی دس قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ① حارصہ ② دامعہ ③ دامیہ ④ باضعہ ⑤ متلاحمہ ⑥ سمحاق ⑦ موضحہ ⑧ ہاشمہ ⑨ منقلہ آمہ۔

① حارصہ: جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں جلد پر خراش پڑ جائے مگر خون نہ چھلکے۔

② دامعہ: سر کی جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں خون چھلک آئے مگر بہے نہیں۔

③ دامیہ: سر کی جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں خون بہہ جائے۔

④ باضعہ: جس میں سر کی جلد کٹ جائے۔

⑤ متلاحمہ: جس میں سر کا گوشت بھی پھٹ جائے۔

⑥ سمحاق: جس میں سر کی ہڈی کے اوپر کی جھلی [1] تک زخم پہنچ جائے۔

⑦ موضحہ: جس میں سر کی ہڈی نظر آ جائے۔

⑧ ہاشمہ: جس میں سر کی ہڈی ٹوٹ جائے۔

⑨ منقلہ: جس میں سر کی ہڈی ٹوٹ کر ہٹ جائے۔

⑩ آمہ: وہ زخم جوام الدماغ، یعنی دماغ کی جھلی تک پہنچ جائے۔

ان کے علاوہ زخموں کی ایک قسم جائفہ بھی کی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ زخم جوف تک پہنچے اور یہ زخم پیٹھ، پیٹ اور سینے میں ہوتا ہے۔ اور اگر گلے کا زخم غذائی نالی تک پہنچ جائے تو وہ بھی جائفہ ہے۔ [2] (عالمگیری ص ۲۸ ج ٦، شامی ص ۵۱۰ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۳۳ جلد ۸)

مسئلہ ۲۹۲: موضحہ اور اس سے کم زخم اگر قصداً لگائے گئے ہوں تو ان میں قصاص ہے اور اگر خطاءً ہوں تو موضحہ سے کم زخموں میں حکومت عدل ہے اور موضحہ میں دیتِ نفس کا بیسواں حصہ ہے اور ہاشمہ میں دیت نفس کا دسواں حصہ ہے اور منقلہ میں دیت نفس کا پندرہ فیصد حصہ اور آمّہ اور جائفہ میں دیت کا تہائی حصہ ہے۔ ہاں اگر جائفہ آر پار ہو گیا تو دو تہائی

---

❶......یعنی باریک کھال، باریک پردہ۔

❷......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، فصل فی الشجاج، ج٦، ص٢٨.

دیت ہے۔[1] (عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۳۴، جلد ۸، ہدایہ و فتح القدیر ص ۳۱۲، جلد ۸، بدائع صنائع ص ۳۱۶، جلد ۷)

مسئلہ ۲۹۳: ہاشمہ، منقلہ، آمّہ اگر قصداً بھی لگائے تو قصاص نہیں ہے چوں کہ مساوات ممکن نہیں ہے اس لیے ان میں خطاءً اور عمداً دونوں صورتوں میں دیت ہے۔[2] (عالمگیری ص ۲۹ ج ۶ ،شامی ص ۵۱۰ ج ۵ ،مبسوط ص ۷۴ جلد ۲۶ ،بحرالرائق ص ۳۳۵ ج ۸)

مسئلہ ۲۹۴: اگر کسی نے کسی کے چہرے یا سر کے کسی حصہ پر ایسا زخم لگایا کہ اچھا ہونے کے بعد اس کا اثر بھی زائل ہوگیا تو اس پر کچھ نہیں۔[3] (عالمگیری ص ۲۹ ، ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۳۸، جلد ۶ ، بدائع صنائع ص ۳۱۶ ، جلد ۷، بحرالرائق ص ۳۴۰، جلد ۸)

مسئلہ ۲۹۵: چہرے اور سر کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ پر جو زخم لگایا جائے اس کو جراحت[4] کہتے ہیں اور اس میں حکومت عدل ہے۔[5] (شامی و در مختار ص ۵۱۰ جلد ۵، فتح القدیر و ہدایہ ص ۳۱۲ جلد ۸)

مسئلہ ۲۹۶: سر اور چہرے کے علاوہ جسم کے دوسرے زخموں میں حکومت عدل اسی وقت ہے جب زخم اچھے ہونے کے بعد اس کے نشانات باقی رہ جائیں ورنہ کچھ نہیں ہے۔[6] (عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۱۱ جلد ۵)

مسئلہ ۲۹۷: شجاج کی جن صورتوں میں قصاص واجب ہے ان میں زخم کی لمبائی چوڑائی میں مساوات کے ساتھ قصاص لیا جائے گا اور سر کے مقدم یا موخر حصہ یا وسط میں جس جگہ بھی زخم ہوگا زخمی کرنے والے کے اسی حصے میں مساوات کے ساتھ قصاص لیا جائے گا۔[7] (عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۳۰۹ جلد ۷، قاضی خان ص ۳۸۶ جلد ۴)

مسئلہ ۲۹۸: اگر قرنین[8] کے مابین پیشانی پر ایسا موضحہ[9] لگایا کہ قرنین سے مل گیا اور زخم لگانے والے کی پیشانی بڑی ہونے کی وجہ سے اتنا لمبا زخم لگانے سے اس کے قرنین تک نہیں پہنچتا ہے تو زخمی کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے تو قصاص لے لے اور جس قرن سے چاہے شروع کر کے اتنا لمبا زخم اس کی پیشانی پر لگا دے اور اگر چاہے تو اَرش لے لے۔ اور اگر زخمی کرنے والے کی پیشانی چھوٹی ہے کہ مساوات سے قصاص لینے کی صورت میں زخم قرنین سے تجاوز کر جاتا ہے، تب زخمی کو اختیار ہے کہ

---

1. ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فى الدّيات، فصل فى الشجاج، ج٦، ص ٢٩.

2. ......المرجع السابق.

3. ......المرجع السابق.

4. ......یعنی زخمی کرنا۔

5. ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الدّيات، فصل فى الشجاج، ج١٠، ص ٢٤٥.

6. ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فى الدّيات، فصل فى الشجاج، ج٦، ص ٢٩.

7. ......المرجع السابق.

8. ......یعنی پیشانی کے دونوں اطراف۔

9. ......ایسا زخم جس سے سر کی ہڈی نظر آئے۔

چاہے ارش لے لے اور چاہے تو صرف قرنین کے درمیان زخم لگا کر قصاص لے لے۔ قرنین سے زخم متجاوز نہیں ہونا چاہیئے۔ [1] (بدائع صنائع ص ۳۰۹ جلد ۷، عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶، مبسوط ص ۱۴۵، جلد ۲۶)

مسئلہ ۲۹۹: اگر اتنا لمبا زخم لگایا کہ پیشانی سے گدی تک پہنچ گیا تو زخمی کو حق ہے کہ اسی جگہ پر اتنا ہی بڑا زخم لگا کر قصاص لے یا ارش لے، اگر زخمی کرنے والے کا سر بڑا ہے لہٰذا اتنا بڑا زخم لگانے سے اس کی قفا یعنی گدی تک نہیں پہنچتا ہے۔ تو بھی زخمی کو اختیار ہے کہ چاہے ارش لے لے اور چاہے اتنا لمبا زخم لگا کر قصاص لے لے۔ خواہ پیشانی کی طرف سے شروع کرے خواہ گدی کی طرف سے۔ [2] (عالمگیری از محیط و ذخیرہ ص ۲۹ جلد ۶، بدائع صنائع ص ۱۰ جلد ۷، مبسوط ص ۱۴۶ جلد ۲۶)

مسئلہ ۳۰۰: اگر بیس ۲۰ موضحہ زخم لگائے اور درمیان میں صحت نہ ہوئی تو پوری دیت نفس تین سال میں ادا کی جائے گی اور اگر درمیان میں صحت واقع ہوگئی تو ایک سال میں پوری دیت نفس ادا کرنا ہوگی۔ [3] (عالمگیری از کافی ص ۲۹ جلد ۶)

مسئلہ ۳۰۱: کسی کے سر پر ایسا موضحہ لگایا کہ اس کی عقل جاتی رہی۔ یا پورے سر کے بال ایسے اڑے کہ پھر نہ اُگے تو صرف دیت نفس واجب ہوگی اور اگر سر کے بال مختلف جگہوں سے اڑ گئے تو بالوں کی حکومت عدل اور موضحہ کی ارش میں سے جو زیادہ ہوگا وہ لازم آئے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ بال پھر نہ اُگیں، لیکن اگر دوبارہ پہلے کی طرح بال اُگ آئیں تو کچھ لازم نہیں ہے۔ [4] (شامی و در مختار ص ۵۱۳ جلد ج ۵، عالمگیری ص ۲۹ جلد ۶)

مسئلہ ۳۰۲: کسی کی بھنوں پر خطاءً ایسا موضحہ لگایا کہ بھنوں کے بال گر گئے اور پھر نہ اُگے تو صرف نصف دیت لازم ہوگی۔ [5] (عالمگیری ص ۳۰ جلد ۶)

مسئلہ ۳۰۳: کسی کے سر پر ایسا موضحہ لگایا کہ اس سے سننے یا دیکھنے یا بولنے کے قابل نہ رہا۔ تو اس پر نفس کی دیت کے ساتھ موضحہ کا ارش بھی واجب ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس زخم سے موت نہ ہوئی ہو، اور اگر موت واقع ہوگئی تو ارش ساقط ہو جائے گا۔ اور عمد کی صورت میں جنایت کرنے والے کے مال سے تین سال میں دیت ادا کی جائے گی اور بصورت خطا عاقلہ پر تین سال میں دیت ہے۔ [6] (شامی و در مختار ص ۵۱۳، جلد ۵)

مسئلہ ۳۰۴: کسی نے کسی کے سر پر ایسا موضحہ عمداً لگایا کہ اس کی بینائی جاتی رہی تو ذہاب بصر [7] اور موضحہ دونوں

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن في الدّيات، فصل في الشجاج، ج ٦، ص ٢٩.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق، ص ٣٠.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الدّيات، فصل في الشجاج، ج ١٠، ص ٢٥٣.

7 ...... یعنی نظر کے ختم ہو جانے۔

کی دیتیں واجب ہوں گی۔ [1] (عالمگیری ص ۳۰ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۱۳، جلد ۵، تبیین ص ۱۳۶، جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۳۹ ج ۸)

مسئلہ ۳۰۵: کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے چندلا ہوگیا تھا۔ اس کے سر پر کسی نے عمداً موضحہ لگایا تو قصاص نہیں لیا جائے گا دیت لازم ہوگی اور اگر زخم لگانے والا بھی چندلا ہے تو قصاص لیا جائے گا۔ [2] (عالمگیری ص ۳۰ جلد ۶)

مسئلہ ۳۰۶: ہر وہ جنایت جو بالقصد ہو لیکن شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہوگیا ہو اور دیت واجب ہوگئی ہو تو جنایت کرنے والے کے مال سے دیت ادا کی جائے گی اور عاقلہ سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اور یہی حکم ہر اس مال کا ہے جس پر بالقصد جنایت کی صورت میں صلح کی گئی ہو۔ [3] (تبیین ص ۱۳۸ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۴۶۸ جلد ۵، فتح القدیر ص ۳۲۲ جلد ۸)

مسئلہ ۳۰۷: حکومت عدل سے جو مال لازم آتا ہے وہ جنایت کرنے والے کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ عاقلہ سے اس کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔ [4] (درمختار و شامی ص ۵۱۶ ج ۵)

فصل فی الجنین (حمل کا بیان)

مسئلہ ۳۰۸: کسی نے کسی حاملہ عورت کو ایسا مارا، یا ڈرایا، یا دھمکایا، یا کوئی ایسا فعل کیا جس کی وجہ سے ایسا مرا ہوا بچہ ساقط ہوا جو آزاد تھا۔ اگرچہ اس کے اَعضاء کی خِلقت [5] مکمل نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف بعض اَعضاء ظاہر ہوئے تھے تو مارنے والے کے عاقلہ پر مرد کی دیت کا بیسواں حصہ یعنی پانچ سو درہم ایک سال میں واجب الادا ہوں گے۔ ساقط شدہ بچہ مذکر ہو یا مؤنث اور ماں مسلمہ ہو یا کتابیہ یا مجوسیہ، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ [6] (شامی و درمختار ص ۵۱۶ جلد ۵، تبیین الحقائق ص ۱۳۹ ج ۶، عالمگیری ص ۳۴ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۴۱ جلد ۸، فتح القدیر ص ۳۲۴ جلد ۸، مبسوط ص ۸۷ جلد ۲۶)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فی الدّيات، فصل فی الشجاج، ج ٦، ص ٣٠.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثامن فی الدّيات، فصل فی الشجاج، ج ٦، ص ٣٠.

3 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الدّيات، فصل فی الشجاج، ج ٧، ص ٢٨٩.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الدّيات، فصل فی الشجاج، ج ١٠، ص ٢٥٧.

5 ...... بناوٹ۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب العاشر فی الجنين، ج ٦، ص ٣٤.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الدّيات، فصل فی الجنين، ج ١٠، ص ٢٥٧، ٢٥٨.

و "الهداية"، كتاب الدّيات، فصل فی الجنين، ج ٢، ص ٤٧١، ٤٧٢.

مسئلہ ۳۰۹: اگر مذکورۃ الصدر اسباب کے تحت[1] زندہ بچہ ساقط ہوا، پھر مرگیا تو پوری دیت نفس عاقلہ پر واجب ہوگی اور کفارہ ضارب پر واجب ہے اور اگر مردہ ساقط ہوا اور اس کے بعد ماں بھی مرگئی تو ماں کی پوری دیت اور بچہ کی دیتِ غرۃ یعنی پانچ سو درہم عاقلہ پر واجب ہوں گے۔[2] (درمختار و شامی ص ۵۱۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۴ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۴۲ جلد ۸، فتح القدیر ص ۳۲۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۰ جلد ۶، مبسوط ص ۸۹ جلد ۲۶)

مسئلہ ۳۱۰: اگر مذکورہ اسباب کے تحت حاملہ مرگئی پھر مرا ہوا بچہ خارج ہوا تو صرف عورت کی دیتِ نفس عاقلہ پر واجب ہے۔[3] (درمختار و شامی ص ۵۱۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۵، جلد ۶، تبیین ص ۱۴۰، جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۴۲ جلد ۸، فتح القدیر ص ۳۲۷ جلد ۸، مبسوط ص ۸۹ جلد ۲۶)

مسئلہ ۳۱۱: اگر مذکورہ اسباب کی بناء پر دو مردہ بچے ساقط ہوئے تو دو غرے یعنی ایک ہزار درہم عاقلہ پر واجب ہوں گے۔ اور اگر ایک زندہ پیدا ہو کر مرگیا اور دوسرا مردہ پیدا ہوا تو زندہ پیدا ہونے والے کی دیت نفس اور مردہ پیدا ہونے والے کا غرہ یعنی پانچ سو درہم عاقلہ پر ہیں اور اگر ماں مرگئی پھر ۲ دو مردہ بچے پیدا ہوئے تو صرف ماں کی دیت نفس عاقلہ پر واجب ہوگی اور اگر ماں کے مرنے کے بعد ۲ دو بچے زندہ پیدا ہو کر مرگئے تو عاقلہ پر تین دیتیں واجب ہوں گی اور اگر ایک مردہ بچہ ماں کی موت سے پہلے خارج ہوا اور دوسرا مردہ بچہ ماں کی موت کے بعد تو پہلے پیدا ہونے والے کا غرہ اور ماں کی دیت نفس عاقلہ پر ہے اور بعد میں پیدا ہونے والے کا کچھ نہیں۔[4] (شامی ص ۵۱۷ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، مبسوط ص ۹۰ جلد ۲۶)

مسئلہ ۳۱۲: اگر ماں کی موت کے بعد زندہ بچہ ساقط ہو کر مرگیا تو ماں اور بچہ دونوں کی دو دیتیں عاقلہ پر واجب ہیں۔[5] (درمختار و شامی ص ۵۱۸ جلد ۵، مبسوط ص ۹۰ جلد ۲۶، عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، قاضی خان ص ۳۹۳ جلد ۴)

مسئلہ ۳۱۳: اسقاط کی ان سب صورتوں میں جن میں جنین کا غرہ یا دیت لازم ہوگی وہ جنین کے ورثاء میں تقسیم کی جائے گی۔ اور اس کی ماں بھی اس کی وارث ہوگی، ساقط کرنے والا[6] وارث نہیں ہوگا۔[7] (درمختار و شامی ص ۵۱۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۱ ج ۶، عالمگیری ص ۳۴ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۴۲ ج ۸، فتح القدیر ص ۳۲۸ ج ۸، بدائع صنائع ص ۳۲۶ ج ۷، مبسوط ص ۹۰ ج ۲۶)

---

1 ...... یعنی پیچھے ذکر کئے گئے اَسباب کے تحت۔

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۴، ۳۵.

3 ...... المرجع السابق، ص ۳۵.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵.

و "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۵۹.

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵.

6 ...... یعنی حمل گرانے والا۔

7 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۴.

مسئلہ ۳۱۴: کسی نے حاملہ کے پیٹ پر تلوار ماری کہ رحم کو کاٹ کر دو جنینوں کو مجروح کر گئی اور ایک مجروح زندہ ساقط ہوا اور دوسرا مجروح مردہ ساقط ہوا اور عورت بھی مرگئی تو عورت کا قصاص لیا جائے گا اور زندہ ساقط ہونے والے بچے کی دیت اور مردہ پیدا ہونے والے بچہ کا غرہ عاقلہ پر واجب ہوگا۔[1] (درمختار ص ۵۴۰ جلد ۵)

مسئلہ ۳۱۵: کسی نے حاملہ کے پیٹ پر چھری ماری جس کی وجہ سے رحم میں بچہ کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ زندہ پیدا ہوا اور ماں بھی زندہ رہی تو بچے کے ہاتھ کی وجہ سے نصف دیت نفس عاقلہ پر واجب ہوگی۔[2] (عالمگیری ص ۳۶ جلد ۶)

مسئلہ ۳۱۶: شوہر نے اپنی حاملہ بیوی کو ایسا ڈرایا، دھمکایا، یا مارا کہ مردہ بچہ ساقط ہوگیا تو شوہر کے عاقلہ پر غرہ لازم ہے اور یہ اس بچہ کا وارث نہیں ہوگا۔[3] (درمختار و شامی ص ۵۱۸ جلد ۵، بدائع صنائع ص ۳۲۶ جلد ۷، تبیین الحقائق ص ۱۲۶، جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۴۲ جلد ۸، فتح القدیر ص ۳۲۸ جلد ۸)

مسئلہ ۳۱۷: کسی نے اپنی حاملہ بیوی کو ڈرایا، دھمکایا، یا ایسا مارا کہ ایک بچہ زندہ ساقط ہو کر مرگیا۔ پھر دوسرا مردہ ساقط ہوا پھر وہ عورت بھی مرگئی تو اس شخص کے عاقلہ پر بیوی اور زندہ پیدا ہونے والے بچے کی دو دیتیں اور مردہ ساقط ہونے والے بچے کا غرہ واجب ہوگا اور اس شخص پر دو کفارے واجب ہوں گے۔[4] (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

مسئلہ ۳۱۸: بچہ کا سر ظاہر ہوا اور وہ چیخا کہ ایک شخص نے اس کو ذبح کر دیا تو اس پر غرہ ہے۔[5] (عالمگیری از خزانۃ المفتین ص ۳۵ ج ۶)

مسئلہ ۳۱۹: اگر حاملہ باندی کو ڈرایا، دھمکایا، یا ایسا مارا کہ اس کا ایسا حمل ساقط ہوگیا جو زندہ پیدا ہوتا تو غلام ہوتا تو اس کے زندہ رہنے کی صورت میں اس کی جو قیمت ہوتی مذکر میں اس کی قیمت کا بیسواں اور مؤنث میں قیمت کا دسواں مارنے والے کے مال میں نقد لازم آئے گا۔[6] (درمختار و شامی ص ۵۱۸ ج ۵، عالمگیری ص ۳۵ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۴۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۰ جلد ۶، فتح القدیر ص ۳۲۸ ج ۸)

مسئلہ ۳۲۰: اگر مذکورہ بالا صورت میں مذکر و مؤنث ہونے کا پتہ نہ چلے تو جس کی قیمت کم ہوگی وہ لازم ہوگی اور اگر

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدّيات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲٦٤.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب العاشرفی الجنین، ج ٦، ص ۳٦.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدّيات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲٦۰.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب العاشرفی الجنین، ج ٦، ص ۳٥.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

باندی کے مالک اور ضارب[1] میں ساقط شدہ حمل کی قیمت کی تعیین میں اختلاف ہو تو ضارب کی بات مانی جائے گی۔ [2](شامی ص ۵۱۸ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، عنایہ ص ۳۲۸ جلد ۸)

مسئلہ ۳۲۱: اگر مذکورہ بالا صورت میں زندہ بچہ پیدا ہوا جس سے باندی میں کوئی نقص پیدا ہو کر اس کی قیمت گھٹ گئی تو ضارب پر جنین کی قیمت لازم ہوگی اور یہ قیمت اگر باندی کی قیمت میں جو کمی واقع ہوئی اس سے کم ہو تو اس کمی کو جنین کی قیمت میں اضافہ کر کے پورا کر دیا جائے گا۔ [3](درمختار و شامی ص ۵۱۸، جلد ۵)

مسئلہ ۳۲۲: مذکورہ بالا صورت میں باندی کے مردہ حمل گرا پھر باندی بھی مرگئی تو ضارب پر باندی کی قیمت تین سال میں واجب الادا ہوگی۔ [4](عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

مسئلہ ۳۲۳: مذکورہ بالا صورت میں ضرب کے بعد مولیٰ نے حمل کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد زندہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو اس بچے کے زندہ ہونے کی صورت میں جو قیمت ہوتی وہ ضارب پر لازم ہوگی۔ [5](عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، درمختار و شامی ص ۵۱۸ جلد ۵، تبیین ص ۱۴۱ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۴۳ ج ۸، فتح القدیر ص ۳۲۹ ج ۸)

مسئلہ ۳۲۴: کسی نے غیر کی باندی سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی پھر زانی اور اس کی بیوی نے کوئی تدبیر کر کے حمل گرا دیا اس سے باندی مرگئی تو باندی کی قیمت، اور اگر حمل مردہ ساقط ہوا تھا تو غرہ اور اگر ساقط ہو کر مرا تو اس کی پوری قیمت واجب ہوگی اور اگر مضغہ تھا تو کچھ نہیں۔ [6](بحرالرائق ص ۳۲۲ جلد ۸)

مسئلہ ۳۲۵: ضرب واقع ہونے کے بعد باندی کے مالک نے باندی کو بیچ دیا اس کے بعد اسقاط ہوا تو غرہ بیچنے والے کو ملے گا اور اگر بچہ کا باپ ضرب کے وقت غلام تھا پھر آزاد ہوگیا اس کے بعد حمل ساقط ہوا تو باپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ [7](عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

---

1 ...... یعنی مارنے والے۔

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵.

و "فتح القدیر"، کتاب الدّیات، فصل فی الجنین، ج ۹، ص ۲۳۷.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۰.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... تکملة "البحرالرائق"، کتاب الدیات، فصل فی الجنین، ج ۹، ص ۱۰۳.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵.

مسئلہ ۳۲۶: مولیٰ نے باندی کے حمل کو آزاد کر دیا اس کے بعد کسی شخص نے باندی کے پیٹ پر ضرب لگائی کہ مردہ حمل ساقط ہوا اور اس بچے کا باپ آزاد تھا تو ضارب پر غرہ لازم ہے اور غرہ باپ کو ملے گا۔[1] (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

مسئلہ ۳۲۷: حمل کے والدین میں سے جو ضرب سے پہلے آزاد ہو چکا ہوگا وہ حمل کے معاوضہ کا حق دار ہوگا، مولیٰ نہیں ہوگا۔[2] (عالمگیری ص ۳۵، جلد ۶)

مسئلہ ۳۲۸: کسی نے حاملہ باندی خریدی اور قبضہ نہیں کیا تھا کہ اس کے حمل کو آزاد کر دیا۔ پھر کسی نے اس کے پیٹ پر ضرب لگائی جس سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ باندی کو پوری قیمت میں لے لے اور ضارب سے آزاد بچہ کا ارش وصول کرے اور اگر چاہے تو باندی کی بیع کو فسخ کر دے اور بچے کے حصہ کی قیمت اس پر لازم ہوگی۔[3] (عالمگیری ص ۳۶ جلد ۶، بحر الرائق ص ۳۴۲ ج ۶)

مسئلہ ۳۲۹: کسی نے اپنی باندی سے کہا جو کسی اور سے حاملہ تھی، کہ تیرے پیٹ میں جو دو بچے ہیں ان میں سے ایک آزاد ہے اور یہ کہہ کر مولیٰ مر گیا۔ پھر کسی نے اس حاملہ کو ایسی ضرب لگائی جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی مردہ پیدا ہوئے تو ضرب لگانے والے پر لڑکے کا نصف غرہ اور اس کو غلام مان کر اس کی قیمت کا چالیسواں حصہ اور لڑکی کا نصف غرہ اور اس کو باندی مان کر جو قیمت ہوگی اس کا بیسواں حصہ لازم ہوگا۔[4] (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶)

مسئلہ ۳۳۰: کسی حاملہ عورت نے اپنے پیٹ پر ضرب لگا کر یا دوا پی کر، یا کوئی اور تدبیر کر کے عمداً اپنے حمل کو ساقط کر دیا تو اگر بغیر اجازت شوہر ایسا کیا تو اس عورت کے عاقلہ پر غرہ لازم ہوگا اور اگر عاقلہ نہ ہوں تو اس کے مال سے غرہ ایک سال میں ادا کیا جائے گا۔ اور اگر شوہر کی اجازت سے ایسا کیا ہے تو کچھ لازم نہیں ہے۔ اسی طرح اس نے اگر کوئی دوا پی جس سے اسقاط مقصود نہ تھا مگر اسقاط ہو گیا تو بھی کچھ لازم نہ ہوگا۔[5] (عالمگیری ص ۳۵ جلد ۶، شامی ص ۵۱۹ جلد ۵، تبیین ص ۱۴۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۴۳ جلد ۸، قاضی خان ص ۳۹۲ جلد ۴)

مسئلہ ۳۳۱: اگر شوہر نے بیوی کو اسقاط کی اجازت دی اور بیوی نے کسی دوسری عورت سے اسقاط کرا لیا تو یہ دوسری عورت بھی ضامن نہیں ہوگی۔[6] (شامی و در مختار ص ۵۲۰ ج ۵)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب العاشر في الجنين، ج ٦، ص ٣٥.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق، ص ٣٦. 4 ...... المرجع السابق، ص ٣٥.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب العاشر في الجنين، ج ٦، ص ٣٥.
و "تبيين الحقائق"، كتاب الديات، فصل في الجنين، ج ٧، ص ٢٩٧،

6 ...... "الدر المختار" و "رد المحتار"، كتاب الديات، فصل في الجنين، ج ١٠، ص ٢٦٢، ٢٦٣.

مسئلہ ۳۳۲: اُمّ ولد نے خود اپنا حمل ساقط کر لیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔[1] (درمختار و شامی ص ۵۲۰ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۴۳ ج ۸)

مسئلہ ۳۳۳: کسی حاملہ نے عمداً اسقاط کی دوا پی اس سے زندہ بچہ پیدا ہو کر مرگیا، تو اس کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور اس پر کفارہ لازم ہے اور وہ وارث نہیں ہوگی اور اگر مردہ بچہ ساقط ہوا تو اس کے عاقلہ پر غرہ ہے اور اس پر کفارہ ہے اور یہ محروم الارث ہے[2]۔ اور اگر مضغہ ساقط ہوا تو استغفار و توبہ کرے۔[3] (بحرالرائق ص ۳۴۴، جلد ۸)

مسئلہ ۳۳۴: خلع کرنے والی حاملہ نے عدت ختم کرنے کے لیے اسقاط حمل کر لیا تو اس پر شوہر کے لیے غرہ واجب ہے۔[4] (بحرالرائق ص ۳۴۴ ج ۸، عالمگیری ص ۳۶ جلد ۶)

مسئلہ ۳۳۵: اگر کسی نے کسی کے جانور کا حمل گرا دیا تو اگر مردہ بچہ پیدا ہوا ہے اور اس سے ماں کی قیمت میں نقصان آ گیا تو یہ شخص اس نقصان کا ضامن ہوگا۔ اگر قیمت میں نقصان نہیں آیا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر زندہ بچہ پیدا ہو کر مرگیا تو مارنے والے کے مال میں سے بچے کی قیمت نقد ادا کی جائے گی۔[5] (درمختار و شامی ص ۵۲۰ جلد ۵، مبسوط ص ۸۷، جلد ۲۶)

مسئلہ ۳۳۶: جنین کے اِتلاف میں کفارہ نہیں ہے اور جس حمل میں بعض اعضا بن چکے ہوں اس کا حکم تام الخلقت کی طرح ہے۔[6] (بحرالرائق ص ۳۴۳، جلد ۸، فتح القدیر ص ۳۲۹، جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۱، جلد ۶)

مسئلہ ۳۳۷: اگر ایسے مضغہ کا اسقاط کیا جس میں اعضا نہیں بنے تھے اور معتبر دائیوں نے یہ شہادت دی کہ یہ مضغہ بچہ بننے کے قابل ہے اگر باقی رہتا تو انسانی صورت اختیار کر لیتا تو اس میں حکومتِ عدل ہے۔[7] (شامی ص ۵۱۹، جلد ۵)

بچوں سے متعلق جنایات کے احکام

مسئلہ ۳۳۸: کسی شخص نے کسی آزاد بچے کو اغوا کر لیا اور بچہ اس کے پاس سے غائب ہو گیا تو اس اغوا کرنے والے

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الدّیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۳.

2 ...... یعنی وراثت سے محروم ہے۔

3 ...... تکملة "البحرالرائق"، کتاب الدّیات، فصل فی الجنین، ج ۹، ص ۱۰۵.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج ۶، ص ۳۵، ۳۶.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۴.

6 ...... تکملة "البحرالرائق"، کتاب الدّیات، فصل فی الجنین، ج ۹، ص ۱۰۴، ۱۰۵.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، فصل فی الجنین، ج ۱۰، ص ۲۶۲.

کو قید کیا جائے گا تاوقتیکہ بچہ واپس آجائے یا اس کی موت کا علم ہو جائے۔ [1] (قاضی خان ص ۳۹۳ ج ۴، درمختار ص ۵۴۷ ج ۵، طحطاوی علی الدر ص ۳۰۳ جلد ۴)

مسئلہ ۳۳۹: کسی نے کسی آزاد بچہ کو اغوا کیا اور وہ بچہ اس کے پاس اچانک یا کسی بیماری سے مرگیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔ اور اگر کسی سبب سے مثلاً سخت سردی یا بجلی گرنے، پانی میں ڈوبنے، چھت سے گرنے یا سانپ کے کاٹنے سے مرگیا تو اغوا کرنے والے کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی [2]۔ (شامی و درمختار ۵۴۷ ج ۵، فتح القدیر ص ۳۸۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۶۷ جلد ۶، بحرالرائق ص ۳۹۰ جلد ۸، مبسوط ص ۱۸۶ جلد ۲۶، عالمگیری ص ۳۴ جلد ۶) اور اگر بچہ نے غاصب کے پاس خودکشی کرلی یا کسی کو قتل کردیا تو غاصب پر ضمان نہیں ہے۔ [3] (مبسوط ص ۱۸۶ جلد ۲۶، عالمگیری ص ۳۴ جلد ۶)

مسئلہ ۳۴۰: اسی طرح اگر آزاد کو اغوا کر کے پابہ زنجیر کردیا [4] اور وہ مذکورہ بالا اسباب میں سے کسی سبب سے مرگیا تو بھی اغوا کرنے والے کے عاقلہ پر دیت ہے اور اگر اس کو پابہ زنجیر نہیں کیا تھا اور وہ ان اسباب مذکورہ سے خود کو بچا سکتا تھا مگر اس نے بچنے کی کوشش نہیں کی اور مرگیا تو اغوا کرنے والے پر نفس کا ضمان نہیں ہے۔ [5] (عنایہ ص ۳۸۲ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۵۴۷ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۹۰ جلد ۸)

مسئلہ ۳۴۱: ختنہ کرنے والے سے کہا کہ بچے کی ختنہ کردے۔ غلطی سے بچہ کا حشفہ کٹ گیا اور بچہ مرگیا تو ختنہ کرنے والے کے عاقلہ پر نصف دیت ہوگی اور اگر زندہ رہا تو پوری دیت لازم ہوگی۔ [6] (درمختار و شامی ص ۵۴۸ جلد ۵، عالمگیری ص ۳۴ جلد ۶، طحطاوی علی الدر ص ۳۰۳ جلد ۴، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۷ جلد ۳)

مسئلہ ۳۴۲: کسی نے بچے کو جانور پر سوار کر کے کہا کہ اس کو روکے رہنا اور بچہ نے جانور کو چلایا نہیں لیکن گر کر مرگیا تو اس سوار کرنے والے کے عاقلہ پر بچہ کی دیت لازم ہوگی۔ [7] (درمختار و شامی ص ۵۴۸ ج ۵، طحطاوی علی الدر ص ۳۰۴ جلد ۴، عالمگیری ص ۳۳ جلد ۶، مبسوط ص ۱۸۶ جلد ۲۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ جلد ۳)

---

(1)...."الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی إتلاف الجنین...إلخ، ج ۲، ص ۳۹۳.

(2)...."الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، فصل فی غصب القن، ج ۱۰، ص ۳۱٤.

(3)...."الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة...إلخ، ج ٦، ص ۳٤.

(4)....یعنی پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔

(5)...."الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، فصل فی غصب القن وغیرہ، ج ۱۰، ص ۳۱٤.

(6)...."الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة...إلخ، ج ٦، ص ۳٤.

(7)....المرجع السابق، ص ۳۳.

مسئلہ ۳۴۳: کسی نے بچہ کو جانور پر سوار کر کے کہا کہ اس کو میرے لیے روکے رہو۔ اس بچہ نے جانور کو چلایا اور اس جانور نے کسی شخص کو کچل کر ہلاک کر دیا تو بچہ کے عاقلہ پر اس مرنے والے کی دیت لازم ہوگی اور سوار کرنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر بچہ اتنا خوردسال[1] ہے کہ جانور پر سواری نہیں کرسکتا ہے تو اس صورت میں مرنے والے کی دیت کسی پر لازم نہیں ہوگی۔[2] (درمختار وشامی ص ۵۴۸ ج ۵، عالمگیری ص ۳۳ ج ۶ طحطاوی علی الدر ص ۳۰۴ ج ۴، مبسوط ص ۱۸۶ ج ۲۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳)

مسئلہ ۳۴۴: کسی نے بچہ کو جانور پر سوار کر دیا اور اس سے کہا کہ اس کو روکے رہو۔ بچہ نے جانور کو چلا دیا اور گر کر مر گیا تو سوار کرنے والے کے عاقلہ پر بچہ کی دیت نہیں ہے۔[3] (شامی ص ۵۴۸ جلد ۵، طحطاوی علی الدر ص ۳۰۴ جلد ۴، عالمگیری ص ۳۳ جلد ۶، مبسوط ص ۱۸۷ جلد ۲۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ جلد ۳)

مسئلہ ۳۴۵: بچہ کسی دیوار یا پیڑ پر چڑھا ہوا تھا، نیچے سے کسی نے چیخ کر کہا گر مت جانا جس سے بچہ گر کر مر گیا تو چیخنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے کہا کہ کود جا اور بچہ کودا اور مر گیا تو اس کہنے والے پر بچہ کی دیت ہے۔[4] (عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۴، ج ۳)

مسئلہ ۳۴۶: اگر کسی نے اتنے چھوٹے بچے کو جانور پر اپنے ساتھ سوار کر لیا جو تنہا جانور پر سوار نہیں ہو سکتا اور چلا بھی نہیں سکتا، اس جانور نے کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو مرنے والے کی دیت صرف اس سوار کے عاقلہ پر ہوگی اور سوار پر کفارہ بھی ہے۔ بچہ کے عاقلہ پر کچھ نہیں ہے اور اگر بچہ سواری کو چلا سکتا ہے تو دونوں کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی۔[5] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۴۷، ج ۳، عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، مبسوط ص ۱۸۷، ج ۲۶)

مسئلہ ۳۴۷: باپ اپنے بچہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا اس بچہ کو کسی شخص نے کھینچا اور باپ اس بچہ کا ہاتھ پکڑے رہا اور اس شخص کے کھینچنے کی وجہ سے بچہ مر گیا تو اس بچہ کی دیت کھینچنے والے پر ہے اور باپ بچہ کا وارث ہوگا اور اگر دونوں نے کھینچا اور بچہ مر گیا تو دونوں پر دیت لازم ہوگی اور باپ وارث نہیں ہوگا۔[6] (عالمگیری ص ۳۳، ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۴۵، ج ۳)

---

1 ...... یعنی اتنا کم سن۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب التاسع في الامر بالجناية... إلخ، ج٦، ص٣٣.

و "ردالمحتار"، كتاب الدّيات، فصل في غصب القن، ج١٠، ص٣١٦.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب التاسع في الامر بالجناية... إلخ، ج٦، ص٣٣.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب التاسع في الامر بالجناية... إلخ، ج٦، ص٣٣.

6 ...... المرجع السابق، ص٣٣.

مسئلہ ۳۴۸: اتنا چھوٹا بچہ جو اپنے نفس کی حفاظت کرسکتا ہے اگر پانی میں ڈوب کر یا چھت سے گر کر مرجائے تو ماں باپ پر کچھ نہیں ہے اور اگر اپنے نفس کی حفاظت نہیں کرسکتا تھا تو جس کی نگرانی میں تھا اس پر توبہ واستغفار لازم ہے اور اگر اس کی گود سے گر کر مرگیا تو کفارہ بھی لازم ہے۔ [1] (عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳، شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

مسئلہ ۳۴۹: ماں شیر خوار بچہ کو باپ کے پاس چھوڑ کر چلی گئی اور بچہ دوسری عورتوں کا دودھ پی لیتا تھا۔ لیکن باپ نے کسی دودھ پلانے والی کا انتظام نہ کیا اور بچہ بھوک سے مرگیا تو باپ پر کفارہ اور توبہ لازم ہے اور اگر بچہ دوسری عورت کا دودھ قبول نہیں کرتا تھا اور ماں یہ بات جانتی تھی تو گناہ ماں پر ہے ماں توبہ کرے اور کفارہ بھی دے۔ [2] (عالمگیری از محیط ص ۳۳ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۴۷، جلد ۳)

مسئلہ ۳۵۰: چھ سال کی بچی کو بخار تھا اور آگ کے پاس بیٹھی تاپ رہی تھی۔ باپ گھر میں نہ تھا ماں اسی حالت میں بچی کو چھوڑ کر کہیں چلی گئی اور بچی جل کر مرگئی تو ماں پر دیت نہیں ہے لیکن توبہ واستغفار کرے اور مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی دے۔ [3] (عالمگیری از ظہیریہ ص ۳۳، ج ۶)

مسئلہ ۳۵۱: کسی نے کسی بچہ سے کہا کہ درخت پر چڑھ کر میرے پھل توڑ دے بچہ درخت سے گر کر مرگیا تو چڑھانے والے کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اسی طرح کوئی چیز اٹھانے کو کہا یا لکڑی توڑنے کو کہا اور بچہ اس چیز کو اٹھانے سے یا پیڑ سے گر کر مرگیا تو اس حکم دینے والے کے عاقلہ پر بچہ کی دیت لازم ہوگی۔ [4] (عالمگیری ص ۳۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۵ ج ۳)

مسئلہ ۳۵۲: کسی نے بچہ کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کردے بچہ نے قتل کردیا تو بچہ کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی پھر وہ عاقلہ اس دیت کو حکم دینے والے کے عاقلہ سے وصول کریں گے۔ [5] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۴۴ ج ۳، عالمگیری از خزانۃ المفتین ص ۳۰ ج ۶، مبسوط ص ۱۸۵ ج ۲۶)

مسئلہ ۳۵۳: کسی بچہ نے دوسرے بچہ کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کردے اور اس نے قتل کردیا تو قتل کرنے والے کے عاقلہ پر دیت لازم ہے اور یہ دیت حکم دینے والے کے عاقلہ سے وصول نہیں کریں گے۔ [6] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۵ ج ۳، عالمگیری ص ۳۰ جلد ۶، مبسوط ص ۱۸۵ ج ۲۶)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... إلخ، ج ٦، ص ٣٣.

2 ...... المرجع السابق.　3 ...... المرجع السابق.　4 ...... المرجع السابق، ص ٣٢، ٣٣.

5 ...... المرجع السابق، ص ٣٠.　6 ...... المرجع السابق، ص ٣٠.

مسئلہ ۳۵۴: بچے نے کسی بالغ کو حکم دیا کہ فلاں کو قتل کردے اور اس نے قتل کر دیا، تو حکم دینے والا بچہ ضامن نہیں ہوگا۔ (قاضی خان علی الہندیہ ۴۴۵ ج ۳) اسی طرح بالغ نے اگر کسی دوسرے بالغ کو حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا تو قاتل پر ضمان ہے حکم دینے والے پر نہیں۔[1] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۴۵ جلد ۳، عالمگیری ص ۳۰ جلد ۶)

مسئلہ ۳۵۵: کسی شخص نے بچہ کو حکم دیا کہ فلاں شخص کا کھانا کھالے یا مال جلادے یا اس کے جانور کو ہلاک کردے تو اس مال کا ضمان اس بچے کے مال میں لازم ہے اور بچے کے اولیاء اس ضمان کو ادا کرنے کے بعد حکم دینے والے سے وصول کریں۔[2] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۴۵ ج ۳، عالمگیری ص ۳۰ ج ۶) اور اگر بچے نے بالغ کو ان کاموں کا حکم دیا اور اس نے عمل کر لیا تو بچے پر ضمان نہیں ہے۔[3] (عالمگیری ص ۳۰ ج ۶)

مسئلہ ۳۵۶: اگر کسی نابالغ نے نابالغہ سے زنا کیا اور اس کی بکارت زائل کردی تو اس پر مہر مثل لازم آئے گا اور اگر بالغہ کی بکارت زبردستی زنا کرکے نابالغ نے زائل کردی تو بھی اس پر مہر مثل لازم آئے گا اور اگر بالغہ سے نابالغ نے برضا زنا کیا تھا تو مہر لازم نہیں ہے۔[4] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۴۶، ج ۳)

مسئلہ ۳۵۷: بچے تیر اندازی کا کھیل کھیل رہے تھے کسی نو برس تک کے بچے کا تیر کسی شخص کی آنکھ میں لگ گیا جس سے وہ شخص کانا ہو گیا تو اس کی آنکھ کا تاوان بچہ کے مال سے ادا کیا جائے گا اس کے باپ پر کچھ نہیں ہے اور اگر بچے کے پاس مال نہیں ہے تو جب مال ملے گا اس وقت تاوان ادا کردے گا مگر شرط یہ ہے کہ یہ بات شہادت سے ثابت ہو کہ اسی بچے کا تیر اس شخص کی آنکھ میں لگا ہے صرف بچے کا اقرار یا اس کے تیر کا پایا جانا تاوان کے لیے کافی نہیں ہے۔[5] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۴۷، ج ۳)

مسئلہ ۳۵۸: کسی نے اپنے کسی کام کے لیے کسی کے بچے کو ولی کی اجازت کے بغیر کہیں بھیجا۔ راستے میں بچہ دوسرے بچوں کے ساتھ چھت پر چڑھ گیا اور چھت پر سے گر کر مر گیا تو بھیجنے والے پر ضمان لازم ہوگا۔[6] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳)

مسئلہ ۳۵۹: کسی نے بچے کو اغواء کرکے قتل کر دیا یا اس کے پاس درندہ نے پھاڑ کھایا یا دیوار سے گر کر مر گیا تو غاصب ضامن ہوگا۔[7] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۷ ج ۳، عالمگیری ص ۳۴ ج ۶، مبسوط ص ۱۸۶ ج ۲۶)

---

1 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، فصل فى القتل الذى يوجب الدّية، ج ۲، ص ۳۹۲.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، فصل فى إتلاف الجنين، ج ۲، ص ۳۹۳.

6 ...... المرجع السابق، ص ۳۹۳. 7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۶۰: کسی غلام نے آزاد بچے کو سواری پر سوار کر دیا بچہ سواری سے گر کر مر گیا تو اس بچہ کی دیت غلام پر ہے۔ مولیٰ غلام ہی کو اس کی دیت میں دے دے یا فدیہ دے دے اور اگر سواری پر غلام بھی سوار ہوا اور سواری کو چلایا، سواری نے کسی کو کچل دیا اور وہ مر گیا تو نصف دیت بچے کے عاقلہ پر ہے اور نصف غلام پر۔[1] (عالمگیری ص ۳۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۸ ج ۳، مبسوط ص ۱۸۷ ج ۲۶)

مسئلہ ۳۶۱: کسی آزاد شخص نے ایسے نابالغ غلام بچے کو سواری پر سوار کر دیا جو سواری پر ٹھہر سکتا ہے اور اس کو چلا بھی سکتا ہے پھر اس کو حکم دیا کہ وہ جانور کو چلائے اس نے کسی آدمی کو کچل کر مار دیا تو اس کا تاوان غلام بچہ پر ہے اس کی دیت میں مولیٰ یا تو غلام کو دے دے یا اس کا فدیہ دے دے پھر وہ مولیٰ حکم دینے والے سے یہ رقم وصول کرے۔[2] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۴۸ جلد ۳، مبسوط ص ۱۸۸ ج ۲۶)

مسئلہ ۳۶۲: کسی عبد ماذون نے کسی بچے کو حکم دیا کہ فلاں کے کپڑے پھاڑ دے یا بچہ کو اپنے کام کے لیے بھیجا اور بچہ ہلاک ہو گیا تو حکم دینے والا ضامن ہوگا۔[3] (عالمگیری ص ۳۱ ج ۶)

مسئلہ ۳۶۳: کسی بچے کے پاس غلام کو ودیعت رکھا اور اس بچے نے غلام کو قتل کر دیا تو بچے کے عاقلہ پر غلام کی قیمت ہے۔[4] (تبیین الحقائق ص ۱۶۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۰ ج ۸، عالمگیری ص ۳۴ ج ۶، شامی ص ۵۴۸ ج ۵) اور اگر مادون النفس میں جنایت کی ہے تو اس کا ارش بچہ کے مال سے ادا کیا جائے گا۔[5] (شامی و در مختار ص ۵۴۸، ج ۵)

مسئلہ ۳۶۴: اگر کسی بچہ کے پاس کھانا بلا اجازتِ ولی امانت رکھا گیا اور بچہ نے اس کو کھا لیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔[6] (تبیین الحقائق ص ۱۶۸، ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۰ ج ۸، عالمگیری ص ۳۴ ج ۶، شامی و در مختار ص ۵۶۸ ج ۵) اور اگر ولی کی اجازت سے رکھا تھا تو ضامن ہوگا جب کہ بچہ عاقل ہو ورنہ نہیں ہوگا۔[7] (ہدایہ و عنایہ ص ۳۸۳، ج ۸)

---

1 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، فصل في إتلاف الجنين، ج ۲، ص ۳۹۳، ۳۹۴.

2 ...... المرجع السابق، ص ۳۹۴.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب التاسع في الامر بالجناية... إلخ، ج ٦، ص ۳۰، ۳۱.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الديات، فصل في غصب القن وغيره، ج ۱۰، ص ۳۱٦.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب التاسع في الامر بالجناية... إلخ، ج ٦، ص ۳٤.

7 ...... "العناية" و"فتح القدير"، كتاب الديات، باب غصب العبد... إلخ، ج ۹، ص ۳۰۲.

مسئلہ ۳۶۵: ماں یا باپ یا وصی نے بچے کو تعلیم قرآن کے لیے معتاد طریقے سے مارا جس سے بچہ مرگیا تو ان پر ضمان نہیں ہے اور یہی حکم معلم کا بھی ہے جب کہ اس نے ان کی اجازت سے مارا ہو اور اگر انھوں نے غیر معتاد طریقے سے مارا اور بچہ مرگیا تو یہ لوگ ضامن ہوں گے۔[1] (درمختار و شامی ص ۴۹۸ ج ۵)

مسئلہ ۳۶۶: باپ یا وصی نے بچہ کو تادیباً مارا اور بچہ مرگیا تو ان پر ضمان نہیں ہے جب کہ معتاد طریقے پر مارا ہو[2] اور اگر غیر معتاد طریقے سے مارا تو ضمان ہے۔[3] (درمختار و شامی ص ۴۹۸، ج ۵)

مسئلہ ۳۶۷: ماں نے اگر اپنے بچہ کو تادیباً[4] مارا اور بچہ مرگیا تو بہر حال ماں ضامن ہوگی۔[5] (درمختار و شامی ص ۴۹۸، ج ۵)

مسئلہ ۳۶۸: کسی نے بچے کو ہتھیار دیئے، بچہ اس کو اٹھانے سے تھک گیا اور ہتھیار اس کے ہاتھ سے اس پر گرا اور بچہ مرگیا تو اسلحہ دینے والے کے عاقلہ پر دیت واجب ہوگی اور اگر بچہ نے اس اسلحہ سے خودکشی کرلی یا کسی دوسرے کو قتل کر دیا تو دینے والے پر ضمان نہیں ہے۔[6] (عالمگیری ص ۳۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۴ ج ۳، مبسوط ص ۸۵ ج ۲۶)

مسئلہ ۳۶۹: کسی آزاد بچے کو ایسے غلام بچے نے جو مجبور تھا حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کردے اور اس نے قتل کر دیا تو قاتل بچہ ضامن ہوگا اور حکم دینے والے غلام بچے سے اس کا تاوان اس کے آزاد ہونے کے بعد بھی واپس نہیں لے سکے گا۔[7] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۵ ج ۳)

مسئلہ ۳۷۰: اور اگر بالغہ باندی نے نابالغ کو دعوت زنا دی اور اس نے زنا کر کے اس کی بکارت زائل کر دی تو بچہ پر اس کا مہر لازم ہے۔[8] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۶ ج ۳)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود... إلخ، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۰.

2 ...... یعنی جیسا کہ عام طور پر مارا جاتا ہے۔

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الجنایات، باب القود... إلخ، فصل فی الفعلین، ج ۱۰، ص ۲۲۰.

4 ...... یعنی ادب سکھانے کے لیے۔

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب القود... إلخ، فصل فی الفعلین، مطلب: الصحیح... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۲۰.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... إلخ، ج ۶، ص ۳۲.

7 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی القتل الذی یوجب الدیة، ج ۲، ص ۳۹۲.

8 ...... المرجع السابق.

دیوار وغیرہ گرنے سے حادثات کا بیان

مسئلہ ۳۷۱: یہ جاننا ضروری ہے کہ ایسی دیوار جو سلامی میں ہو یعنی ٹیڑھی ہو، اگر بناتے وقت اس کے بنانے والے نے ٹیڑھی بنائی پھر وہ کسی انسان پر گر گئی اور وہ مر گیا یا کسی کے مال پر گر پڑی اور وہ مال تلف ہو گیا تو دیوار کے مالک کو ضمان دینا ہو گا خواہ اس دیوار کو گرانے کا مطالبہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، اور اگر اس دیوار کو سیدھا بنایا تھا مگر بعد میں ٹیڑھی ہو گئی مرورِ زمانہ کی وجہ سے [1] پھر کسی انسان پر گر پڑی یا مال پر گر پڑی اور اس کو تلف کر گئی تو کیا دیوار کے مالک پر ضمان ہے؟ ہمارے علمائے ثلاثہ کے نزدیک اگر مطالبۂ نقض سے پہلے [2] گری ہے تو اس کا ضمان نہیں ہے، اور مطالبۂ نقض سے اتنے بعد گری ہے جس میں اس کا گرانا ممکن تھا، مگر اس نے اس کو نہیں گرایا تو قیاس چاہتا ہے کہ ضمان نہ ہو۔ مگر استحسانًا ضامن ہو گا۔ هكذا في الذخيرة۔

پھر جو جان تلف ہوئی اس کی دیت صاحب دیوار کے عاقلہ پر ہے۔ اور جو مال تلف ہوا اس کا ضمان دیوار کے مالک پر ہے۔ [3] (عالمگیری ص ۳۶ ج ۶، مبسوط ص ۹ ج ۲۷، تبیین الحقائق ص ۱۴۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۶ ج ۵، مجمع الانہر ص ۶۵۷ ج ۲، فتح القدیر و عنایہ ص ۳۴۱ ج ۸، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۳۷۲: تقدم کی تفسیر یہ ہے کہ صاحب حق دیوار کے مالک سے کہے کہ تیری دیوار خطرناک ہے یا کہے کہ سلامی میں ہے یعنی ٹیڑھی ہے، تو اس کو گرا دے تاکہ کسی پر گر نہ پڑے اور اس کو تلف نہ کر دے اور اگر یہ کہا کہ تجھ کو چاہیے کہ تو اس کو گرا دے، تو یہ مشورہ ہو گا مطالبہ نہ ہو گا۔ بحوالہ قاضی خان۔ تقدم میں مطالبہ شرط ہے اِشہاد شرط نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کے گرانے کا مطالبہ کیا بغیر اِشہاد کے اور مالک دیوار نے امکان کے باوجود دیوار نہیں گرائی یہاں تک کہ وہ خود گر گئی اور اس سے کوئی چیز تلف ہو گئی اور وہ تلف کا اقرار کرتا ہے تو ضمان دے گا۔ گواہ بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر مالکِ دیوار انکارِ طلب کرے تو گواہوں کے ذریعے سے طلب کو ثابت کیا جا سکے۔ [4] (عالمگیری از کافی ص ۳۶ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۵۶ ج ۲، بحرالرائق ص ۳۸۴ ج ۸، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳۵۴ ج ۳، مبسوط ص ۹ ج ۲۷، شامی ص ۵۲۶ ج ۵، تبیین ص ۱۴۷ ج ۶)

مسئلہ ۳۷۳: دیوار کے متعلق دیوار گرانے کا مطالبہ کرنا دیوار کے مالک سے یہی ملبہ ہٹانے کا مطالبہ ہے یہاں تک کہ اگر تقدم کے بعد دیوار گر پڑے اور اس کے ملبے سے ٹکرا کر کوئی مر جائے تو دیوار کے مالک پر اس کی دیت لازم ہو گی۔ [5] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۳۶ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۷ ج ۶، عنایہ فتح القدیر ص ۳۴۱ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۸ ج ۵ بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۲۶۴ ج ۳)

---

1 ...... یعنی طویل وقت گزرنے کی وجہ سے۔

2 ...... یعنی گرانے کا مطالبہ کرنے سے پہلے۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط... إلخ، ج٦، ص٣٦.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۷۴: مکان کی زیریں منزل [1] ایک شخص کی ہے اور بالائی دوسرے کی اور پورا مکان گراؤ ہے اور دونوں سے گرانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پھر بالائی حصہ گرا اور اس سے کوئی آدمی ہلاک ہوگیا تو اس کا ضمان بالائی حصہ کے مالک پر ہے۔ [2] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۶۷ ج ۳)

مسئلہ ۳۷۵: مالکِ دیوار سے گراؤ دیوار [3] کے اِنہدام کا مطالبہ [4] کیا گیا اس نے نہیں گرائی اور مکان بیچ دیا تو مشتری ضامن نہیں ہوگا۔ ہاں اگر خریدنے کے بعد اس سے مطالبۂ نقض کر لیا گیا تھا اور اس پر گواہ بنا لیے گئے تھے تو یہ ضامن ہوگا۔ [5] (عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۵ ج ۸، ہدایہ فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

مسئلہ ۳۷۶: لقیط (لاوارث، ملا ہوا بچہ) کی گراؤ دیوار کے اِنہدام کا مطالبہ کیا گیا تھا اور اس نے نہیں گرائی تھی پھر وہ دیوار گری جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کی دیت بیت المال دے گا۔ اسی طرح وہ کافر جو مسلمان ہوگیا تھا۔ اس نے کسی سے عقد موالاۃ نہیں کیا تھا۔ اس کی دیوار کے گرنے سے ہلاک ہونے والے کی دیت بھی بیت المال ہی دے گا۔ [6] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۶۶ ج ۳، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۳۷۷: کسی کی گراؤ دیوار مطالبۂ انہدام سے پہلے گر پڑی پھر اس سے راستہ پر سے ملبہ ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس نے نہ اٹھایا یہاں تک کہ اس سے ٹکرا کر کوئی آدمی یا جانور ہلاک ہوگیا تو یہ ضامن ہوگا۔ [7] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۶۷ ج ۳، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۳۷۸: مطالبۂ نقض کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ یہ اس سے کیا جائے جس کو گرانے کا حق حاصل ہے یہاں تک اگر کرایہ دار یا عاریت کے طور پر اس میں رہنے والے سے مطالبہ کیا اور اس نے دیوار کو نہیں گرایا، حتیٰ کہ وہ دیوار کسی انسان پر گر پڑی تو اس صورت میں کسی پر ضمان نہیں ہے۔ [8] (ہندیہ از ذخیرہ ص ۳۷ ج ۶ بحرالرائق ص ۳۵۳ ج ۸، درمختار ص ۵۲۷ ج ۵، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۴ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

---

1 ...... نچلی منزل۔

2 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی جنایة الحائط، ج ۲، ص ۴۰۶.

3 ...... جھکی ہوئی دیوار، گرنے والی دیوار۔ 4 ...... گرانے کا مطالبہ۔

5 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۷.

6 ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی جنایة الحائط، ج ۲، ص ۴۰۵.

7 ...... المرجع السابق، ص ۴۰۶.

8 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۳۷.

و "تبیین الحقائق" کتاب الدّیات، باب مایحدثه الرجل فی الطریق، ج ۷، ص ۳۰۸.

مسئلہ ۳۷۹: دیوار گرنے کے وقت تک اس شخص کا مالک رہنا بھی شرط ہے جس پر مطالبہ کے وقت گواہ بنائے گئے تھے۔ یہاں تک کہ اگر اس کی ملک سے وہ دیوار بیع کے ذریعہ خارج ہوگئی اور دوسرے کی ملک میں آنے کے بعد گر پڑی تو اس پر کچھ نہیں ہے۔[1] (تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، درمختار ص ۵۲۷ ج ۵، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

مسئلہ ۳۸۰: دیوار کے گراؤ ہونے سے قبل اشہاد صحیح نہیں ہے، چونکہ تعدی معدوم ہے۔[2] (عالمگیری از خزانۃ المفتین ص ۳۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶)

مسئلہ ۳۸۱: اگر گراؤ دیوار کے مالک سے اس کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا۔ درآں حالیکہ وہ عاقل بالغ مسلمان تھا اور اس مطالبہ و نقض پر گواہ بھی بنا لیے گئے۔ پھر اس مالک دیوار کو طویل المیعاد شدید قسم کا جنون ہوگیا۔ یا معاذ اللہ وہ مرتد ہوگیا اور دار الحرب میں چلا گیا اور قاضی نے اس کے دار الحرب میں چلے جانے کی تصدیق کر دی اور پھر وہ مسلمان ہو کر واپس آ گیا اور وہ گھر جس کی دیوار گراؤ تھی اس کو واپس مل گیا اس کے بعد وہ گراؤ دیوار کسی انسان پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو اس کا خون ہدر ہے یعنی اس کا ضمان کسی پر نہیں ہے۔ اسی طرح جنون سے صحت کے بعد کی صورت کا حکم ہے۔ ہاں اگر مرتد کے مسلمان ہونے یا مجنون کے افاقہ کے بعد ان پر اشہاد کر لیا ہے تو یہ ضامن ہوں گے۔[3] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۴ ج ۳، عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۳۸۲: اسی طرح اگر گھر کو بیچ دیا، بعد اس کے کہ اس سے گراؤ دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا جا چکا تھا اور اس پر گواہ بھی قائم کر لیے گئے تھے۔ پھر وہ مکان کسی عیب کی وجہ سے قضائے قاضی یا بلا قضائے قاضی سے اس کی ملک میں لوٹ آیا یا خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے جو مشتری[4] کو تھا پھر وہ دیوار گر پڑی اور کوئی چیز تلف ہوگئی[5] تو مالک دیوار پر ضمان نہیں ہے۔ ہاں اگر رد کے بعد دوبارہ اس سے دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس پر گواہ بھی پیش کیے گئے تو ضامن ہوگا۔ یا بائع کو اختیار تھا اور اس نے بیع کو فسخ کر دیا اور اس کے بعد دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز تلف ہوگئی تو بائع ضامن ہوگا۔[6] (عالمگیری از ظہیریہ ص ۳۷ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۴ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، شامی ص ۵۲۸ ج ۵)

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط...إلخ، ج ٦، ص ٣٧.

2 ......المرجع السابق.　3 ......المرجع السابق.

4 ......خریدار۔　5 ......ضائع ہوگئی۔

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط...إلخ، ج ٦، ص ٣٧.

مسئلہ ۳۸۳: اگر بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا اور بیع کو واجب کر دیا تو اشہاد باطل ہو جائے گا۔ چونکہ اس نے دیوار کو اپنی ملک سے نکال دیا۔[1] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۶۴ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۵ ج ۸، عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۷، ج ۵)

مسئلہ ۳۸۴: کسی دیوار کا بعض حصہ گراؤ اور بعض صحیح تھا۔ صحیح حصہ گر پڑا جس سے کوئی مر گیا اور گراؤ حصہ نہیں گرا خواہ اس پر اشہاد کر لیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔ یہ خون رائیگاں جائے گا۔[2] (بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۳۸۵: مطالبہ نقض کے بعد اگر کسی شخص پر دیوار گر پڑے اور وہ مر جائے یا دیوار گرنے کے بعد اس کے ملبے سے ٹکرا کر کوئی گر پڑے اور مر جائے تو اس کی دیت مالک دیوار کے عاقلہ پر ہے اور اگر اس میت سے ٹکرا کر کوئی گرے اور مر جائے تو اس کی دیت نہ مالک دیوار پر ہے نہ اس کے عاقلہ پر ہے۔ اگر کسی نے راستے کی طرف چھجہ[3] نکالا اور وہ راستے میں گر پڑا۔ اس کے گرنے سے کوئی مر گیا یا اس کے ملبہ سے ٹکرا کر مر گیا یا اس مردے کی لاش سے ٹکرا کر کوئی گر پڑا اور مر گیا تو ہر صورت میں چھجہ کے مالک پر دیت واجب ہوگی۔[4] (عالمگیری ص ۳۶ ج ۶، عنایہ علی الہدایہ و فتح القدیر ص ۳۴۳ ج ۸، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۳۸۶: مطالبہ ثابت کرنے کے لیے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی چاہیے۔ اگر ایسے گواہ بنائے گئے جن میں شہادت کی اہلیت نہیں، مثلاً دو غلام یا دو کافر یا دو بچے۔ اس کے بعد یہ دیوار گر گئی اور کوئی آدمی دب کر مر گیا اور جب شہادت کا وقت آیا تو یہ کافر مسلمان، یا غلام آزاد، یا بچے بالغ ہو چکے ہیں۔ ان کی شہادت قبول ہوگی اور دیوار کا مالک ضامن ہوگا۔ خواہ ان کی گواہی کی اہلیت دیوار گرنے سے پہلے پائی گئی ہو یا دیوار گرنے کے بعد۔[5] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۴ ج ۳، عالمگیری ص ۳۶ ج ۶، مبسوط ص ۱۲ ج ۲۷، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

مسئلہ ۳۸۷: اور اگر اس گھر کے مشتری سے جس کی دیوار گراؤ تھی، دیوار گرانے کا مطالبہ کیا اور اس کو تین دن کا خیار تھا پھر اس نے اس گھر کو خیار کی وجہ سے بائع کو لوٹا دیا تو اشہاد باطل ہو گیا اور اگر اس نے بیع کو واجب کر لیا تو اشہاد صحیح ہے باطل

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط...إلخ، ج٦، ص٣٧.

2 ......تکملة "البحر الرائق"، کتاب الدّیات، باب مایحدث الرجل فی الطریق، ج٩، ص١٢٣.

3 ......چھت سے آگے بڑھایا ہوا وہ حصہ جو بارش سے حفاظت یا دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے۔

4 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط...إلخ، ج٦، ص٣٦.

5 ......المرجع السابق، ص٣٦، ٣٧.

نہیں ہوا، اور اگر اس حالت میں بائع پر اشہاد کیا تو بائع ضامن نہیں ہوگا اور اگر بائع کو خیار تھا اور اس سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا اور اس نے بیع کو فسخ کر دیا تو اشہاد صحیح ہے۔ اور اگر بیع کو لازم کر دیا تو اشہاد باطل ہے اور اگر اس حالت میں مشتری سے مطالبہ کیا گیا تو مطالبہ صحیح نہیں ہے۔[1] (عالمگیری از مبسوط ص ۳۷، ج ۶)

مسئلہ ۳۸۸: ضمان کے لیے یہ شرط ہے کہ مالکِ دیوار کو اشہاد کے بعد اتنا وقت مل جائے کہ وہ اسکو گرا سکے۔ ورنہ اگر مطالبۂ انہدام کے فوراً بعد دیوار گر پڑے اور مالک کو اتنا وقت نہ ملے جس میں گرانا ممکن تھا اور اس سے کوئی چیز تلف ہو جائے تو ضمان واجب نہیں ہوگا۔[2] (تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۷ ج ۵، فتح القدیر ص ۳۴۱ ج ۸، مبسوط ص ۹ ج ۲۷)

مسئلہ ۳۸۹: تقدم اور طلب کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ یہ صاحب حق کی طرف سے ہو اور عام راستہ میں عوام کا حق ہے۔ لہٰذا کسی ایک کا تقدم اور مطالبہ صحیح ہے۔[3] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۳۷ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، خانیہ علی الھندیہ ص ۴۶۶ ج ۳)

مسئلہ ۳۹۰: گراؤ دیوار کے گرانے کا مطالبہ کرنے میں مسلمان اور ذمی دونوں برابر ہیں۔ اگر دیوار عام راستے کی طرف جھک گئی ہو تو ہر گزرنے والے کو تقدم کا حق ہے۔ مسلمان ہو یا ذمی۔ بشرطیکہ آزاد، عاقل، بالغ ہو۔ یا اگر بچہ ہو تو اس کے ولی نے اس کو اس مطالبے کی اجازت دی ہو۔ اسی طرح اگر غلام ہو تو اس کے مولیٰ نے اس کو مطالبے کی اجازت دی ہو۔[4] (عالمگیری از کفایہ ص ۳۷ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴، ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۷، ج ۵، مبسوط ص ۹، ج ۲۷، عنایہ علی الھدایہ ص ۳۴۲ ج ۸)

مسئلہ ۳۹۱: خاص گلی میں اس گلی والوں کو مطالبہ کا حق ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا مطالبہ کرنا بھی کافی ہے اور جس گھر کی طرف دیوار گراؤ ہے تو اس گھر کے مالک کا یا اس میں رہنے والے کا مطالبہ کرنا شرط ہے۔[5] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۳۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۵ ج ۸، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

مسئلہ ۳۹۲: کسی کے گھر کی طرف کسی شخص کی دیوار جھک گئی اس گھر والے نے اس سے دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا اس نے قاضی سے دو تین دن یا اس کے مثل مہلت مانگی۔ قاضی نے مہلت دے دی پھر وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز

---

(1) ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص٣٧.

(2) ......المرجع السابق.

(3) ......المرجع السابق.

(4) ......المرجع السابق.

(5) ......المرجع السابق.

تلف ہوگئی تو دیوار کے مالک پر ضمان واجب ہے۔[1] (عالمگیری از محیط ص ۳۷ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۳۹۳: اور اگر گھر کے مالک نے دیوار والے کو مہلت دے دی تھی یا مطالبہ سے اس کو بری کر دیا تھا یا یہ مہلت و برأت گھر کے رہنے والوں کی طرف سے تھی اور دیوار گر پڑی جس سے کوئی چیز تلف ہوگئی تو دیوار کے مالک پر ضمان نہیں۔[2] (عالمگیری از کافی ص ۳۷، ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۸، ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

مسئلہ ۳۹۴: اور اگر مہلت کی مدت گزرنے کے بعد دیوار گری تو اس سے جو نقصان ہوا اس کا ضمان دیوار والے پر واجب ہے۔[3] (عالمگیری از محیط ص ۳۷، ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۳۹۵: اگر راستے کی طرف دیوار گراؤ تھی اور اس سے انہدام کا مطالبہ ہو چکا تھا مگر قاضی نے اس کو مہلت دے دی تو یہ باطل ہے۔[4] (عالمگیری از خزانة المفتین ص ۳۷، ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۸، ج ۵، مجمع الانہر ص ۶۵۹، ج ۲، فتح القدیر ص ۳۴۲، ج ۸)

مسئلہ ۳۹۶: اور اگر قاضی نے تو اس کو مہلت نہیں دی، مگر مطالبہ کرنے والے نے مہلت دے دی تو یہ صحیح نہیں ہے۔ نہ اس کے اپنے حق میں نہ کسی دوسرے کے حق میں۔[5] (عالمگیری از محیط ص ۳۷ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸، درمختار ص ۵۲۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۸ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۵۹ ج ۲)

مسئلہ ۳۹۷: اگر دیوار رہن تھی اور گرانے کا مطالبہ مرتہن سے کیا گیا تو نہ راہن ضامن ہوگا نہ مرتہن۔ اور اگر مطالبہ راہن سے کیا گیا ہے تو راہن ضامن ہوگا۔[6] (عالمگیری از شرح مبسوط ص ۳۷ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۶۴ جلد ۳، مبسوط ص ۱۰ ج ۲۷، درمختار و شامی ص ۵۲۶ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۵۳ ج ۸، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸)

مسئلہ ۳۹۸: اور اگر گھر کسی نابالغ کا ہو تو اس کے ماں باپ یا وصی سے گرانے کا مطالبہ کرنا اور اس پر گواہ بنانا صحیح ہے۔ اگر مطالبہ کے بعد دیوار گر پڑی جس سے کسی کی کوئی چیز تلف ہوگئی تو ضمان نابالغ پر واجب ہوگا۔[7] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۴ ج ۳، عالمگیری ص ۳۷ ج ۸، عنایہ علی الہدایہ ص ۳۴۳ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۶ ج ۵، مبسوط ص ۱۰ ج ۲۷، فتح القدیر ص ۳۴۲ ج ۸، بحرالرائق ص ۳۵۳ جلد ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۷ ج ۶)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ٦، ص ٣٧.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۹۹: اگر اشہاد کے بعد نابالغ بچہ کے قبلِ بلوغ باپ یا وصی مرجائے تو اشہاد باطل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر ان کی موت کے بعد دیوار گر پڑے جس سے کوئی چیز تلف ہو جائے تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ چوں کہ موت نے ان کی ولایت کو منقطع کر دیا۔ [1] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۵ ج ۳، عالمگیری ص ۳۷ ج ۶، شامی ص ۵۲۶ ج ۵)

مسئلہ ۴۰۰: اور اگر نابالغ کے بالغ ہونے تک دیوار نہیں گری اس کے بالغ ہونے کے بعد گری جس سے کوئی آدمی مرگیا تو اس کا خون رائیگاں گیا۔ (عالمگیری از محیط ص ۳۸ ج ۶، شامی ص ۵۲۶ ج ۵) اور اگر نابالغ کے بلوغ کے بعد اس سے نئے سرے سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا اس کے بعد دیوار گر پڑی جس سے کوئی آدمی مرگیا تو اس کی دیت مالک دیوار کے عاقلہ پر ہوگی۔ [2] (عالمگیری از محیط ص ۳۸ جلد ۶)

مسئلہ ۴۰۱: مسجد کی دیوار اگر گراؤ ہو جائے تو اس کے انہدام کا مطالبہ اس کے بنانے والے سے کرنا چاہیے۔ [3] (عالمگیری از خزانۃ المفتین ص ۳۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

مسئلہ ۴۰۲: کسی نے مساکین پر گھر وقف کیا جس کی دیوار گراؤ تھی اور اس کا قبضہ ایک شخص کو دے دیا۔ جو اس کی آمدنی مساکین پر خرچ کرتا تھا اس وکیل سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس پر اشہاد کیا گیا اور وہ دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مرگیا تو اس کی دیت واقف کے عاقلہ پر ہے اور اگر مساکین سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا تو کسی پر کچھ نہیں۔ [4] (عالمگیری از محیط بحوالہ منتقی ص ۳۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

مسئلہ ۴۰۳: گراؤ دیوار کا مالک تاجر غلام تھا اس سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا وہ دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مرگیا تو اس کی دیت غلام تاجر کے مولا کے عاقلہ پر واجب ہوگی۔ غلام مقروض ہو یا نہ ہو، اور اگر دیوار گرنے سے کسی کا مال تلف ہو گیا تو اس مال کا ضمان غلام پر واجب ہے اس میں اس کو بیچا جائے گا اور اگر اس کے مولا سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا تب بھی صحیح ہے۔ [5] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۶ ج ۳، عالمگیری ص ۳۸ ج ۶، درمختار ص ۵۲۹ ج ۵، مبسوط ص ۱۰ ج ۲۷، تبیین ص ۱۴۷ ج ۶، فتح القدیر ص ۳۴۳ ج ۸)

مسئلہ ۴۰۴: اگر کسی مکان کی گراؤ دیوار کے گرانے کا مطالبہ اس شخص سے کیا جس کے قبضہ میں وہ گھر ہے جس کی دیوار گراؤ تھی اور اس نے مطالبے کے باوجود دیوار نہیں گرائی یہاں تک کہ وہ خود کسی پر گر پڑی جس سے وہ مرگیا اور اس کے عاقلہ

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط... إلخ، ج٦، ص٣٨.

2 ...... المرجع السابق، ص٣٧، ٣٨.

3 ...... المرجع السابق، ص٣٨.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

کہتے ہیں کہ، یہ گھر جس کی دیوار گری ہے اس کا ہے ہی نہیں۔ یا عاقلہ کہتے ہیں کہ ہم کو نہیں معلوم کہ یہ گھر اس کا ہے یا کسی اور کا ہے تو مرنے والے کی دیت اس کے عاقلہ پر نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اس پر گواہ پیش کر دیئے جائیں کہ یہ گھر اسی کا ہے تو اس کے عاقلہ پر دیت واجب ہوگی۔ اس لیے کہ اگرچہ مکان پر قابض ہونا بظاہر مالک ہونے کی دلیل ہے مگر یہ عاقلہ پر وجوب مال کے لیے حجت نہیں ہو سکتی۔ عاقلہ پر مال واجب ہونے کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اول اس بات کا ثبوت کہ یہ گھر اسی کا ہے۔ دوم یہ کہ دیوار گرانے کا مطالبہ کرنے کے وقت اس پر گواہ بھی بنالے۔ تیسرے یہ کہ مقتول پر یہ دیوار گری تھی جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔[1] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۵ ج ۳، مبسوط ص ۱۱ ج ۲۷)

مسئلہ ۴۰۵: اگر قبضہ کرنے والا اقرار کرے کہ یہ گھر اسی کا ہے تو عاقلہ پر دیت کے لزوم کے لئے اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور ان پر ضمان نہیں ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص اس مکان میں جس میں وہ رہتا ہے۔ چھجہ[2] نکالے اور وہ چھجہ کسی آدمی پر گر پڑے جس سے وہ آدمی مرجائے اور اس کے عاقلہ کہیں کہ یہ اس گھر کا مالک نہیں ہے۔ اس نے چھجہ گھر کے مالک کے کہنے سے نکالا تھا اور قبضہ والا اس بات کا اقرار کرے کہ وہ اس گھر کا مالک ہے تو یہ اپنے مال سے دیت دے گا۔ اسی طرح یہاں بھی اس پر دیت واجب ہوگی۔[3] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۵ جلد ۳، عالمگیری ص ۳۹ ج ۶، مبسوط ص ۱۱ ج ۲۷)

مسئلہ ۴۰۶: کسی کی دیوار گراؤ تھی، اس سے انہدام کا مطالبہ کیا گیا مگر اس نے دیوار نہیں گرائی پھر وہ دیوار خود بخود پڑوس کی دیوار پر گر پڑی جس سے پڑوسی کی دیوار بھی گر پڑی تو اس پر پڑوسی کی دیوار کا ضمان واجب ہے اور پڑوسی کو اختیار ہے کہ چاہے تو وہ اپنی دیوار کی قیمت اس سے بطور ضمان وصول کرے اور ملبہ ضامن کو دے دے اور چاہے تو ملبہ اپنے پاس رکھے اور نقصان پڑوسی سے وصول کرے اور اگر وہ ضامن سے یہ مطالبہ کرے کہ اس کی دیوار جیسی تھی ویسی ہی نئی بنا کر دے، تو یہ اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور اگر پہلی گری ہوئی دیوار سے ٹکرا کر کوئی شخص گر پڑا تو اس کا ضمان پہلی دیوار کے مالک کے عاقلہ پر ہے۔ اور اگر دوسری دیوار کے ملبہ سے ٹکرا کر کوئی شخص گر پڑا تو اس کا ضمان کسی پر نہیں ہے۔ اگر دوسری دیوار کا مالک بھی وہی ہے جو پہلی دیوار کا مالک ہے تو دوسری دیوار سے مرنے والے کا ضامن بھی وہی ہوگا۔[4] (عالمگیری از محیط ص ۳۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۵ جلد ۸)

---

1 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، فصل في جناية الحائط، ج ۲، ص ٤٠٥.

2 ...... چھت سے آگے بڑھایا ہوا وہ حصہ جو بارش سے حفاظت یا دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے۔

3 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، فصل في جناية الحائط، ج ۲، ص ٤٠٥.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط... إلخ، ج ٦، ص ٣٩.

مسئلہ ۴۰۷: اگر پہلی دیوار کے مالک نے چھجہ نکالا اور وہ دوسری دیوار پر گرا جس سے دوسری دیوار گر گئی اور اس سے ٹکرا کر کوئی شخص گرا اور کچلا گیا تو اس کا ضمان پہلی دیوار کے مالک پر ہے اور اگر دوسری دیوار بھی اس کی ملک ہے تب بھی اس پر ضمان واجب ہے۔[1] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۶۷ ج ۳، عالمگیری ص ۳۹ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۹ ج ۵)

مسئلہ ۴۰۸: اگر دیوار گرانے کا مطالبہ بعض ورثا سے کیا تو حکم یہ ہے کہ جس وارث سے مطالبہ ہوا ہے۔ وہ بقدر اپنے حصہ کے ضامن ہوگا۔[2] (مبسوط ص ۱۰ ج ۲۷، عالمگیری ص ۳۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۷ ج ۵، عنایہ ص ۳۴۳ ج ۸)

مسئلہ ۴۰۹: کسی گراؤ دیوار کے پانچ مالک تھے۔ ان میں سے کسی ایک سے دیوار گرانے کا مطالبہ ہوا تھا اور وہ دیوار کسی آدمی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو جس سے مطالبہ ہوا تھا وہ دیت کے پانچویں حصے کا ضامن ہوگا۔ اور یہ پانچواں حصہ بھی اس کے عاقلہ سے لیا جائے گا اسی طرح کسی گھر میں اگر تین آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے اس گھر میں اپنے دوسرے دونوں شریکوں کی اجازت کے بغیر کنواں کھودا، یا دیوار بنائی اور اس سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو اس کے عاقلہ پر دو تہائی دیت واجب ہوگی۔[3] (عالمگیری ص ۳۸ ج ۶، فتح القدیر و عنایہ ص ۳۴۴ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۸ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۵ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۴۴۸ ج ۶، مجمع الانہر ص ۶۵۹ ج ۶)

مسئلہ ۴۱۰: اور اگر کنواں یا دیوار اپنے شریکوں کے مشورے سے بنائی گئی تھی تو یہ جنایت متصور نہیں ہوگی۔[4] (عالمگیری از سراج الوہاج ص ۳۸ ج ۶)

مسئلہ ۴۱۱: کسی شخص نے صرف ایک بیٹا اور ایک مکان چھوڑا اور اس پر اتنا قرض تھا جو مکان کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ تھا اور اس مکان کی دیوار راستہ کی طرف گراؤ تھی۔ اس کے انہدام کا مطالبہ اس کے بیٹے سے کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ اس کا مالک نہیں ہے، اور اگر اس کی طرف تقدم کے بعد[5] دیوار گر پڑے تو باپ کے عاقلہ پر دیت ہوگی۔ بیٹے کے عاقلہ پر دیت واجب نہیں ہوگی۔[6] (عالمگیری از محیط ص ۳۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۶ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۲۷ جلد ۵)

مسئلہ ۴۱۲: غلام مکاتب گراؤ دیوار کا مالک تھا، اس سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس پر گواہ بھی بنا لیے گئے تو اگر غلام کے لیے دیوار کے انہدام[7] کے امکان سے <u>پہلے</u> ہی دیوار گر پڑی تو غلام ضامن نہیں ہوگا۔ اور اگر تمکن کے بعد[8]

---

1 ....."الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج٦، ص٣٩.

2 .....المرجع السابق، ص٣٨.
3 .....المرجع السابق.
4 .....المرجع السابق.

5 .....گرانے کا مطالبہ کرنے کے بعد۔

6 ....."الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج٦، ص٣٨.

7 .....گرنے۔
8 .....یعنی دیوار گرانا ممکن تھا اس کے بعد۔

گری ہے تو ضامن ہوگا۔ اور یہ استحسانًا ہے اور قتیل [1] کے ولی کے لیے اپنی قیمت اور قتیل کی دیت سے کم کا ضامن ہوگا۔ اور اگر دیوار اس کے آزاد ہونے کے بعد گری ہے تو اس کے عاقلہ پر دیت واجب ہوگی۔ اور اگر وہ غلام مکاتب زر کتابت ادا نہ کرسکا اور پھر غلامی میں لوٹ آیا، پھر دیوار گری تو دیت نہ اس پر واجب ہے نہ اس کے مولا پر۔ اور اسی طرح اگر دیوار بیچ دی پھر گر پڑی تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر بیچی نہ تھی کہ گر پڑی اور اس سے ٹکرا کر کوئی آدمی گر پڑا اور مر گیا تو یہ غلام ضامن ہوگا۔ اور اگر زر کتابت ادا کرنے سے عاجز رہا اور غلامی میں لوٹ آیا تو مولا کو اختیار ہے چاہے غلام اس کو دے دے چاہے فدیہ دے دے۔ اور اگر کوئی آدمی اس قتیل سے ٹکرا کر گر پڑا اور مر گیا تو صاحب دیوار پر ضمان نہیں ہے۔ [2] (فتاویٰ عالمگیری از شرح زیادات للعتابی ص ۳۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۶ جلد ۵)

مسئلہ ۴۱۳: اور اگر غلام مکاتب نے راستے کی طرف کوئی بیت الخلاء وغیرہ نکالا اور پھر اس کے مولا نے اس کو بیچ دیا یا آزاد ہوگیا۔ پھر وہ دیوار گر پڑی تو اپنی قیمت اور اَرش سے کم کا ضامن ہوگا۔ اور اگر زرِ کتابت ادا کرنے سے عاجز رہا اور غلامی میں لوٹ آیا تو مولا کو اختیار ہے چاہے غلام کو دے دے اور چاہے اس کا فدیہ دے دے اور اگر کوئی آدمی بیت الخلاء کے ملبہ سے ٹکرا کر ہلاک ہوگیا ہو تو بیت الخلاء کا نکالنے والا غلام ضامن ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اس قتیل سے ٹکرا کر کوئی دوسرا آدمی گرا اور مر گیا تو بھی یہی ضامن ہوگا۔ [3] (عالمگیری از کافی ص ۳۸ ج ۶)

مسئلہ ۴۱۴: اگر کسی ایسے شخص کی دیوار گراؤ تھی جس کی ماں کسی کی مولاۃ عتاقہ (آزاد کردہ باندی) تھی اور اس کا باپ غلام۔ اس سے کسی نے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا اور اس نے نہیں گرائی۔ یہاں تک کہ اس کا باپ آزاد ہوگیا پھر وہ دیوار گر پڑی جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کی دیت باپ کے عاقلہ پر ہے اور اگر باپ کے آزاد ہونے سے قبل دیوار گر پڑی تو ماں کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔ اسی طرح اگر راستے کی طرف بیت الخلاء نکالا پھر اس کا باپ آزاد ہوگیا پھر بیت الخلاء کسی پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو اس کی دیت ماں کے عاقلہ پر ہے چونکہ راستے کی طرف بیت الخلاء نکالنا ہی جنایت ہے اور اس وقت عاقلہ موالی ام تھے۔ [4] (عالمگیری از محیط ص ۳۸ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۴۱۵: کوئی شخص اپنی دیوار پر چڑھا ہوا تھا۔ قطع نظر اس سے کہ دیوار گراؤ تھی یا نہ تھی پھر یہ دیوار گر پڑی جس سے ایک آدمی مر گیا۔ اور دیوار گرنے میں دیوار کے مالک کا کوئی عمل نہ تھا، تو اگر وہ دیوار گراؤ تھی اور اس کے گرانے کا مطالبہ بھی اس سے کیا جاچکا تھا تو وہ ضامن ہوگا۔ اور اس کے سوا کسی صورت میں ضامن نہیں ہوگا اور اگر وہ خود دیوار پر سے کسی آدمی پر گر پڑا

---

1 ...... مقتول۔

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج٦، ص٣٨.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

اور دیوار نہیں گری اور وہ آدمی مرگیا تو بھی ضامن ہوگا۔ اور اگر دیوار سے گرنے والا مرگیا تو نیچے والے کو دیکھیں گے، اگر وہ چل رہا تھا تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔[1] (بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸) اور اگر وہ ٹھہرا ہوا تھا راستے میں، یا بیٹھا ہوا تھا یا کھڑا ہوا تھا یا سویا ہوا تھا تو یہ گرنے والے کی دیت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر نیچے والا اپنی ملک میں تھا تو یہ ضامن نہیں ہوگا اور ان حالات میں اوپر سے گرنے والے پر نیچے والے کا ضمان واجب ہوگا۔ اگر نیچے والا مرجائے۔ اور اسی طرح اگر وہ غافل تھا کہ گر پڑا یا سو گیا تھا اور کروٹ بدلی اور گر پڑا تو یہ نیچے والے کے نقصان کا ضامن ہوگا اور اس صورت میں اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا۔ اور اسی طرح اگر پہاڑ پر سے پھسل پڑا کسی شخص پر جس سے وہ شخص ہلاک ہوگیا تو اس کا ضمان پھسلنے والے پر ہوگا اور اس صورت میں مرنے والے کا اپنی ملک میں ہونا نہ ہونا برابر ہے اور اسی طرح اگر کنویں میں جو اپنی ملک میں کھودا تھا گر پڑا، اس میں کوئی آدمی تھا، یہ اس پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو اس کی دیت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر کنواں راستے میں تھا تو کنویں کا مالک دیت کا ضامن ہوگا۔ ساقط[2] اور مسقوط علیہ[3] دونوں کا نقصان اس پر واجب ہوگا۔[4] (مبسوط ص ۱۲ ج ۲۷، عالمگیری ص ۳۸ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۶۵ ج ۳)

مسئلہ ۴۱۶: کسی نے دیوار پر مٹکا رکھا، وہ کسی شخص پر گر پڑا جس سے وہ مرگیا تو اس پر اس کا ضمان نہیں ہے۔[5] (عالمگیری از فصول عمادیہ ص ۳۹ ج ۶، عنایہ علی الفتح ص ۳۴۴ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۹ ج ۶)

مسئلہ ۴۱۷: اگر کسی شخص نے دیوار کے اوپر کوئی چیز اس کے طول میں رکھی اور وہ کسی آدمی پر گر پڑی تو اس پر اس کا ضمان نہیں ہے۔ اور اگر عرض میں رکھی کہ اس کا ایک سرا راستے کی طرف نکلا ہوا تھا اور وہ کسی چیز پر نکلی ہوئی طرف سے گری تو رکھنے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر دوسری طرف سے کسی چیز پر گری تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر دیوار گراؤ تھی اور اس پر کسی نے شہتیر رکھا، لمبائی میں اس طرح کہ اس کا کوئی حصہ راستے کی طرف نکلا ہوا نہیں تھا، پھر وہ شہتیر کسی پر گر پڑا اور اس کو قتل کردیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔[6] (عالمگیری ص ۳۹ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۶ ج ۸)

مسئلہ ۴۱۸: گراؤ دیوار جس کے گرانے کا مطالبہ اس کے مالک سے کیا جاچکا تھا اس پر دیوار کے مالک یا کسی اور نے مٹکا رکھا اور دیوار گر پڑی اور مٹکا کسی آدمی کے لگا جس سے وہ مرگیا تو دیوار کے مالک پر ضمان ہے اور اگر مٹکے سے ٹکرا کر کوئی شخص گر پڑا یا اس کے ملبے سے ٹکرا کر گر پڑا تو اگر مٹکا کسی اور کا تھا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔[7] (بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

---

1 ...... تكملة "البحر الرائق"، كتاب الديات، باب مايحدث الرجل في الطريق، ج۹، ص۱۲۳، ۱۲۴.

2 ...... یعنی گرنے والا۔ 3 ...... یعنی جس پر گرا۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط ... إلخ، ج ٦، ص٣٨.

5 ...... المرجع السابق، ص۳۹. 6 ...... المرجع السابق.

7 ...... تكملة "البحر الرائق"، كتاب الديات، باب مايحدث الرجل في الطريق، ج۹، ص۱۲۵.

اور اگر مٹکا دیوار کے مالک کا تھا تو وہ ضامن ہوگا۔[1] (عالمگیری از کافی ص ۳۹ ج ٦)

مسئلہ ۴۱۹: گراؤ دیوار جس کے گرانے کا مطالبہ کیا جاچکا تھا مگر دیوار کے مالک نے اس کو نہیں گرایا۔ پھر ہوا سے گر پڑی تو دیوار کا مالک نقصان کا ضامن ہوگا۔[2] (عالمگیری از محیط ص ۳۹ ج ٦، بحر الرائق ص ۳۵۵ ج ۸)

مسئلہ ۴۲۰: دو گراؤ دیواریں تھیں جن کے گرانے کا مطالبہ کیا جاچکا تھا ان میں سے ایک دوسری پر گر پڑی جس سے وہ بھی ڈھے گئی[3] تو پہلی یا دوسری دیوار کے گرنے سے جو تلاف ہوا[4] یا پہلی کے ملبے سے جو تلاف ہوا اس کا ضامن پہلی دیوار کا مالک ہوگا اور دوسری کے گرنے سے اور اس کے ملبے سے جو تلاف ہوا اس کا ضمان کسی پر نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری از کافی ص ۳۹ ج ٦)

مسئلہ ۴۲۱: ایسا چھجہ جو کسی شخص نے نکالا تھا وہ چھجہ کسی ایسی گراؤ دیوار پر گر پڑا جس کے گرانے کا مطالبہ اس کے مالک سے کیا جاچکا تھا اور وہ دیوار کسی شخص پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا یا اس دیوار کے زمین پر گرنے کے بعد کوئی شخص اس سے ٹکرا کر گر پڑا تو ان سب صورتوں میں چھجہ نکالنے والے پر ضمان واجب ہے۔[6] (عالمگیری از محیط ص ۳۹ ج ٦)

مسئلہ ۴۲۲: کسی کی دیوار کا کچھ حصہ راستے کی طرف اور کچھ حصہ لوگوں کے مکان کی طرف جھکا ہوا تھا اور دیوار کے مالک سے دیوار گرانے کا مطالبہ گھر والوں نے کر دیا تھا، مگر دیوار راستہ کی طرف گر پڑی، یا مطالبہ راستہ والوں نے کیا تھا، مگر دیوار گھر والوں پر گر پڑی تو دیوار کا مالک ضامن ہوگا۔[7] (مبسوط ص ۱۳، ج ۲۷، ہندیہ ص ۳۹، ج ٦، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳٦٦ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۲۸، ج ۵)

مسئلہ ۴۲۳: کسی شخص کی لانبی دیوار تھی جس کا بعض حصہ گراؤ تھا اور بعض گراؤ نہیں تھا اور اس سے مطالبۂ نقض[8] کیا گیا تھا۔ پھر پوری دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو دیوار کا مالک گراؤ حصے کے نقصان کا ضامن ہوگا۔ اور جو حصہ دیوار کا گراؤ نہیں تھا اس کے حصے کے نقصان کا ضامن نہیں ہوگا۔ اور اگر دیوار چھوٹی تھی تو پوری دیوار کے نقصان کا ضامن ہوگا۔[9] (عالمگیری از ظہیریہ ص ۳۹، ج ٦، بحر الرائق ص ۳۵۴ ج ۸، مبسوط ص ۱۳ ج ۲۷، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۳٦٦، ج ۳، شامی و درمختار ص ۵۲۹، ج ۵)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط... إلخ، ج ٦، ص ٣٩.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... یعنی گر گئی۔　4 ...... یعنی جو کچھ نقصان ہوا۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط... إلخ، ج ٦، ص ٣٩.

6 ...... المرجع السابق.　7 ...... المرجع السابق.

8 ...... یعنی گرانے کا مطالبہ۔

9 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط... إلخ، ج ٦، ص ٣٩.

مسئلہ ۴۲۴: کسی شخص کی دیوار گراؤ تھی، قاضی نے اس کو گرانے کے مطالبے میں پکڑا کسی دوسرے نے اس کی ضمانت دی کہ اس کے حکم سے یہ دیوار گرادے گا تو یہ ضمانت جائز ہے۔ اور جس نے یہ ضمانت دی ہے اس کو حق ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر گرادے۔[1] (عالمگیری بحوالہ منتقی از محیط، ص ۳۹ ج ۶، مبسوط ص ۱۳ ج ۲۷)

مسئلہ ۴۲۵: کسی کی گراؤ دیوار پر دو گواہ بنائے کہ اس کی دیوار گراؤ ہے پھر وہ دیوار کسی ایک گواہ پر یا اس کے باپ یا اس کے غلام یا اس کے مکاتب پر گر پڑی اور دیوار کے مالک کے خلاف ان دو گواہوں کے سوا اور کوئی گواہ نہیں ہے تو اس صورت میں اس ایک کی گواہی معتبر نہیں ہے جو اس گواہی سے خود یا اس کا متعلق فائدہ اٹھائے۔[2] (مبسوط ص ۱۲ ج ۲۷، عالمگیری ص ۳۹ ج ۶)

مسئلہ ۴۲۶: لقیط کی دیوار جھکی ہوئی تھی اور اس سے دیوار گرانے کا مطالبہ بھی کیا گیا تھا۔ وہ دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو قتیل کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان ہوا اور اس نے کسی سے موالاۃ نہیں کی ہے تو وہ بھی لقیط کے حکم میں ہے۔[3] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۶۶ ج ۳، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶، مبسوط ص ۱۲ ج ۲۷، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۴۲۷: ایک گراؤ دیوار کے دو مالک تھے ایک اوپری حصے کا، دوسرا نیچے کے حصے کا ان میں سے کسی ایک سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا پھر پوری دیوار گر پڑی تو جس سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ وہ نصف دیت کا ضامن ہوگا اور اگر اوپر والی دیوار گری اور اسی کے مالک سے مطالبہ بھی کیا گیا تھا تو یہ ضامن ہوگا، نیچے والی کا مالک ضامن نہیں ہوگا۔[4] (عالمگیری از محیط سرخسی، ص ۴۰ جلد ۶، مبسوط ص ۱۳ ج ۲۷، بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۶ جلد ۳)

مسئلہ ۴۲۸: کسی شخص نے دیوار گرانے کے لیے کچھ مزدور مقرر کیے ان کے دیوار گرانے سے ایک شخص ان ہی میں سے مر گیا یا کوئی غیر شخص مر گیا تو کفارہ وضمان ان ہی پر ہوگا دیوار کے مالک پر کچھ نہیں۔[5] (مبسوط ص ۱۴ ج ۲۷، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶)

مسئلہ ۴۲۹: کسی کی دیوار اِشہاد سے پہلے[6] گر پڑی پھر اس سے مطالبہ کیا گیا کہ اس کا ملبہ راستے سے اٹھائے مگر اس نے نہیں اٹھایا۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی یا جانور اس کے ساتھ ٹکرا کر گر پڑا اور ہلاک ہو گیا تو دیوار کا مالک ضامن ہوگا۔[7] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۶۷ ج ۳، عالمگیری ص ۴۱ ج ۶)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط، ج٦، ص٣٩.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق، ص٤٠.

4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق.

6 ...... یعنی دیوار گرانے کا مطالبہ کرنے سے پہلے۔

7 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، فصل في جناية الحائط، ج٢، ص٤٠٦.

مسئلہ ۴۳۰: کسی نے اپنی دیوار سے باہر کی طرف بیت الخلاء وغیرہ بنایا اگر وہ بڑا تھا اور اس سے کسی کو نقصان پہنچا تو ضامن ہوگا اور اگر چھوٹا تھا تو ضامن نہیں ہوا۔[1] (عالمگیری از محیط ص ۴۰ ج ۶)

مسئلہ ۴۳۱: کسی کی دو دیواریں تھیں ایک گراؤ ایک صحیح، گراؤ کے انہدام کا مطالبہ کیا گیا تھا وہ نہ گری لیکن صحیح گر گئی جس سے کوئی چیز تلف ہوگئی تو اس کا ضمان کسی پر نہیں ہے۔[2] (درمختار ص ۵۲۹ ج ۵، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۶ ج ۳ بحرالرائق ص ۳۵۴ ج ۸)

مسئلہ ۴۳۲: کسی شخص کی ایسی جھکی ہوئی دیوار گرانے کا اس سے مطالبہ کیا گیا جس میں راستہ کی طرف چھجہ نکلا ہوا تھا اور اس کو اس نے نکالا تھا جس نے یہ گھر بیچا تھا پھر وہ دیوار اور چھجہ گر پڑے اور صورت یہ ہوئی کہ دیوار کے گرنے کی وجہ سے چھجہ گرا تو دیوار کے مالک پر نقصان کا ضمان ہے اور اگر فقط چھجہ گرا ہے تو بیچنے والا نقصان کا ضامن ہوگا جس نے راستہ کی طرف اس کو نکالا تھا۔[3] (مبسوط ص ۱۴ ج ۲۷، ہندیہ ص ۴۰ ج ۶)

مسئلہ ۴۳۳: ایک شخص ایک مکان کے زیریں حصہ کا[4] مالک تھا اور اس کے بالائی حصہ کا[5] دوسرا شخص مالک تھا اور دونوں حصے گراؤ تھے اور دونوں کے مالکوں سے ان کے گرانے کا مطالبہ بھی کیا جا چکا تھا مگر انھوں نے نہیں گرایا۔ اس کے بعد زیریں حصہ گر پڑا اور اس کے گرنے سے اوپر کا حصہ بھی کسی پر گر پڑا جس سے وہ مرگیا تو اس مقتول کی دیت زیریں حصے کے مالک کے عاقلہ پر ہے اور جو شخص نیچے کے ملبے سے ٹکرا کر گرے اس کا ضمان بھی اور اگر بالائی حصے کے گرے ہوئے ملبے سے ٹکرا کر کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔[6] (عالمگیری از محیط ص ۴۰ ج ۶)

مسئلہ ۴۳۴: ایک مکان کا بالائی حصہ ایک شخص کا ہے اور زیریں حصہ دوسرے کا اور کل مکان کمزور ہے۔ بالائی حصہ کسی پر گر پڑا اور وہ مرگیا اور اس مکان کے گرانے کا مطالبہ دونوں سے کیا جا چکا تھا تو بالائی حصہ کا مالک ضامن ہوگا۔[7] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۶۷ ج ۳، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶)

مسئلہ ۴۳۵: کسی شخص سے اس کی ایسی گراؤ دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا جس کا راستہ کی طرف گرنے کا خطرہ

---

(1) ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات،الباب الحادی عشرفی جناية الحائط...إلخ،ج٦،ص٤٠.

(2) ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الجنايات،فصل فی جناية الحائط،ج٢،ص٤٠٦.

(3) ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادی عشرفی جناية الحائط...إلخ،ج٦،ص٤٠.

(4) ......یعنی نچلی منزل کا۔ (5) ......یعنی اوپر والی منزل کا۔

(7) ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادی عشرفی جناية الحائط...إلخ،ج٦،ص٤٠.

نہیں تھا۔ لیکن یہ اندیشہ تھا کہ یہ دیوار اسی شخص کی ایسی صحیح دیوار پر گرسکتی ہے، جس کے گرنے کا اندیشہ نہیں ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ اگر گراؤ دیوار صحیح دیوار پر گر پڑی تو صحیح دیوار بھی راستے میں گر پڑے گی۔ لیکن وہ گراؤ دیوار جس کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا تھا نہ گری اور صحیح دیوار خود بخود راستے میں گر پڑی جس سے کوئی انسان ہلاک ہوگیا یا اس کے ملبے سے ٹکرا کر کوئی آدمی مرگیا تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔[1] (عالمگیری ص ۴۰ ج ٦)

فصل فی الطریق
راستے میں نقصان پہنچنے کا بیان

مسئلہ ۴۳٦: عام راستے کی طرف بیت الخلاء یا پرنالہ یا برج یا شہتیر[2] یا دکان وغیرہ نکالنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے عوام کو کوئی ضرر نہ ہو اور گزرنے والوں میں سے کوئی مانع نہ ہو اور اگر کسی کو کوئی تکلیف ہو یا کوئی معترض ہو تو ناجائز ہے۔[3] (درمختار وشامی ص ۵۲۱ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۴۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۲، ج ٦، ہدایہ ص ۵۸۵ ج ۴، عالمگیری ص ۴۰ ج ٦)

مسئلہ ۴۳۷: اگر کوئی شخص عام راستے پر مذکورہ بالا تعمیرات اپنے لئے امام کی اجازت کے بغیر کرے تو شروع کرتے وقت ہر عاقل بالغ مسلمان مرد عورت اور ذمی کو اس کے روکنے کا حق ہے۔ غلام اور بچوں کو اس کا حق نہیں ہے اور بن جانے کے بعد اس کے انہدام کے مطالبے کا بھی حق ہے۔ بشرطیکہ اس مطالبہ کرنے والے نے عام راستے پر اس قسم کی کوئی تعمیر نہ کر رکھی ہو۔ خواہ اس تعمیر سے کسی کو ضرر ہو یا نہ ہو۔[4] (درمختار وشامی ص ۵۲۱ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۴۷ ج ۸، ہدایہ ص ۵۸۵ ج ۴، تبیین الحقائق ۱۴۲، ج ٦، عالمگیری ص ۴۰ ج ٦، فتح القدیر ص ۳۳۰ ج ۸)

مسئلہ ۴۳۸: عام راستہ پر خرید و فروخت کے لیے بیٹھنا جائز ہے جبکہ کسی کے لیے تکلیف دہ نہ ہو اور اگر کسی کو تکلیف دے تو وہ ناجائز ہے۔[5] (بحرالرائق ص ۳۴۷ ج ۸، درمختار وشامی ص ۵۲۱ ج ۵، تبیین الحقائق، ص ۱۴۲، ج ٦)

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادی عشرفی جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص٣٩.

2 ......بڑی کڑی۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادی عشرفی جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص٤٠.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الدّيات، باب مايحدثه الرجل...إلخ، ج١٠، ص٢٦٥.

4 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الدّيات، باب مايحدثه الرجل...إلخ، ج١٠، ص٢٦٥.
وتكملة"البحرالرائق"، كتاب الدّيات، باب مايحدث الرجل فی الطريق، ج٩، ص١١٠.

5 ......"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الدّيات، باب مايحدثه الرجل...إلخ، ج١٠، ص٢٦٧.

مسئلہ ۴۳۹: اور اگر یہ تعمیرات امام کی اجازت سے کی گئی ہیں تو کسی کو ان پر اعتراض کا حق نہیں ہے۔ لیکن امام کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ان تصرفات کی اجازت دے جبکہ لوگوں کو ان سے تکلیف ہو اور اگر اس نے کسی مصلحت کی بناء پر اجازت دے دی تو جائز ہے۔[1] (شامی ص ۵۲۱ ج ۵، عالمگیری ص ۴۱ ج ۶)

مسئلہ ۴۴۰: عام راستے پر اگر یہ تعمیرات پرانی ہیں تو ان کے ہٹوانے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ اور اگر ان کا حال معلوم نہ ہو تو نئی فرض کر کے امام ان کو ہٹوا دے گا۔[2] (عالمگیری از محیط ص ۴۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۴۷ ج ۸، شامی ص ۵۲۲ ج ۵)

مسئلہ ۴۴۱: اگر عام راستے پر مسلمانوں کے فائدے کے لیے مسجد وغیرہ کوئی عمارت بنادی جائے اور اس سے کسی کو کوئی ضرر بھی نہ ہو تو نہیں توڑی جائے گی۔[3] (عالمگیری ص ۴۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۴۶ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۶، ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۱ ج ۵)

مسئلہ ۴۴۲: ایسے خاص راستے پر جو آگے سے بند ہو کسی کو کچھ بنانا جائز نہیں ہے خواہ اس میں لوگوں کا ضرر ہو یا نہ ہو مگر یہ کہ اس گلی کے رہنے والے اجازت دے دیں اور یہ تعمیرات اگر جدید ہیں تو امام کو حق ہے کہ ان کو ڈھادے اور قدیم ہیں تو یہ حق نہیں ہے اور اگر ان کا حال معلوم نہ ہو تو قدیم مان کر باقی رکھی جائیں گی۔[4] (درمختار و شامی ص ۵۲۲، ج ۵، بحر الرائق ص ۳۴۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۳ ج ۶، عالمگیری ص ۴۰ ج ۶)

مسئلہ ۴۴۳: اگر کسی نے راستے میں کوڑا ڈالا اور اس سے کوئی پھسل کر گرا اور مر گیا اس پر ضمان نہیں ہے مگر جبکہ کوڑا جمع کر کے اکٹھا کر دیا جس سے ٹکرا کر کوئی گرا اور مر گیا تو کوڑا ڈالنے والا ضامن ہوگا۔[5] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۴۱ ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ، ص ۴۵۸ ج ۳)

مسئلہ ۴۴۴: کسی شخص نے شارع عام پر[6] کوئی بڑا پتھر رکھا یا اس میں کوئی عمارت بنادی یا اپنی دیوار سے شہتیر یا پتھر وغیرہ باہر راستے کی طرف نکال دیا یا بیت الخلاء یا چھجہ یا پرنالہ یا سائبان نکالا یا راستہ میں شہتیر رکھا اس سے اگر کسی چیز کو کوئی نقصان پہنچے یا وہ تلف ہو جائے[7] تو یہ اس کا تاوان ادا کرے گا اور اگر اس سے کوئی آدمی مر جائے تو اس کی دیت اس کے عاقلہ

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، باب مایحدثه الرجل... إلخ، ج ۱۰، ص ۲۶۶.

و "الفتاوی الهندية"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۱.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ۶، ص ۴۰.

3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق، ص ۴۱.

6 ...... عام راستے پر۔ 7 ...... ضائع ہو جائے۔

پر ہوگی۔ اور اگر کوئی انسان زخمی ہوا مگر مرا نہیں تو اگر اس زخم کا اَرش موضحہ [1] کے ارش کے برابر ہو تو یہ ارش اس کے عاقلہ پر ہوگا اور اگر اس سے کم ہو تو بنانے والے کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اس سبب سے اگر کوئی مر گیا تو اس پر کفارہ نہیں ہے اور اگر مرنے والا اس کا مورث تھا تو یہ اس کا وارث بھی ہوگا جانور اور مال کے نقصان کا ضامن یہ خود ہوگا۔ ان سب صورتوں میں ضمان اس پر اس وقت واجب ہوگا جب اس نے امام کی اجازت کے بغیر یہ تصرفات کیے ہوں۔ ورنہ یہ ضامن نہیں ہوگا۔ [2] (عالمگیری ص ۴۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۲ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۴۷ ج ۸، فتح القدیر ص ۳۳۱ ج ۸، مبسوط ص ۶، ج ۲۷، تبیین الحقائق ص ۱۴۳، ج ۶)

مسئلہ ۴۴۵: سر بند گلی [3] میں جن رہنے والوں کے دروازے کھلتے ہیں ان کو اس راستے میں کسی قسم کی تعمیر کی اجازت نہیں مگر اس گلی کے سب رہنے والوں کی اجازت سے تعمیر کی جاسکتی ہے۔ ہاں اس گلی کے رہنے والے اس قسم کے تصرفات کر سکتے ہیں۔ مثلاً جانور باندھنا، لکڑی رکھنا، وضو کرنا، گارا بنانا یا کوئی چیز عارضی طور پر رکھنا وغیرہ، بشرطیکہ گلی والوں کے لیے راستہ چھوڑ دیا گیا ہو اور جو کام نہیں کر سکتے وہ یہ ہیں: مثلاً پرنالہ نکالنا، دوکان بنانا، چھجہ نکالنا، برج بنانا [4]، بیت الخلاء بنانا وغیرہ مگر جب سب گلی والے اجازت دے دیں تو یہ چیزیں بھی بنائی جاسکتی ہیں۔ [5] (درمختار و شامی ص ۵۲۲ ج ۵، عالمگیری ص ۴۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۴۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۳ ج ۶)

مسئلہ ۴۴۶: سر بند گلی میں جو کام جائز تھے، اس کی وجہ سے کسی نقصان کا ضامن نہیں ہوگا اور جو کام ناجائز ہیں اور بغیر اجازت سکان [6] کیے تو ان سے جو نقصان ہوگا وہ سب رہنے والوں پر تقسیم ہوگا اور تصرف کرنے والا اپنے حصہ کے سوا دوسروں کے حصوں کا تاوان ادا کرے گا۔ [7] (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶، شامی ص ۵۲۲ ج ۵، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۴۵ جلد ۶، مبسوط ص ۸ ج ۲۷)

مسئلہ ۴۴۷: راہن [8] نے دارِ مرہونہ میں [9] مرتہن کی [10] اجازت کے بغیر کچھ تعمیر کی یا کنواں کھودا، یا جانور

---

[1] ...... سر کا وہ زخم جس میں سر کی ہڈی دکھائی دے۔

[2] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشرفی جنایة الحائط...إلخ، ج۶، ص ۴۰.

[3] ...... یعنی وہ گلی جو ایک طرف سے بند ہو۔ [4] ...... یعنی گنبد نما عمارت بنوانا۔

[5] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشرفی جنایة الحائط...إلخ، ج۶، ص ۴۰، ۴۲.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدّیات، باب مایحدثه الرجل...إلخ، ج ۱۰، ص ۲۶۷.

[6] ...... یعنی رہنے والوں کی اجازت کے بغیر۔

[7] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشرفی جنایة الحائط...إلخ، ج۶، ص ۴۱.

[8] ...... گروی رکھنے والا۔ [9] ...... یعنی گروی رکھے ہوئے گھر میں۔ [10] ...... جس کے پاس رَہن رکھا اس کی۔

باندھے، تو اس سے جو نقصان ہوگا راہن اس کا ضامن نہیں ہوگا۔[1] (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶)

مسئلہ ۴۴۸: کسی نے مزدوروں کو سائبان یا چھجہ[2] بنانے کے لیے مقرر کیا اگر اثنائے تعمیر میں عمارت کے گرنے سے کوئی ہلاک ہوگیا تو اس کا ضمان مزدوروں پر ہوگا اور ان سے دیت کفارہ اور وراثت سے محرومی لازم ہوگی اور اگر تعمیر سے فراغت کے بعد یہ صورت ہو تو مالک پر ضمان ہوگا۔[3] (عالمگیری از جوہرہ نیرہ ص ۴۱ ج ۶، مبسوط ص ۸ ج ۲۷، سراج الوہاج و بحر الرائق ص ۳۴۸ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۴ ج ۶)

مسئلہ ۴۴۹: ان مزدوروں میں سے کسی کے ہاتھ سے اینٹ، پتھر یا لکڑی گر پڑی جس سے کوئی آدمی مرگیا تو جس کے ہاتھ سے گری ہے اس پر کفارہ اور اس کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔[4] (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶)

مسئلہ ۴۵۰: کسی نے دیوار میں راستے کی طرف پرنالہ لگایا وہ کسی پر گرا جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔ اگر یہ معلوم ہے کہ دیوار میں گڑا ہوا حصہ لگ کر ہلاک ہوا تو ضمان نہیں ہے اور اگر بیرونی حصہ لگ کر ہلاک ہوا تو ضمان ہے اور اگر دونوں حصے لگ کر ہلاک ہوا تو نصف ضمان ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے تب بھی نصف ضمان ہے۔[5] (عالمگیری از محیط ص ۴۱ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۳ ج ۶، مبسوط ص ۶ ج ۲۷، بحر الرائق ص ۳۴۷ ج ۸، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۲۲ ج ۵)

مسئلہ ۴۵۱: کسی نے راستے کی طرف چھجہ نکالا تھا پھر وہ مکان بیچ دیا اس کے بعد چھجہ گرا اور کوئی آدمی ہلاک ہوگیا یا کسی نے راستے میں لکڑی رکھی پھر اس کو بیچ کر مشتری[6] کو قبضہ دے دیا مشتری نے وہیں رہنے دی اور اس سے کوئی آدمی ہلاک ہوگیا تو دونوں صورتوں میں بیچنے والے پر ضمان ہے مشتری پر کچھ نہیں۔[7] (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶، مبسوط ص ۸ ج ۲۷، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۰۸ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۴۷ ج ۸، تبیین ص ۱۴۳ ج ۶، شامی و درمختار ص ۵۲۲ ج ۵)

مسئلہ ۴۵۲: کسی نے راستے میں لکڑی رکھ دی جس سے کوئی ٹکرا گیا تو رکھنے والا ضامن ہے۔ اگر گزرنے والا اس لکڑی پر چڑھا اور گر کر مرگیا تو بھی رکھنے والا ضامن ہوگا بشرطیکہ چڑھنے والے نے اس پر سے پھسلنے کا ارادہ نہ کیا ہو اور

---

1. ……"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادى عشر فى جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص ٤١.
2. ……چھت کے اوپر سے آگے بڑھایا ہوا حصہ جو بارش سے حفاظت یا دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے۔
3. ……"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادى عشر فى جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص ٤١.
4. ……المرجع السابق.
5. ……المرجع السابق.
6. ……خریدار۔
7. ……"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادى عشر فى جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص ٤١.

لکڑی بڑی ہو لیکن اگر لکڑی اتنی چھوٹی ہے کہ اس پر چڑھا ہی نہیں جاسکتا تو رکھنے والے پر کوئی ضمان نہیں ہے۔[1] (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶، شامی ودر مختار ص ۵۲۵ ج ۵، مبسوط ص ۸ ج ۲۷)

مسئلہ ۴۵۳: کسی نے شارع عام پر اتنا پانی چھڑکا کہ اس سے پھسلن ہوگئی جس سے پھسل کر کوئی آدمی گرا اور مرگیا تو پانی چھڑکنے والے کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔ اور اگر کوئی جانور پھسل کر گرا اور مرگیا یا کسی کا کوئی مالی نقصان ہوگیا تو اس کا تاوان چھڑکنے والے کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ پورے راستہ میں پانی چھڑکا ہو اور گزرنے کے لیے جگہ نہ رہے۔ لیکن اگر بعض حصہ میں چھڑکا ہے اور بعض قابل گزر چھوڑ دیا ہے تو اگر پانی والے حصے سے گزرنے والا اندھا ہے اور اسے پانی کا علم نہ تھا یا گزرنے والا جانور ہے تب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر علم کے باوجود بینا یا نابینا پانی والے حصے سے بالقصد گزرا اور پھسل کر ہلاک ہوگیا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔[2] (عالمگیری ص ۴۱ ج ۶، مبسوط ص ۷ جلد ۲۷، بحر الرائق ص ۳۵۰ ج ۸، شامی ص ۵۳۲ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۵ ج ۶، ہدایہ ص ۵۸۶ ج ۳، فتح القدیر ص ۳۲۳ جلد ۸، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳)

مسئلہ ۴۵۴: شربت بیچنے والے یا کسی ریڑھی والے نے اتنا پانی اپنی دکان کے سامنے بہا دیا کہ پھسلن ہوگئی تو پانی چھڑکنے والے کے عاقلہ پر دیت واجب ہے اگر کوئی شخص اس سے پھسل کر ہلاک ہو جائے۔ بشرطیکہ وہ زمین اس کی ملک نہ ہو۔[3] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۴۵ ج ۶، عالمگیری ص ۴۱ ج ۶، ہدایہ ص ۵۸۷ ج ۴، بحر الرائق ص ۳۵۰ ج ۸، درمختار وشامی ص ۵۲۶ ج ۵)

مسئلہ ۴۵۵: کسی نے شارع عام پر اتنا پانی چھڑکا کہ پھسلن ہوگئی۔ اس پر سے کوئی شخص دو گدھے لے کر گزرا ایک کی ڈوری اس کے ہاتھ میں تھی اور دوسرا اس کے ساتھ جارہا تھا۔ ساتھ جانے والا گدھا پھسل کر گرا جس سے اس کا پیر ٹوٹ گیا۔ گدھے والا اگر دونوں کو پیچھے سے ہانک رہا تھا تو کسی پر کچھ نہیں اور اگر پیچھے سے نہیں ہانک رہا تھا تو پانی چھڑکنے والے پر تاوان ہے۔[4] (عالمگیری ص ۴۲ ج ۶)

مسئلہ ۴۵۶: کسی نے شارع عام پر اتنا پانی بہایا کہ جمع ہوکر برف بن گیا۔ یا برف راستے میں ڈال دی۔ اس سے پھسل کر کوئی آدمی ہلاک ہوگیا یا راستے میں کیچڑ سے بچنے کے لیے پتھر رکھ دیئے تھے اس پر سے پھسل کر گر پڑا اور ہلاک ہوگیا تو

---

1 ...."الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص ٤١.

2 ...."الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص ٤١.

و "ردالمحتار"، كتاب الدّيات، باب مايحدثه الرجل...إلخ، ج ١٠، ص ٢٦٨.

3 ...."الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص ٤١.

4 ....المرجع السابق، ص ٤٢.

اگر امام کی اجازت سے یہ کام کیا تھا تو ضامن نہیں ہوگا اور اگر بلا اجازت امام کیا تھا تو ضامن ہوگا۔[1] (عالمگیری ص ۴۲ جلد ۶)

مسئلہ ۴۵۷: کسی شارع عام پر دو پتھر رکھے ہوئے تھے۔ گزرنے والا ایک سے ٹکرا کر دوسرے پر گرا اور مر گیا پہلا پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا اور اگر پہلے کا واضع معلوم نہ ہو تو دوسرا پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا۔[2]

مسئلہ ۴۵۸: کسی نے شارع عام پر بلا اجازت امام یا شارع خاص پر اس گلی کے رہنے والوں کی اجازت کے بغیر کوئی جدید تعمیر کی جس سے ٹکرا کر کوئی کسی دوسرے آدمی پر گرا اور جس پر گرا وہ مر گیا تو تعمیر کرنے والا ضامن ہوگا۔ گرنے والا ضامن نہیں ہوگا۔[3] (عالمگیری ص ۴۲ ج ۶، مبسوط ص ۷ ج ۲۷، قاضی خاں علی الہندیہ، ص ۴۵۸ ج ۳)

مسئلہ ۴۵۹: کسی نے راستے میں کوئی چیز رکھی۔ دوسرے نے اس کو ہٹا کر دوسری طرف رکھ دیا اور اس سے ٹکرا کر کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو ہٹانے والا ضامن ہوگا۔ رکھنے والا ضامن نہیں ہوگا۔[4] (عالمگیری ص ۴۲ ج ۶، مبسوط ص ۷ ج ۲۷، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۴۵ ج ۶، ہدایہ ص ۵۸۷ ج ۴، درمختار و شامی ص ۵۲۳ ج ۵)

مسئلہ ۴۶۰: کسی نے شارع عام پر بلا اجازت امام یا شارع خاص پر اس گلی کے رہنے والوں کی اجازت کے بغیر کچھ جدید تعمیر کی جس سے ٹکرا کر کوئی آدمی دوسرے آدمی پر گرا اور دونوں مر گئے تو تعمیر کرنے والے کے عاقلہ پر دونوں کی دیت واجب ہے۔[5] (بحر الرائق ص ۳۴۷ ج ۸، تبیین الحقائق، ص ۱۴۵، ج ۶)

مسئلہ ۴۶۱: کسی نے راستے میں انگارہ رکھ دیا اس سے کوئی چیز جل گئی تو رکھنے والا اس کا ضامن ہوگا۔ اور اگر ہوا سے اڑ کر وہ آگ دوسری جگہ چلی گئی اور کسی چیز کو جلا دیا تو اگر رکھتے وقت ہوا چل رہی تھی تو رکھنے والا ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔[6] (خانیہ علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳، مبسوط ص ۸، ج ۲۷، عالمگیری ص ۴۲ ج ۶، ہدایہ ص ۵۸۶ ج ۴، تبیین الحقائق، ص ۱۴۴، ج ۶)

مسئلہ ۴۶۲: لوہار نے اپنی دکان میں بھٹی سے لوہا نکال کر اہرن (نہائی[7]) پر رکھ کر کوٹا جس سے چنگاری نکل کر شارع عام پر چلنے والے کسی آدمی پر گری جس سے وہ جل کر مر گیا یا اس کی آنکھ پھوٹ گئی تو اس کی دیت لوہار کے عاقلہ پر ہے اور اگر کسی کا کپڑا جلا دیا یا کوئی مالی نقصان کر دیا تو اس کا تاوان لوہار کے مال سے دیا جائے گا اور اگر اس کے کوٹنے سے چنگاری

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادی عشر فی جناية الحائط... إلخ، ج۶، ص ۴۲.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... تكملة "البحر الرائق"، كتاب الديات، باب مايحدث الرجل في الطريق، ج۹، ص ۱۱۲.

و "التبيين الحقائق"، كتاب الديات، باب مايحدث الرجل في الطريق، ج۷، ص ۲۹۹.

6 ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الديات، فصل فيمايحدث في الطريق... إلخ، ج۲، ص ۴۰۰، ۴۰۱.

7 ...... سندان، وہ چیز جس پر لوہار لوہا رکھ کر کوٹتے ہیں۔

نہیں اڑی بلکہ ہوا سے اڑ کر کسی پر گری تو لوہار پر کچھ نہیں ہے۔[1] (عالمگیری ص ۴۲ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۵۹ ج ۳)

مسئلہ ۴۶۳: لوہار نے اپنی دکان میں راستے کی جانب یہ جانتے ہوئے کہ راستے کی ہوا سے آگ بھڑکے گی، بھٹی جلائی اور اس سے راستے میں کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن ہوگا۔[2] (عالمگیری ص ۴۲، ج ۶ از ذخیرہ)

مسئلہ ۴۶۴: کوئی شخص آگ لے کر ایسی جگہ سے گزرا جہاں سے گزرنے کا اس کو حق تھا۔ اس سے کوئی چنگاری خود گر گئی یا ہوا سے گر گئی اور اس سے کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن نہیں ہے۔ اور اگر ایسی جگہ سے گزرا جہاں سے گزرنے کا اس کو حق نہ تھا تو اگر ہوا سے چنگاری اڑ کر گری تو ضامن نہیں ہوگا، اور اگر خود گری اور اس سے کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن ہوگا۔[3] (عالمگیری از خزانۃ المفتین، ص ۴۳ ج ۶)

مسئلہ ۴۶۵: کوئی شخص شارع عام پر (فٹ پاتھ) پر بیٹھ کر حکومت کی اجازت کے بغیر خرید و فروخت کرتا ہے اس کے سامان میں پھنس کر کوئی شخص گر پڑا اور اس کا کچھ نقصان ہو گیا تو بیٹھنے والا ضامن ہوگا اور حکومت کی اجازت سے بیٹھا ہے تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔[4] (عالمگیری ص ۴۳ ج ۶)

مسئلہ ۴۶۶: شارع عام کے کنارے بیٹھ کر خرید و فروخت اگر کسی چیز کو ضرر نہ دے اور حکومت کی اجازت سے ہو تو جائز ہے اور اگر مضر ہو تو ناجائز ہے۔[5] (درمختار و شامی ص ۵۲۱ ج ۵)

مسئلہ ۴۶۷: کوئی آدمی سونے والے کے پاس سے گزرا اور اس کی ٹھوکر سے سونے والے کی پنڈلی ٹوٹ گئی پھر اس پر گر پڑا جس سے اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ اس کے بعد خود مر گیا تو سونے والے پر مرنے والے کی دیت ہے اور مرنے والے پر سونے والے کا اَرش واجب ہوگا اور اگر دونوں ہی مر گئے تو سونے والے پر گرنے والے کی دیت ہے اور گرنے والے پر سونے والے کی نصف دیت ہے۔[6] (عالمگیری ص ۴۳ ج ۶)

مسئلہ ۴۶۸: کوئی آدمی راستے سے گزر رہا تھا کہ اچانک گر کر مر گیا اور اس سے ٹکرا کر دوسرا شخص مر گیا تو کسی پر کچھ نہیں۔[7] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۴۳ ج ۶)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط ... إلخ، ج ٦، ص ٤٢.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق، ص ٤٣. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب مایحدثه الرجل... إلخ، ج ١٠، ص ٢٦٧.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج ٦، ص ٤٣.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۶۹: کوئی راہ چلتا بے ہوش ہوکر یا ضعف کی وجہ سے[1] کسی پر گر پڑا جس سے وہ مرگیا یا راہ چلتا گر کر مرگیا اور اس سے ٹکرا کر کوئی دوسرا شخص مرگیا تو راہ گیر کے عاقلہ پر مرنے والے کی دیت واجب ہے۔ دوسرے کی موت اگر گرنے والے سے دب کر ہوئی ہے تو گرنے والے پر کفارہ بھی ہے جو اس کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ اور وراثت سے محروم ہوگا اور اگر راہ گیر زمین پر گرا اور دوسرا اس سے ٹکرا کر مرگیا تو کفارہ اور حرمان میراث[2] نہیں ہے۔[3] (عالمگیری از محیط ص ۴۳ ج ۶)

مسئلہ ۴۷۰: کوئی شخص بوجھ اٹھائے راستہ سے گزر رہا تھا کہ اس کا بوجھ کسی شخص پر گرا جس سے وہ شخص مرگیا یا بوجھ زمین پر گرا اور اس سے ٹکرا کر کوئی شخص مرگیا تو بوجھ اٹھانے والا ضامن ہوگا۔[4] (عالمگیری ص ۴۳ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۵۸ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۴۶ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۲۳ جلد ۵)

مسئلہ ۴۷۱: کوئی شخص راستہ میں کوئی ایسی چیز پہن کر گزرا جو عام طور پر پہنی جاتی ہے۔ اس چیز سے الجھ کر کوئی شخص مرگیا یا کسی شخص پر وہ چیز گر پڑی جس سے وہ مرگیا یا راستے میں گر پڑی جس سے ٹکرا کر کوئی مرگیا تو ان سب صورتوں میں گزرنے والے پر ضمان نہیں ہے۔ اور اگر اس قسم کی چیز ہے جو پہنی نہیں جاتی ہے تو اس کا حکم بوجھ اٹھانے والے کا سا ہے اور اس سے جو نقصان ہوگا یہ ضامن ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جانور کو ہانک رہا تھا یا اس کو کھینچ رہا تھا یا اس پر سوار تھا اور اس کے سامان میں سے کوئی چیز مثلاً زین لگام وغیرہ گر پڑی جس سے کوئی آدمی مرگیا یا جانور یا اس کے سامان میں سے کوئی چیز راستے پر گری اور اس سے ٹکرا کر کوئی آدمی مرگیا تو بہر صورت جانور والا ضامن ہوگا۔[5] (عالمگیری از محیط ص ۴۳ ج ۶)

مسئلہ ۴۷۲: دو آدمیوں نے اپنے مٹکے راستہ پر رکھ دیئے تھے ایک لڑھک کر دوسرے سے ٹکرایا تو اگر لڑھکنے والا ٹوٹا تو دوسرے کا مالک اس مٹکے کا ضمان دے گا اور اگر دوسرا ٹوٹا تو لڑھکنے والے کا مالک ضمان نہیں دے گا اور اگر دونوں لڑھکے تو کسی پر کچھ نہیں۔[6] (عالمگیری ص ۴۳ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۵۹ ج ۳)

مسئلہ ۴۷۳: دو آدمیوں نے اپنے جانور راستے پر کھڑے کر دیئے تھے۔ ایک بھاگا جس سے دوسرا گرا اور مرگیا تو کسی پر کچھ نہیں ہے اور اگر بھاگنے والا اس سے ٹکرا کر مرگیا تو دوسرے کا مالک ضمان دے گا۔[7] (عالمگیری ص ۴۳ ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۹ ج ۳)

مسئلہ ۴۷۴: کسی نے راستہ میں کوئی چیز رکھ دی جس کو دیکھ کر ادھر سے گزرنے والا جانور بدک کر بھاگا اس نے کسی

---

1 ...... یعنی کمزوری کی وجہ سے۔ 2 ...... یعنی وراثت سے محرومی۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط ... إلخ، ج ٦، ص ٤٣.

4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

آدمی کو مار دیا تو اس شے کے رکھنے والے پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ اسی طرح ایسی ہی گراؤ دیوار [1] جس کے گرانے کا مطالبہ کیا جاچکا تھا زمین پر گری اس سے کوئی جانور بھڑک کر بھاگا، جس سے کچل کر کوئی شخص مرگیا تو دیوار والا ضامن نہیں ہوگا۔ دیوار کا مالک اور راستے میں چیز رکھنے والا صرف اس صورت میں ضامن ہوں گے کہ دیوار یا اس چیز سے لگ کر ہلاکت واقع ہو۔ [2] (عالمگیری ص ۴۴ ج ۶)

مسئلہ ۴۷۵: اہل مسجد نے بارش کا پانی جمع کرنے کے لیے مسجد میں کنواں کھدوایا، یا بڑا سا مٹکا رکھا یا چٹائی بچھائی یا دروازہ لگایا یا چھت میں قندیل [3] لٹکائی یا سائبان ڈالا اور ان سے کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو اہل مسجد پر ضمان نہیں۔ اور اگر اہل محلہ کے علاوہ دوسرے لوگوں نے یہ سب کام اہل محلہ کی اجازت سے کئے تھے اور ان سے کوئی ہلاک ہوگیا تب بھی کسی پر کچھ نہیں۔ اور بغیر اجازت یہ کام کیے اور ان سے کوئی ہلاک ہوگیا تو کنواں اور سائبان کی صورت میں ضامن ہوں گے اور بقیہ صورتوں میں ضامن نہیں ہوں گے۔ [4] (عالمگیری ص ۴۴ ج ۶، مبسوط ص ۲۴، ج ۲۷، شامی ص ۵۲۳ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۵۲ ج ۸، خانیہ علی الہندیہ، ص ۴۶۳ ج ۳)

مسئلہ ۴۷۶: کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا یا نماز کے انتظار میں بیٹھا تھا یا قراءت قرآن میں مشغول تھا یا فقہ و حدیث کا درس دے رہا تھا یا اعتکاف میں تھا یا کسی عبادت میں مشغول تھا کہ اس سے ٹکرا کر کوئی شخص گر پڑا اور مرگیا تو فتویٰ یہ ہے کہ اس پر ضمان نہیں۔ [5] (عالمگیری ص ۴۴ ج ۶، شامی ص ۵۲۴ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۵۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۶ ج ۶، مبسوط ص ۲۵ ج ۲۷، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۳ ج ۳، ہدایہ ص ۵۸۹ ج ۴)

مسئلہ ۴۷۷: مسجد میں کوئی شخص ٹہل رہا تھا کہ کسی کو کچل دیا یا مسجد میں سو رہا تھا اور کروٹ لی اور کسی پر گر پڑا جس سے وہ مرگیا تو وہ ضامن ہوگا۔ [6] (عالمگیری ص ۴۴ ج ۶)

مسئلہ ۴۷۸: کسی نے امام [7] کی اجازت سے راستہ میں چہ بچہ [8] کھودا، یا اپنی ملک میں کھودا، یا راستے میں کوئی

---

1 ...... وہ دیوار جو گرنے کے قریب ہے، جھکی ہوئی دیوار۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادی عشر فی جناية الحائط... إلخ، ج ٦، ص ٤٤.

3 ...... ایک قسم کا فانوس۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادی عشر فی جناية الحائط... إلخ، ج ٦، ص ٤٤.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الديات، باب مايحدثه الرجل... إلخ، ج ١٠، ص ٢٧٠.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادی عشر فی جناية الحائط... إلخ، ج ٦، ص ٤٤.

7 ...... یعنی حاکم وقت یا قاضی۔ 8 ...... چھوٹا حوض جو بارش وغیرہ کا پانی جمع کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

لکڑی رکھ دی یا بلا اجازت امام پل بنوادیا۔ اس پر سے کوئی شخص قصداً گزرا اور گر کر ہلاک ہوگیا تو فاعل ضامن نہیں ہوگا۔[1] (بحرالرائق ص ۳۵۰ ج ۸، عالمگیری از محیط ص ۴۴ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۵ ج ۶، شامی و درمختار ص ۵۲۴ ج ۵، مبسوط ص ۲۲ ج ۲۷، فتح القدیر ص ۲۳۶ ج ۸)

مسئلہ ۴۷۹: کسی نے راستے میں کنواں کھودا اس میں کسی نے گر کر خودکشی کر لی تو کنواں کھودنے والا ضامن نہیں ہے۔[2] (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۱ ج ۳، مبسوط ص ۱۶، ج ۲۷، بحرالرائق، ص ۳۴۸ ج ۸)

مسئلہ ۴۸۰: کسی نے مسلمانوں کے راستے میں اپنے گھر کے گرداگرد سے ہٹ کر کنواں کھودا جس میں گر کر کوئی شخص مرگیا تو اس کے عاقلہ پر مرنے والے کی دیت واجب ہوگی اور اس پر کفارہ نہیں ہے اور وہ میراث سے بھی محروم نہیں ہوگا۔[3] (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۴۸ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۴، ج ۶، شامی و درمختار ص ۵۲۲ ج ۵، مبسوط ص ۱۴، ج ۲۷)

مسئلہ ۴۸۱: اگر کسی دوسرے کے مکان کے گرداگرد کنواں کھودا، یا ایسی جگہ کھودا جو مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہے۔ یا ایسے راستہ پر کھودا جو آگے جا کر بند ہو جاتا ہے اور اس کنویں میں کوئی گر کر مرگیا تو یہ ضامن ہوگا اور اپنے گھر کے گرداگرد اپنی مملوکہ زمین پر کھودا، یا ایسی زمین پر کھودا، یا ایسی جگہ کھودا جہاں اس کو پہلے سے کنواں کھودنے کا حق حاصل تھا اور اس میں گر کر کوئی مرگیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔[4] (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، تبیین الحقائق، ص ۱۴۵، ج ۶)

مسئلہ ۴۸۲: کسی نے راستے میں کنواں کھودا اور اس میں کوئی شخص گر پڑا اور بھوک پیاس یا وہاں کے تعفن کی وجہ سے[5] دم گھٹ گیا اور مرگیا تو کنواں کھودنے والا ضامن نہیں ہوگا۔[6] (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، شامی و درمختار ص ۵۲۲ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۵، ج ۶، بحرالرائق ص ۳۴۸ ج ۸، مبسوط ص ۱۵، ج ۲۷، خانیہ علی الہندیہ، ص ۴۶۱ ج ۳)

مسئلہ ۴۸۳: کسی نے ایسے میدان میں بغیر اجازت امام کنواں کھودا جہاں لوگوں کی گزرگاہ نہیں ہے اور راستہ بھی نہیں ہے اور کوئی اس میں گر گیا تو کنواں کھودنے والا ضامن نہیں ہے۔ اسی طرح اس میدان میں کوئی شخص بیٹھا ہوا تھا یا کسی نے خیمہ لگالیا تھا۔ اس شخص سے یا خیمہ سے کوئی شخص ٹکرا گیا تو بیٹھنے والا اور خیمہ لگانے والا ضامن نہیں ہے اور اگر یہ صورتیں راستہ میں

---

1 ...... تکملة "البحر الرائق"، کتاب الدیات، باب مایحدث الرجل فی الطریق، ج۹، ص۱۱۷.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج۶، ص۴۵.

3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی بدبو وغیرہ کی وجہ۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج۶، ص۴۵.

واقع ہوں تو ضامن ہوگا۔[1] (عالمگیری ص ۳۹ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ، ص ۴۶۰ ج ۳)

مسئلہ ۴۸۴: ایک شخص نے راستہ پر نصف کنواں کھودا پھر دوسرے نے بقیہ حصہ کھود کر اسے تہہ تک پہنچایا اس میں کوئی شخص گر گیا تو پہلا کھودنے والا ضامن ہے۔[2] (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۴۹ ج ۸، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۳ ج ۳، مبسوط ص ۱۷ ج ۲۷)

مسئلہ ۴۸۵: کسی نے راستے میں کنواں کھودا پھر دوسرے نے اس کا منہ چوڑا کر دیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے چوڑائی میں کتنا اضافہ کیا ہے اگر اتنا زیادہ اضافہ ہے کہ گرنے والے کا قدم چوڑا کرنے والے کے حصہ پر پڑے گا تو یہ ضامن ہوگا اور اگر اتنا کم اضافہ کیا ہے کہ گرنے والے کا قدم اس کے اضافہ پر نہیں پڑے گا تو پہلا کھودنے والا ضامن ہوگا اور اگر اضافہ اتنا ہے کہ دونوں حصوں پر قدم پڑنے کا احتمال ہو اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ قدم کس حصے پر پڑا تھا تو دونوں نصف نصف کے ضامن ہوں گے۔[3] (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، مبسوط ص ۱۷، ج ۲۷)

مسئلہ ۴۸۶: کسی نے راستہ میں کنواں کھودا پھر اس کو مٹی چونا یا جنس ارض[4] میں سے کسی چیز سے پاٹ دیا[5]۔ پھر دوسرے نے آکر یہ چیزیں نکال کر اس کو خالی کر دیا پھر اس میں کوئی شخص گر کر مر گیا تو خالی کرنے والا ضامن ہوگا اور اگر پہلے نے کھانے وغیرہ سے یا کسی ایسی چیز سے پاٹا جو جنس ارض سے نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کو نکال کر خالی کر دیا پھر اس میں گر کر کوئی آدمی ہلاک ہوگیا، یا کنویں کو پاٹا نہیں تھا، اس کا منہ کسی چیز سے ڈھک دیا تھا[6]۔ پھر دوسرے نے اس کا منہ کھول دیا پھر اس میں گر کر کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو پہلے والا ضامن ہوگا۔[7] (عالمگیری ص ۴۵ جلد ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۰ ج ۳، مبسوط ص ۱۷ ج ۲۷)

مسئلہ ۴۸۷: کسی نے کنویں کے قریب راستے پر پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص اس میں پھنس کر کنوئیں میں گر پڑا تو پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا اور اگر کسی نے پتھر نہیں رکھا تھا بلکہ سیلاب وغیرہ سے بہہ کر پتھر وہاں آ گیا تھا تو کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا۔[8] (مبسوط ص ۱۷، ج ۲۷، عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۲ ج ۳، بحر الرائق، ص ۳۴۹ ج ۸)

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط ...إلخ، ج۶، ص ۴۵.

2 ......المرجع السابق.　3 ......المرجع السابق.

4 ......یعنی زمینی اشیا جیسے مٹی، پتھر وغیرہ۔　5 ......یعنی بھر دیا۔　6 ......یعنی اس کے منہ پر کوئی چیز رکھ کر بند کر دیا تھا۔

7 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط...إلخ، ج۶، ص ۴۵.

8 ......المرجع السابق.

مسئلہ ۴۸۸: کسی شخص نے کنویں میں پتھر یا لوہا ڈال دیا۔ پھر اس میں کوئی گر پڑا اور پتھر یا لوہے سے ٹکرا کر مر گیا تو کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا۔ [1] (مبسوط ص ۱۸، ج ۲۷، عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، بحر الرائق، ص ۳۴۹ ج ۸)

مسئلہ ۴۸۹: راستے میں کسی نے کنواں کھودا۔ اس کے قریب کسی نے پانی چھڑک دیا جس سے پھسل کر کوئی شخص کنویں میں گر پڑا تو پانی چھڑکنے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر پانی چھڑکنے والا کوئی نہیں تھا بلکہ بارش سے پھسلن ہوگئی تھی تو کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا۔ [2] (عالمگیری ص ۴۵ جلد ۶)

مسئلہ ۴۹۰: کسی شخص نے کسی کو کنویں میں ڈھکیل دیا تو ڈھکیلنے والا ضامن ہوگا کنواں اس کی ملک ہو یا نہ ہو۔ [3] (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، مبسوط ص ۱۹، ج ۲۷، بحر الرائق، ص ۳۴۸ ج ۸)

مسئلہ ۴۹۱: کسی نے راستے میں کنواں کھودا۔ اس میں گر کر کوئی ہلاک ہوگیا۔ کنواں کھودنے والا کہتا ہے کہ اس نے خودکشی کی ہے اس لیے کچھ ضمان نہیں ہے اور مقتول کے ورثا کہتے ہیں کہ اس نے خودکشی نہیں کی ہے بلکہ اتفاقیہ کنویں میں گر پڑا ہے۔ تو کنواں کھودنے والے کا قول معتبر ہے اور اس پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ [4] (عالمگیری ص ۴۵ ج ۶، مبسوط ص ۲۰ ج ۲۷، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۲ ج ۳، بحر الرائق، ص ۳۴۸ جلد ۸)

مسئلہ ۴۹۲: کسی نے راستہ میں کنواں کھودا اس میں کوئی آدمی گر گیا مگر چوٹ نہیں آئی پھر کنویں سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کچھ اوپر کو چڑھنے کے بعد گر کر مر گیا تو کنواں کھودنے والے پر کوئی ضمان نہیں۔ اور اگر کنویں کی تہہ میں چلا گیا پھر اور کسی پتھر سے ٹکرا کر ہلاک ہوگیا تو اگر وہ پتھر زمین میں خلقۃً گڑا ہوا ہے [5] تو کنواں کھودنے والا ضامن نہیں ہے اور اگر کنواں کھودنے والے نے یہ پتھر کنویں میں رکھا تھا یا اصل جگہ سے اکھیڑ کر دوسری جگہ پر رکھ دیا تھا تو کنواں کھودنے والا ضامن ہوگا۔ [6] (عالمگیری ص ۴۶ ج ۶)

مسئلہ ۴۹۳: کسی نے دوسرے شخص کے مکان سے ملحق جگہ پر [7] کنواں کھودنے کے لیے کسی کو مزدور رکھا اور مزدور خود یہ جانتا تھا کہ یہ جگہ مستاجر کی [8] نہیں ہے یا مستاجر نے مزدور کو بتا دیا تھا تو مزدور ضامن ہوگا اگر اس کنویں میں کوئی گر کر

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج٦، ص٤٥.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی قدرتی طور پر زمین میں موجود ہے۔

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحائط... إلخ، ج٦، ص٤٥.

7 ...... یعنی مکان سے ملی ہوئی جگہ پر۔ 8 ...... یعنی کنواں کھدوانے والے کی۔

مرگیا اور اگر مزدور کو نہیں بتایا گیا اور وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ جگہ مستاجر کی نہیں ہے تو مستاجر ضامن ہوگیا۔ اور اگر مستاجر نے اپنے احاطہ سے ملحقہ اپنی زمین میں کنواں کھودنے پر مزدور رکھا اور اس کو یہ بتایا کہ اس جگہ کنواں کھودنے کا مجھے حق حاصل ہے۔ پھر اس کنویں میں کوئی شخص گر کر ہلاک ہوگیا تو مستاجر ضامن ہوگا۔ اور اگر مستاجر نے یہ کہا تھا کہ یہ جگہ میری ہے مگر مجھے کنواں کھودنے کا حق نہیں ہے تو بھی مستاجر ہی ضامن ہوگا۔ [1] (عالمگیری ص ۴۶ ج ۶، درمختار وشامی ص ۵۲۴ ج ۵)

مسئلہ ۴۹۴: چار آدمیوں کو کسی نے کنواں کھودنے کے لیے مزدوری پر رکھا وہ کنواں کھود رہے تھے کہ ان پر کچھ حصہ گر پڑا جس سے ایک مزدور ہلاک ہوگیا تو باقی تین مزدور چوتھائی چوتھائی دیت کے ضامن ہوں گے۔ اور ایک چوتھائی حصہ ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر ایک ہی مزدور کنواں کھود رہا تھا اس پر کنواں گر پڑا اور وہ مزدور مرگیا تو اس کا کوئی ضمان نہیں۔ [2] (عالمگیری ص ۴۶ جلد ۶، مبسوط ص ۱۶ جلد ۲۷، درمختار وشامی ص ۵۲۵ جلد ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۶۲ ج ۳)

مسئلہ ۴۹۵: کسی شخص نے اپنی زمین میں نہر کھودی جس میں گر کر کوئی انسان یا جانور ہلاک ہوگیا تو یہ شخص ضامن نہیں ہوگا اور اگر پرائی زمین میں نہر کھودی تھی تو یہ ضامن ہوگا۔ [3] (عالمگیری ص ۴۷ ج ۶، مبسوط ص ۲۲ ج ۲۷، قاضی خان ص ۴۶۰ ج ۳)

مسئلہ ۴۹۶: کسی نے اپنی زمین میں نہر یا کنواں کھودا جس سے پڑوسی کی زمین سیم زدہ ہوگئی [4]۔ تو یہ دیکھا جائے گا کنواں کھودنے والے کی اپنی زمین عادتاً جتنا پانی برداشت کرسکتی تھی اتنا پانی اس نے دیا ہے یا اس سے زیادہ اگر زیادہ دیا ہے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر عادۃً اتنا پانی برداشت کرسکتی تھی تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔ اور اس کو کنویں کی جگہ تبدیل کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ [5] (عالمگیری ص ۴۷ ج ۶، خانیہ علی الہندیہ، ص ۴۶۱ ج ۳)

مسئلہ ۴۹۷: اگر کسی نے اپنی زمین میں پانی دیا اور وہ اس کی زمین سے بہہ کر دوسرے کی زمین میں پہنچ گیا اور اس کی کسی چیز کو نقصان پہنچایا اور وہ پانی دیتے وقت یہ جانتا تھا کہ یہ پانی بہہ کر دوسرے کی زمین میں چلا جائے گا تو یہ ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔ [6] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۶۱ ج ۳، عالمگیری ص ۴۷ ج ۶)

مسئلہ ۴۹۸: راستے پر کنواں بنا ہوا تھا۔ اس میں کوئی آدمی گر کر مرگیا۔ ایک شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے یہ کنواں

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط... إلخ، ج٦، ص٤٦.

2 ...... المرجع السابق، ص٤٦، ٤٧.

3 ...... المرجع السابق، ص٤٧.

4 ...... یعنی ناقابل کاشت ہوگئی۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط... إلخ، ج٦، ص٤٧.

6 ...... المرجع السابق.

کھودا ہے تو اس کے اس اقرار کی وجہ سے اس کے مال میں سے تین سال میں دیت دی جائے گی اس کے عاقلہ پر نہیں ہوگی۔ [1] (عالمگیری ص ۴۶ ج ۶)

مسئلہ ۴۹۹: کسی نے دوسرے کی زمین میں کنواں کھودا۔ اس میں گر کر کوئی شخص ہلاک ہوگیا۔ زمین کا مالک کہتا ہے کہ میں نے اس کو کنواں کھودنے کا حکم دیا تھا مگر مقتول کے ورثاء کہتے ہیں کہ اس نے حکم نہیں دیا تھا تو زمین کے مالک کی بات مان لی جائے گی اور کسی پر ضمان لازم نہیں ہوا۔ [2] (مبسوط ص ۲۲، ج ۲۷، عالمگیری ص ۴۶ ج ۶)

مسئلہ ۵۰۰: کسی نے اپنی ملک میں کنواں کھودا۔ اس میں کوئی آدمی یا جانور گرا اس کے بعد دوسرا شخص گرا۔ اس کے گرنے سے وہ آدمی یا جانور ہلاک ہوگیا۔ تو اوپر گرنے والا ہلاکت کا ضامن ہوگا اور اگر کنواں راستے میں امام کی اجازت کے بغیر کھودا گیا تھا تو کنواں کھودنے والا دونوں کے نقصان کا ضامن ہوگا۔ [3] (عالمگیری ص ۴۶ جلد ۶، خانیہ علی الہندیہ ص ۴۶۱ ج ۳)

مسئلہ ۵۰۱: کسی نے دوسرے کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر گڑھا کھودا۔ اس میں کسی کا گدھا گر کر مر گیا تو کھودنے والا ضامن ہوگا۔ [4] (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۴۶ ج ۶)

مسئلہ ۵۰۲: کسی نے راستے میں کنواں کھودا اس میں کوئی شخص گر گیا اور اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ پھر کنویں سے نکلا تو دو شخصوں نے اس کا سر پھاڑ دیا جس سے وہ بیمار ہو کر پڑا رہا پھر مر گیا تو اس کی دیت تینوں پر تقسیم ہو جائے گی۔ [5] (مبسوط ص ۱۸ جلد ۲۷، عالمگیری ص ۴۶ جلد ۶)

مسئلہ ۵۰۳: کسی نے کنواں کھودنے کے لیے کسی کو مزدور رکھا۔ مزدور نے کنواں کھودا۔ اس کے بعد کوئی آدمی اس میں گر کر ہلاک ہوگیا۔ یہ کنواں اگر مسلمانوں کے ایسے عام راستے پر کھودا گیا تھا جس کو ہر شخص عام راستہ خیال کرتا تھا تو مزدور ضامن ہوگا۔ مستاجر نے اس کو یہ بتایا ہو کہ یہ عام راستہ ہے یا نہ بتایا ہو اسی طرح غیر معروف راستہ پر اگر کنواں کھودا گیا اور مستاجر نے مزدور کو یہ بتا دیا تھا کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے تو بھی مزدور ضامن ہوگا۔ اور اگر مزدور کو یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ عام راستہ مسلمانوں کا ہے تو مستاجر ضامن ہوگا۔ [6] (عالمگیری ص ۴۶ ج ۶)

مسئلہ ۵۰۴: کسی نے اپنی زمین میں پانی دیا۔ وہ پڑوسی کی زمین میں پہنچ گیا تو اگر پانی دیا ہی اس طرح پر ہے کہ پانی اس کی زمین میں ٹھیرنے کے بجائے پڑوسی کی زمین میں جمع ہو جائے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر اس کی اپنی زمین میں ٹھیرنے

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادى عشر فى جناية الحائط...إلخ، ج٦، ص٤٦.

2 ......المرجع السابق.
3 ......المرجع السابق.
4 ......المرجع السابق.

5 ......المرجع السابق.
6 ......المرجع السابق.

کے بعد فالتو پانی پڑوسی کی زمین میں چلا گیا اور پڑوسی نے پانی دینے سے پہلے اس سے یہ کہا تھا کہ تم اپنا بند مضبوط بناؤ اور اس نے اس کے کہنے پر عمل نہیں کیا تو ضامن ہوگا اور اگر پڑوسی نے یہ مطالبہ نہیں کیا تھا تو ضامن نہیں ہوگا۔ ہاں اگر اس کی زمین بلند تھی اور پڑوسی کی زمین نیچی اور یہ جانتا تھا کہ اپنی زمین میں پانی دینے سے پڑوسی کی زمین میں پانی چلا جائے گا تو ضامن ہوگا اور اس کو یہ حکم دیا جائے گا کہ مینڈھیں باندھ کر پانی دے۔[1] (عالمگیری ص ۴۷ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۶۱ ج ۳)

مسئلہ ۵۰۵: کسی نے اپنی زمین میں پانی دیا اور اس کی اپنی زمین میں چوہوں وغیرہ کے بل تھے اور یہ ان کو جانتا تھا اور ان کو بند نہیں کیا تھا۔ ان سوراخوں کی وجہ سے پانی پڑوسی کی زمین میں چلا گیا اور اس کا کچھ نقصان ہوا تو یہ ضامن ہوگا اور اگر اس کو سوراخوں کا علم نہ تھا تو ضامن نہیں ہوگا۔[2] (عالمگیری ص ۴۷ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۶۱ ج ۳)

مسئلہ ۵۰۶: کسی نے عام نہر سے اپنی زمین کو سیراب کیا اور اس نہر سے چھوٹی چھوٹی نالیاں نکل کر دوسروں کی زمینوں پر جارہی تھیں۔ ان نالیوں کے دہانے کھلے ہوئے تھے۔ اس کے پانی دینے کی وجہ سے ان نالیوں میں پانی چلا گیا تو دوسروں کی زمین کے نقصان کا یہ ضامن ہوگا۔[3] (عالمگیری ص ۴۷ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۶۱ ج ۳)

جنایات بہائم کا بیان

جانوروں سے نقصان کا بیان

مسئلہ ۵۰۷: بہائم کی جنایتوں کی تین صورتیں ہیں:

(۱) جس جگہ پر جنایت واقع ہوئی وہ جگہ جانور کے مالک کی ملکیت ہے۔

(۲) کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے۔

(۳) وہ جگہ شاہراہ عام ہے۔[4] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، عنایہ علی الفتح، ص ۳۴۵ ج ۸)

پہلی صورت میں اگر جانور کا مالک جانور کے ساتھ نہ ہو تو وہ کسی نقصان کا ضامن نہیں ہوگا خواہ جانور کھڑا ہو یا چل رہا ہو اور ہاتھ پیر سے کسی کو کچل دے یا دُم یا پیر سے کسی کو نقصان پہنچائے یا کاٹ لے اور اگر جانور کا مالک اس کی رسی پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا یا پیچھے سے ہانک رہا تھا جب بھی مذکورہ بالا صورت میں ضامن نہیں ہے۔[5] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۹ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۷ ج ۸، عنایہ علی الفتح ص ۳۴۵ ج ۸، مبسوط ص ۵ ج ۲۷)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الحادي عشر في جناية الحائط...إلخ، ج ٦، ص ٤٧.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم...إلخ، ج ٦، ص ٤٩.

5 ...... المرجع السابق، ص ٥٠.

مسئلہ ۵۰۸: اگر جانور کا مالک اپنی ملک میں سوار ہوکر چلا رہا تھا اور جانور نے کسی کو کچل کر ہلاک کرڈالا تو مالک کے عاقلہ پر دیت ہے اور مالک پر کفارہ ہے اور وراثت سے بھی مالک محروم ہوگا۔[1] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، عنایہ علی الفتح القدیر ص ۳۴۵ ج ۸، مبسوط ص ۵ ج ۲۷)

مسئلہ ۵۰۹: اگر مالک اپنی مِلک میں سوار ہوکر جانور کو چلا رہا تھا اور جانور نے کسی کو کاٹ لیا یا لات ماری یا دم ماردی تو مالک پر ضمان نہیں ہے۔[2] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۴۹ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، عنایہ علی فتح القدیر ص ۳۴۵ ج ۸)

مسئلہ ۵۱۰: دوسری صورت یعنی اگر جنایت کسی دوسرے شخص کی زمین میں ہوئی اور یہ جانور مالک کے داخل کیے بغیر رسی تڑا کر اس کی زمین میں داخل ہوگیا تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔ اور اگر مالک نے خود غیر کی زمین میں جانور کو داخل کیا تھا تو ہر صورت میں مالک ضامن ہوگا۔ خواہ جانور کھڑا ہو یا چل رہا ہو۔ مالک اس پر سوار ہو یا سوار نہ ہو۔ رسی پکڑ کر چلا رہا ہو یا پیچھے سے ہانک رہا ہو یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مالک زمین کی اجازت کے بغیر جانور کے مالک نے اس زمین میں جانور کو داخل کیا ہو اور اگر صاحب زمین کی اجازت سے جانور کو داخل کیا تھا تو اس کا حکم وہی ہے جو اپنی زمین کا ہے۔[3] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۹ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، عنایہ علی فتح القدیر ص ۳۴۵ ج ۸)

مسئلہ ۵۱۱: جانور کے مالک نے شارع عام پر جانور کو کھڑا کر دیا تھا اور اس نے اسی جگہ کوئی نقصان کر دیا تو سب صورتوں میں نقصان کا ضامن ہوگا مگر پیشاب یا لید کرنے کے لیے کھڑا کیا تھا تو ضمان نہیں۔[4] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۴۹ ج ۶، مبسوط ص ۵ ج ۲۷، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۵ ج ۳، ہدایہ ص ۶۱۰ ج ۴، فتح القدیر، حاشیہ چلپی ص ۳۵ جلد ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۳، ج ۷)

مسئلہ ۵۱۲: مالک نے جانور کو راستہ پر چھوڑ دیا اور مالک اس کے ساتھ نہیں ہے تو جب تک وہ جانور سیدھا چلتا رہا اور کسی طرف مڑا نہیں تو مالک نقصان کا ضامن ہوگا اور اگر داہنے بائیں مڑ گیا اور راستہ بھی صرف اسی جانب تھا تب بھی مالک ضامن ہوگا اور اگر دوراہے سے کسی طرف مڑا اور اس کے بعد جنایت واقع ہوئی تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۶۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۲، ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم... إلخ، ج۶، ص۵۰.

[2] ...... المرجع السابق . [3] ...... المرجع السابق .

[4] ...... المرجع السابق. [5] ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۵۱۳: مالک نے جانور کو شارع عام [1] پر چھوڑ دیا۔ جانور آگے جا کر کچھ دیر رکا اور پھر چل پڑا تو ٹھیرنے کے بعد جب چلا اور اس سے کوئی جنایت سرزد ہوئی تو مالک نقصان کا ضامن نہیں ہوگا۔ [2] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۶۲ ج ۸، تبیین الحقائق، ص ۱۵۲، ج ۶)

مسئلہ ۵۱۴: مالک نے راستے پر جانور چھوڑ دیا اور کسی شخص نے اس جانور کو لوٹانے کی کوشش کی مگر جانور نہ لوٹا اور اسی طرف چلتا رہا جس طرف مالک نے چلا کر چھوڑ دیا تھا پھر اس سے جنایت سرزد ہوئی تو اس نقصان کا ضامن جانور کا مالک ہوگا اور اگر روکنے والے کے روکنے سے جانور کچھ دیر ٹھیر کر پھر چلا اور اس سے کوئی نقصان ہوا تو کوئی ضامن نہیں ہوگا اور اگر روکنے والے کے روکنے سے پلٹا مگر ٹھیرا نہیں تو نقصان کا ضامن لوٹانے والا ہوگا۔ [3] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶)

مسئلہ ۵۱۵: جانور خود رسی تڑا کر شارع عام پر دوڑنے لگا تو اس کے کسی نقصان کا ضامن مالک نہیں ہوگا۔ [4] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۸، بحرالرائق ص ۳۶۲ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۳، ج ۷)

مسئلہ ۵۱۶: شارع عام پر چلنے والا سوار اپنی سواری سے ہونے والے نقصان کا ضامن ہوگا۔ سوائے اس نقصان کے جولات مارنے یا دم مارنے سے ہو۔ رسی پکڑ کر آگے چلنے والے کا بھی یہی حکم ہے۔ ہاں کچل دینے کی صورت میں راکب پر کفارہ اور حرمان میراث [5] بھی ہے لیکن قائد [6] پر نہیں ہے۔ [7] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ جلد ۵، ہدایہ ص ۶۱۰ ج ۴، بحرالرائق ص ۳۵۷ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۴۹، ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۲، ج ۷)

مسئلہ ۵۱۷: کسی جانور پر دو آدمی سوار ہیں ایک رسی پکڑ کر آگے سے کھینچ رہا ہے اور ایک پیچھے سے ہانک رہا ہے اور اس جانور نے کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو چاروں پر دیت برابر تقسیم ہوگی اور دونوں سواروں پر کفارہ بھی ہے۔ [8] (عالمگیری بحوالہ محیط ص ۵۰ ج ۶، بحرالرائق، ص ۳۵۹ ج ۸)

---

1 ...... لوگوں کے آنے جانے کا عام راستہ۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم... إلخ، ج٦، ص ٥٠.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم... إلخ، ج٦، ص ٥٠.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی وراثت سے محرومی۔ 6 ...... آگے سے جانور کو چلانے والا نکیل پکڑ کر چلانے والا۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم... إلخ، ج٦، ص ٥٠.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۵۱۸: جانور نے شارع عام پر چلتے ہوئے گوبر یا پیشاب کر دیا اس سے پھسل کر کوئی آدمی ہلاک ہوگیا تو کوئی ضمان نہیں ہے۔ کھڑے ہوئے اگر گوبر یا پیشاب کیا تب بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ جانور پیشاب یا لید کے لیے کھڑا کیا تھا۔ اور اگر کسی دوسرے کام سے کھڑا کیا تھا اور اس نے پیشاب یا لید کر دی تو اس کے نقصان کا ضامن ہوگا۔ [1] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۵۸ ج ۸)

مسئلہ ۵۱۹: جانور کے چلنے سے کوئی کنکری یا گٹھلی یا گرد و غبار اڑ کر کسی کی آنکھ میں لگا، یا کیچڑ وغیرہ نے کسی کے کپڑے خراب کر دیئے تو اس کا ضمان نہیں ہے اور اگر بڑا پتھر اچھل کر کسی کے لگا تو نقصان کا ضامن ہوگا۔ یہ حکم سوار اور قائد و سائق (یعنی ہانکنے والا) سب کے لیے ہے۔ [2] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۵ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۵۷ ج ۸، تبیین الحقائق، ص ۱۵۰، ج ۶)

مسئلہ ۵۲۰: کسی شخص نے راستہ میں پتھر وغیرہ کوئی چیز رکھ دی تھی یا پانی چھڑک دیا تھا کوئی سوار ادھر سے گزرا۔ اس کے جانور نے ٹھوکر کھائی یا پھسل گیا اور کسی آدمی پر گر پڑا جس سے وہ شخص مر گیا تو اگر سوار نے دیدہ و دانستہ [3] وہاں سے اپنے جانور کو گزارا تو سوار ضامن ہوگا اور اگر سوار کو ان باتوں کا علم نہ تھا تو پانی چھڑکنے والا یا پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا۔ [4] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۹ ج ۸، مبسوط ص ۴ ج ۲۷، بدائع صنائع ص ۲۷۲، ج ۷)

مسئلہ ۵۲۱: اگر کسی شخص نے مسجد کے دروازے پر اپنا جانور کھڑا کر دیا تھا۔ اس نے کسی کو لات مار دی تو کھڑا کرنے والا ضامن ہے اور اگر مسجد کے دروازے کے قریب جانور کے باندھنے کی کوئی جگہ مقرر ہے اس جگہ کسی نے اپنا جانور باندھ دیا یا کھڑا کر دیا تھا تو اس کے کسی نقصان کا ضمان نہیں ہے لیکن اگر اس جگہ کوئی شخص اپنے جانور کو، سوار ہو کر یا ہانک کر یا آگے سے کھینچ کر چلا رہا تھا تو چلانے والا نقصان کا ضامن ہوگا۔ [5] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۵۷ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

مسئلہ ۵۲۲: نخاسہ [6] میں کسی نے اپنے جانور کو کھڑا کیا اس نے کسی کو کوئی نقصان پہنچایا تو مالک ضامن

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم...إلخ، ج ٦، ص ٥٠.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... یعنی جان بوجھ کر۔

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم...إلخ، ج ٦، ص ٥٠.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... یعنی مویشی منڈی۔

نہیں ہوگا۔[1] (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۷ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۲، ج ۷)

مسئلہ ۵۲۳: کسی نے میدان میں اپنا جانور کھڑا کیا تو اس کے نقصان کا ضامن کھڑا کرنے والا نہیں ہوگا لیکن میدان میں لوگوں کے چلنے سے جو راستہ بن جاتا ہے اس پر اگر کھڑا کیا تو ضامن ہوگا۔[2] (عالمگیری ص ۵۰ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳، شامی ص ۵۳۰ ج ۵، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

مسئلہ ۵۲۴: شارع عام پر اگر کسی نے اپنا جانور بغیر باندھے کھڑا کر دیا جانور نے وہاں سے ہٹ کر کوئی نقصان کر دیا تو ضمان نہیں ہے۔[3] (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶)

مسئلہ ۵۲۵: کسی نے عام راستے میں جانور باندھ دیا اگر اس نے رسی تڑا کر اپنی جگہ سے ہٹ کر کوئی نقصان پہنچایا تو ضمان نہیں ہے اور اگر رسی نہیں تڑائی اور کوئی نقصان کیا تو ضمان ہے۔[4] (عالمگیری ص ۵۱ جلد ۶)

مسئلہ ۵۲۶: جانور نے سوار سے سرکشی کی اور سوار نے اسے مارا یا لگام کھینچی اور جانور نے پیر یا دُم سے کسی کو مارا تو سوار پر ضمان نہیں ہے۔ اسی طرح اگر سوار گر پڑا اور جانور بھاگ گیا اور راستے میں کسی کو مار ڈالا تب بھی سوار پر کچھ نہیں ہے۔[5] (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶)

مسئلہ ۵۲۷: کسی نے کرائے پر گدھا لیا اور اس کو اہل مجلس کے قریب راستہ پر کھڑا کر دیا اور اہل مجلس سے سلام کلام کیا پھر اس کو چلانے کے لیے مارا یا کوئی چیز اس کے چبھو دی یا اس کو ہانکا اور اس گدھے نے کسی کو لات مار دی تو سوار ضامن ہوگا۔[6] (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶)

مسئلہ ۵۲۸: سوار اپنی سواری پر جا رہا تھا کسی نے سواری کو کوئی چیز چبھو دی اس نے سوار کو گرا دیا تو اگر یہ چبھونا سوار کی اجازت سے تھا تو چبھونے والا کسی نقصان کا ضامن نہیں ہے اور اگر بغیر اجازت سوار کوئی چیز چبھو دی تو چبھونے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر سواری نے چبھونے والے کو ہلاک کر دیا تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔[7] (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۴ ج ۵، فتح القدیر و عنایہ ص ۳۱۰ ج ۸، ہدایہ ص ۶۱۵ ج ۴، بحرالرائق ص ۳۵۷ ج ۸، مبسوط ص ۲ ج ۲۷)

---

[1] ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم... إلخ، ج ٦، ص ٥١.

[2] ......المرجع السابق.

[3] ......المرجع السابق.

[4] ......المرجع السابق.

[5] ......المرجع السابق.

[6] ......المرجع السابق.

[7] ......المرجع السابق.

مسئلہ ۵۲۹: سواری کو سوار کی اجازت کے بغیر کسی نے مارا یا کوئی چیز چبھو دی جس کی وجہ سے سواری نے ہاتھ یا پیر یا جسم کے کسی حصے سے کسی شخص کو فوراً کچل کر ہلاک کر دیا تو چبھونے اور مارنے والا ضامن ہوگا سوار ضامن نہیں ہوگا اور اگر سوار کی اجازت سے ایسا کیا اور سواری نے فوراً کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو سوار اور چبھونے والے دونوں کے عاقلہ پر دیت لازم ہے اور اگر سواری نے کسی کو لات یا دُم ماردی تو اس کا ضمان نہیں ہے۔[1] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۴، ج ۵، عالمگیری ص ۵۱ ج ۶، فتح القدیر و عنایہ ص ۳۵۴ ج ۸، ہدایہ ص ۶۱۵ ج ۴، بحر الرائق ص ۳۵۷، ج ۸، مبسوط ص ۲ ج ۲۷)

مسئلہ ۵۳۰: سوار کسی غیر کی ملک میں اپنی سواری کو روکے کھڑا تھا اس نے کسی شخص کو حکم دیا کہ اس کو کوئی چیز چبھو دو۔ اس نے چبھو دی اور اس کی وجہ سے سواری نے کسی کو لات ماردی تو دونوں ضامن ہوں گے اور اگر بغیر اجازت سوار ایسا کیا تھا تو چبھونے والا ضامن ہوگا مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوگا۔[2] (عالمگیری از محیط ص ۵۱ ج ۶، شامی ص ۵۳۵، ج ۵، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸)

مسئلہ ۵۳۱: کوئی شخص جانور کو رسی پکڑ کر کھینچ رہا تھا یا پیچھے سے ہانک رہا تھا کہ کسی نے جانور کے کوئی چیز چبھو دی اور اس کی وجہ سے جانور نے بدک کر چلانے والے کے ہاتھ سے رسی چھڑا لی اور بھاگ پڑا اور فوراً کسی کا کچھ نقصان کر دیا تو چبھونے والا ضامن ہوگا۔[3] (عالمگیری ص ۵۱ ج ۶، شامی ص ۵۳۵ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۷ ج ۴، مبسوط ص ۲، ج ۲۷، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳)

مسئلہ ۵۳۲: کسی جانور کو ایک آدمی آگے سے کھینچ رہا تھا اور دوسرا پیچھے سے چلا رہا تھا۔ ان دونوں کی اجازت کے بغیر کسی اور شخص نے جانور کو کوئی چیز چبھو دی جس کی وجہ سے جانور نے کسی آدمی کے لات ماردی تو چبھونے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر کسی ایک کی اجازت سے ایسا کیا تھا تو کسی پر ضمان نہیں ہے۔[4] (عالمگیری ص ۵۱ جلد ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳، مبسوط ص ۲ ج ۲۷)

مسئلہ ۵۳۳: راستے میں کسی شخص نے کوئی چیز نصب کر دی تھی کسی کا جانور وہاں سے گزرا اور اس چیز کے چبھنے کی وجہ سے کسی کو لات مار کر ہلاک کر دیا تو نصب کرنے والا ضامن ہوگا۔[5] (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، شامی ص ۵۳۵ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۷ ج ۴، مبسوط ص ۳ ج ۲۷)

---

❶...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني، عشر في جناية البهائم ... إلخ، ج ٦، ص ٥١.

و "الفتاوی الخانية"، كتاب الجنايات، باب جناية البهائم... إلخ، ج ٢، ص ٣٩٩.

❷...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم ... إلخ، ج ٦، ص ٥١.

❸...... المرجع السابق. ❹...... المرجع السابق. ❺...... المرجع السابق، ص ٥٢.

مسئلہ ۵۳۴: کسی سوار نے اپنی سواری کو راستہ میں روک رکھا تھا پھر اس کے حکم سے کسی نے سواری کو کوئی چیز چبھوئی جس کی وجہ سے سواری نے اسی جگہ کسی کو ہلاک کر دیا تو دونوں ضامن ہوں گے۔ اور اگر سوار کو گرا کر ہلاک کر دیا تو اس کا خون رائیگاں جائے گا اور اگر اس چبھونے کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹ کر کسی کو ہلاک کر دیا تو صرف چبھونے والا ضامن ہوگا۔ [1] (عالمگیری ص۵۲ ج۶، شامی ص۵۳۵ ج۵، بحرالرائق ص۳۵۸ ج۸)

مسئلہ ۵۳۵: کوئی سوار اپنی سواری کو راستہ پر روکے کھڑا تھا پھر اس کے حکم سے کسی نے اس کو کوئی چیز چبھو دی جس کی وجہ سے سواری نے اسی جگہ پر چبھونے والے کو اور ایک دوسرے شخص کو ہلاک کر دیا تو اجنبی کی دیت سوار اور چبھونے والے دونوں پر واجب الادا ہوگی اور چبھونے والے کی آدھی دیت سوار پر ہے۔ [2] (عالمگیری ص۵۲ ج۶، شامی ص۵۳۵ ج۵، بحرالرائق ص۳۵۸ ج۸)

مسئلہ ۵۳۶: کسی سوار کی سواری رک کر راستہ میں کھڑی ہوگئی، سوار نے یا کسی دوسرے شخص نے اس کو چلانے کے لیے کوئی چیز چبھوئی اور اس کی وجہ سے سواری نے کسی کے لات ماردی تو کوئی ضامن نہیں ہے۔ [3] (عالمگیری ص۵۲ ج۶، شامی ص۵۳۵، ج۵، بحرالرائق ص۳۵۸ ج۸)

مسئلہ ۵۳۷: کسی سوار نے اپنی سواری کو راستہ پر روک رکھا تھا، ایک دوسرا شخص بھی اس پر سوار ہوگیا، اس کی وجہ سے کسی کو جانور نے لات ماردی اور ہلاک کر دیا تو دونوں نصف نصف دیت کے ضامن ہوں گے۔ [3] (عالمگیری ص۵۲ ج۶)

مسئلہ ۵۳۸: کسی نے دوسرے کے جانور کو راستے پر باندھ دیا اور خود غائب ہوگیا، جانور کے مالک نے کسی کو حکم دیا کہ اس کو کوئی چیز چبھودے اور اس نے چبھودی جس کی وجہ سے جانور نے حکم دینے والے کو یا اور کسی اجنبی کو لات مار کر ہلاک کر دیا تو اس کی دیت چبھونے والے پر ہے اور اگر جانور کو کھڑا کرنے والے ہی نے چبھونے کا حکم دیا تھا اور جانور نے کسی کو مار دیا تو چبھونے والے اور حکم دینے والے دونوں پر نصف نصف دیت ہے۔ [4] (عالمگیری ص۵۲ ج۶، بحرالرائق ص۳۵۸، ج۸)

مسئلہ ۵۳۹: کسی شخص نے راستہ پر پتھر رکھ دیا تھا اس سے بدک کر جانور جو نقصان کرے گا اس کے احکام وہی ہیں جو چبھونے والے کے ہیں، یعنی پتھر رکھنے والا چبھونے والے کے حکم میں ہے۔ [5] (عالمگیری ص۵۲ ج۶، مبسوط ص۴ ج۲۷)

مسئلہ ۵۴۰: کسی نے اپنا گدھا چھوڑ دیا، اس نے کسی کی کھیتی کو نقصان پہنچایا تو اگر مالک نے اس کو خود کھیت میں

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثانی عشر فی جناية البهائم... إلخ، ج٦، ص٥٢.

2 ...... المرجع السابق .

3 ...... المرجع السابق .

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

لے جا کر چھوڑا ہے تو مالک ضامن ہوگا اور اگر مالک ساتھ نہیں گیا لیکن گدھا کھولنے کے فوراً بعد سیدھا چلا گیا۔ داہنے بائیں مڑا نہیں یا مڑا تو صرف اس وجہ سے کہ راستہ صرف اسی طرف مڑتا تھا تب بھی مالک ضامن ہوگا۔ اور اگر کھولنے کے بعد کچھ دیر کھڑا رہا پھر کھیت میں گیا۔ یا اپنی مرضی سے کسی طرف مڑ کر کھیت میں چلا گیا تو مالک نقصان کا ضامن نہیں ہے۔[1] (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۵ ج ۳، شامی ودرمختار ص ۵۳۷ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۴ ج ۴، عنایہ ص ۳۵۰ ج ۸)

مسئلہ ۵۴۱: اگر کسی نے جانور کو آبادی سے باہر کر کے اپنے کھیت کی طرف ہانک دیا۔ راستہ میں اس جانور نے کسی دوسرے کی زراعت کو نقصان پہنچایا تو اگر راستہ صرف یہی تھا تو ضامن ہوگا اور اگر چند راستے تھے تو ضامن نہیں ہوگا۔[2] (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶)

مسئلہ ۵۴۲: باڑہ سے نکل کر جانور خود باہر چلا گیا یا مالک نے چراگاہ میں چھوڑا تھا مگر وہ کسی اور کے کھیت میں گھس گیا اور کوئی نقصان کر دیا تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔[3] (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶)

مسئلہ ۵۴۳: پالتو بلی اور کتا اگر کسی کے مال کا نقصان کر دے تو مالک ضامن نہیں ہے۔ شکاری پرندہ کا بھی حکم یہی ہے اگرچہ چھوڑنے کے فوراً بعد کوئی نقصان کر دے۔[4] (عالمگیری از سراج الوہاج ص ۵۲ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۴ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۵۹ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

مسئلہ ۵۴۴ (الف): اگر کسی شخص نے اپنا کتا کسی کی بکری پر چھوڑ دیا مگر کتا کچھ دیر ٹھہر کر اس پر حملہ آور ہوا اور بکری کو ہلاک کر دیا تو ضمان نہیں ہے۔ اگر چھوڑنے کے فوراً بعد حملہ کیا تو ضامن ہوگا۔[5] (عالمگیری ص ۵۲، ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۵، ج ۳)

مسئلہ ۵۴۵ (ب): اگر کسی آدمی پر کتے کو چھوڑ دیا اور اس نے فوراً اس کو قتل کر دیا یا اس کے کپڑے پھاڑ دیے یا کاٹ کھایا تو چھوڑنے والا ضامن ہوگا۔[6] (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۵، ج ۳)

مسئلہ ۵۴۶: کسی کا کٹکھنا کتا ہے[7] اور گزرنے والوں کو ایذا دیتا ہے تو اہل محلہ کو حق ہے کہ اس کو مار دیں

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم ...إلخ، ج ٦، ص ٥٢.

و"الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، باب جناية البهائم ...إلخ، ج ٢، ص ٣٩٨.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم ...إلخ، ج ٦، ص ٥٢.

3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق.

7 ...... یعنی کاٹنے والا کتا ہے۔

اور اگر مالک کو تنبیہ کرنے کے بعد اس کتے نے کسی کا کچھ نقصان کیا تو مالک ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔ [1] (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۶۳ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۲ ج ۶)

مسئلہ ۵۴۷: کسی نے کتا جانور پر [2] چھوڑا اور مالک ساتھ نہ گیا۔ کتے نے کسی انسان کو ہلاک کر دیا تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔ [3] (عالمگیری ص ۵۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۵ ج ۳، بحرالرائق ص ۳۶۲ ج ۸)

مسئلہ ۵۴۸: کسی نے اپنے مست اونٹ کو دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت داخل کر دیا اور اس گھر میں دوسرا اونٹ بھی تھا جس کو مست اونٹ نے مار ڈالا تو ضامن ہوگا اور اگر صاحب خانہ کی اجازت سے داخل کیا تھا تو ضمان نہیں ہے۔ [4] (عالمگیری ص ۵۲، ج ۶، شامی ص ۵۳۷ ج ۵)

مسئلہ ۵۴۹: اونٹوں کی قطار کو آگے سے چلانے والا پوری قطار کے نقصان کا ضامن ہوگا۔ خواہ کتنی ہی بڑی قطار ہو جب کہ پیچھے سے کوئی ہانکنے والا نہ ہو اور اگر پیچھے سے ہانکنے والا بھی ہو تو دونوں ضامن ہوں گے اور اگر قطار کے درمیان میں تیسرا ہانکنے والا بھی ہے جو قطار کے برابر برابر چل کر ہانک رہا ہے اور کسی کی نکیل کو پکڑے ہوئے نہیں ہے تو تینوں ضامن ہوں گے۔ [5] (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۳ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۳ ج ۴، بحرالرائق ص ۳۵۹ ج ۸، مبسوط ص ۳ ج ۲۷، تبیین الحقائق ص ۱۵۱ ج ۶)

مسئلہ ۵۵۰: اگر ایک آدمی نکیل پکڑ کر قطار کے آگے چل رہا ہے اور دوسرا قطار کے درمیان میں کسی اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل رہا ہے تو درمیان والے سے پیچھے کے اونٹوں کے نقصان کا ضمان صرف درمیان والے پر ہے اور درمیان والے سے آگے کے اونٹوں کے نقصان کا ضمان دونوں پر ہے اور اگر یہ دونوں جگہ بدلتے رہتے ہیں یعنی کبھی درمیان والا آگے اور آگے والا درمیان میں آجاتے ہیں تو ہر صورت میں نقصان کا ضمان دونوں پر ہوگا۔ [6] (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۳۳ ج ۵، مبسوط ص ۳ ج ۲۷)

مسئلہ ۵۵۱: ایک شخص قطار کے آگے آگے نکیل پکڑ کر چل رہا ہے اور دوسرا قطار کے درمیان میں نکیل پکڑ کر اپنے پیچھے والے اونٹوں کو چلا رہا ہے مگر اپنے آگے والوں کو ہانک نہیں رہا ہے تو درمیان والا پچھلے اونٹوں کے نقصان کا ضامن ہے اور اس سے آگے کے اونٹوں کے نقصان کا ضمان اگلے نکیل پکڑنے والے پر ہے۔ [7] (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۵۹ ج ۸)

---

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم ... إلخ، ج ٦، ص ٥٢.

2 ..... یعنی شکار پر۔

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم ... إلخ، ج ٦، ص ٥٢.

4 ..... المرجع السابق، ٥٢، ٥٣. 5 ..... المرجع السابق ص ٥٣. 6 ..... المرجع السابق. 7 ..... المرجع السابق.

مسئلہ ۵۵۲: قطار کے درمیان میں کسی اونٹ پر کوئی شخص سوار تھا لیکن کسی کو ہانک نہیں رہا تھا تو اپنے سے اگلے اونٹوں کے ضمان میں وہ شریک نہیں ہوگا۔ لیکن اپنی سواری اور اپنے سے پچھلے اونٹوں کے نقصان میں شریک ہوگا جب کہ پچھلے اونٹ کی نکیل اس کے ہاتھ میں ہو۔ اور اگر یہ اپنے اونٹ پر سو رہا تھا یا صرف بیٹھا ہوا تھا اور نہ کسی اونٹ کو ہانک رہا تھا نہ کھینچ رہا تھا تو اپنے سے پچھلے اونٹوں کے نقصان کا بھی ضامن نہیں ہوگا۔ صرف اپنی سواری کے اونٹ سے ہونے والے نقصان کے ضمان میں شریک ہوگا۔[1] (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۵۹ ج ۸، مبسوط ص ۴ ج ۲۷)

مسئلہ ۵۵۳: ایک شخص قطار کے آگے نکیل پکڑ کر چل رہا ہے اور دوسرا پیچھے سے ہانک رہا ہے اور تیسرا آدمی درمیان میں کسی اونٹ پر سوار ہے اور سوار کے اونٹ نے کسی انسان کو ہلاک کر دیا تو تینوں ضامن ہوں گے اور اسی طرح راکب سے پیچھے کے اونٹ نے اگر کسی کو ہلاک کر دیا تو بھی تینوں ضامن ہوں گے اور اگر سوار سے آگے کے کسی اونٹ نے کسی کو ہلاک کر دیا تو صرف ہانکنے والے اور آگے سے چلانے والے پر ضمان ہے سوار پر نہیں۔[2] (عالمگیری از محیط ص ۵۳ ج ۶)

مسئلہ ۵۵۴: ایک شخص اونٹوں کی قطار کو آگے سے چلا رہا تھا یا روکے کھڑا تھا کہ کسی نے اپنے اونٹ کی نکیل کو اس قطار میں اس کی اطلاع کے بغیر باندھ دیا اور اس اونٹ نے کسی شخص کو ہلاک کر دیا تو اس کی دیت آگے سے چلانے والے کے عاقلہ پر ہوگی۔ اور اس کے عاقلہ باندھنے والے کے عاقلہ سے واپس لیں گے اور اگر آگے والے کو باندھنے کا علم تھا تو باندھنے والے کے عاقلہ سے دیت واپس نہیں لیں گے۔[3] (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳، درمختار و شامی ص ۵۳۳ ج ۵، ہدایہ ص ۶۱۲ ج ۴، عنایہ ص ۳۵۰ ج ۸، مبسوط ص ۴ ج ۲۷، بحر الرائق ص ۳۶۱ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۲ ج ۶)

مسئلہ ۵۵۵: کسی کا جانور دن یا رات میں رسی تڑا کر بھاگا اور کسی مال یا جان کا نقصان کر دیا تو جانور کا مالک ضامن نہیں ہوگا۔[4] (عالمگیری از ہدایہ ص ۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۷ ج ۳، ہدایہ ص ۶۱۵ ج ۴، فتح القدیر و عنایہ ص ۳۵۱ ج ۸)

مسئلہ ۵۵۶: کسی نے رات کے وقت اپنے کھیت میں دو بیل پائے اور یہ گمان کیا کہ اپنے گاؤں والوں کے ہیں اور وہ ان کو پکڑ کر اپنے مویشی خانے میں لے جانے لگا کہ ان میں سے ایک بھاگ گیا اور دوسرے کو اس نے باندھ دیا۔ اس کے بعد بھاگنے والے کو تلاش کیا مگر نہ ملا اور درحقیقت یہ دونوں بیل کسی دوسرے گاؤں والے کے تھے چنانچہ بیلوں کے مالک نے

---

1 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم ... إلخ، ج ٦، ص ٥٣.

2 ......المرجع السابق.

3 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم ... إلخ، ج ٦، ص ٥٣.

4 ......المرجع السابق.

آ کر اپنے گم شدہ بیل کا ضمان طلب کیا تو اگر بیل پکڑنے والے کی نیت پکڑتے وقت لوٹانے کی نہ تھی تو ضامن ہوگا اور اگر نیت یہ تھی کہ مالک جب آئے گا تو واپس کردوں گا لیکن اپنے اس ارادے پر اس کو گواہ بنانے کا موقع نہیں ملا تو ضامن نہیں ہوگا۔[1] (عالمگیری از قاضی خان ص ۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۷ ج ۳، بحرالرائق ص ۳۵۳ ج ۸)

مسئلہ ۵۵۷: اور اگر وہ بیل اسی گاؤں والوں کے تھے اور اس نے صرف اپنی کھیتی سے ان کو نکال دیا اور کچھ نہ کیا تو بیل کے گم ہوجانے کی صورت میں یہ ضامن نہیں ہوگا اور اگر اس نے کھیت سے نکال کر کسی طرف کو ہانک دیا تھا تو یہ ضامن ہوگا۔[2] (عالمگیری ص ۵۳ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۷ ج ۳)

مسئلہ ۵۵۸: کسی نے اپنی کھیتی میں کسی کا جانور پایا اور اس کو اپنے کھیت سے نکال دیا اور کسی طرف کو ہانکا نہیں۔ اس جانور کو کسی درندے نے پھاڑ کھایا تو کھیت والا ضامن نہیں ہے اور اگر کھیت سے نکال کر کسی طرف کو ہانک دیا تھا تو ضامن ہوگا۔[3] (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۷ ج ۳، شامی ص ۵۳۸ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۶۰ ج ۸)

مسئلہ ۵۵۹: کسی نے اپنے کھیت میں کسی کا جانور پایا اس کو ہانکتا ہوا لے چلا تا کہ مالک کے سپرد کردے۔ راستہ میں جانور ہلاک ہوگیا یا اس کا پیر ٹوٹ گیا تو یہ ضامن ہوگا۔[4] (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۷ ج ۳)

مسئلہ ۵۶۰: کسی نے اپنی چراگاہ میں دوسرے کے جانور کو دیکھا اور اس کو اتنی دور تک ہانکا کہ وہ اس کی چراگاہ سے باہر نکل جائے اس اثناء میں اگر جانور ہلاک ہوجائے یا اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۷ ج ۳)

مسئلہ ۵۶۱: کوئی کاشت کار اپنے کھیت میں رہتا تھا۔ اس نے کسی چرواہے سے بکری مانگ لی تا کہ رات میں اس کے پاس رہے اور اس کا دودھ دوہ لیا کرے۔ کاشت کار ایک رات سو رہا تھا کہ اس کی بکری نے پڑوسی کے کھیت میں جا کر نقصان کردیا تو کوئی ضامن نہیں ہوگا۔[6] (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶)

مسئلہ ۵۶۲: کسی کے جانور نے کھیت یا باغ میں گھس کر کسی کا کچھ نقصان کردیا کھیت والے نے پکڑ کر جانور کو باندھ دیا اور جانور ہلاک ہوگیا تو یہ جانور کی قیمت کا ضامن ہوگا۔[7] (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶)

مسئلہ ۵۶۳: کسی نے اپنا جانور کسی دوسرے کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر گھسیڑ دیا اور گھر والا اس کو باہر

---

1. ……"الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایة البهائم ... إلخ، ج ٦، ص ٥٣.
2. ……المرجع السابق.
3. ……المرجع السابق، ص ٥٣، ٥٤.
4. ……المرجع السابق، ص ٥٤.
5. ……المرجع السابق.
6. ……المرجع السابق.
7. ……المرجع السابق.

نکال رہا تھا کہ جانور ہلاک ہوگیا تو ضامن نہیں ہوگا۔[1] (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶)

مسئلہ ۵۶۴: کسی نے دوسرے کے مکان میں اس کی اجازت کے بغیر کپڑا رکھ دیا تھا۔ مالک مکان نے کپڑے والے کی عدم موجودگی میں کپڑا نکال کر باہر پھینک دیا اور کپڑا ضائع ہوگیا تو یہ کپڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا۔[2] (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶)

مسئلہ ۵۶۵: کوئی شخص اپنے گدھے پر لکڑی لادے جا رہا تھا اور بچو بچو کہہ رہا تھا اس کے آگے ایک شخص چل رہا تھا اس نے اس کی آواز کو نہیں سنا یا سنا مگر اس کو اتنا موقع نہ ملا کہ کسی طرف کو بچ جائے تو گدھے پر لادی ہوئی لکڑی سے اگر اس کا کپڑا پھٹ جائے تو گدھے والا ضامن ہے اور اگر وہ بچ سکتا تھا اور سننے کے باوجود نہ بچا تو گدھے والا ضامن نہیں ہے۔[3] (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۷ ج ۳، بحر الرائق ص ۳۵۷ ج ۸)

مسئلہ ۵۶۶: کسی نے دوسرے کے حلال یا حرام جانور کا ہاتھ یا پیر کاٹ دیا تو کاٹنے والا جانور کی قیمت کا ضامن ہے اور مالک کو یہ حق نہیں ہے کہ جانور کو اپنے پاس رکھے اور نقصان کا ضمان لے لے۔[4] (عالمگیری ص ۵۴ ج ۶)

مسئلہ ۵۶۷: کسی نے راستہ پر سانپ ڈال دیا جس جگہ ڈالا تھا اسی جگہ پر سانپ نے کسی کو ڈس لیا تو سانپ ڈالنے والا ضامن ہوگا اور اگر اس جگہ سے ہٹ کر ڈسا تو ضامن نہیں ہوگا۔[5] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۵ ج ۳، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

مسئلہ ۵۶۸: راستے پر چلتے ہوئے جانور نے گوبر یا پیشاب کیا یا منہ سے لعاب گرایا یا اس کا پسینہ بہا اور کسی کو لگ گیا یا کسی کی کوئی چیز گندی کردی تو جانور کا سوار ضامن نہیں ہوگا۔[6] (قاضی خاں علی الہندیہ ص ۴۵۵ ج ۳، بدائع صنائع ص ۲۷۲ ج ۷)

مسئلہ ۵۶۹: کسی نے شارع عام پر لکڑی پتھر یا لوہا وغیرہ کوئی چیز رکھ دی۔ وہاں سے کوئی شخص اپنا جانور ہانکتے ہوئے گزرا اور ان چیزوں سے ٹھوکر کھا کر جانور ہلاک ہوگیا تو رکھنے والا ضامن ہوگا۔[7] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۷ ج ۳)

مسئلہ ۵۷۰: کوئی شخص اپنا جانور ہانک رہا تھا اور جانور کی پیٹھ پر لدا ہوا سامان یا چارجامہ یا زین یا لگام کسی شخص پر گر پڑی جس سے وہ ہلاک ہوگیا تو ہانکنے والا ضامن ہوگا۔[8] (شامی و در مختار ص ۵۳۳ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۶ ج ۳، ہدایہ ص ۶۱۳ ج ۴، عنایہ ص ۳۴۹ جلد ۸، بحر الرائق ص ۳۵۹ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۱ ج ۶، مبسوط ص ۴ ج ۲۷)

---

1 ……"الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الثاني عشر في جناية البهائم...إلخ، ج ٦، ص ٥٤.

2 ……المرجع السابق. 3 ……المرجع السابق. 4 ……المرجع السابق.

5 ……"الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، باب جناية البهائم...إلخ، ج ٢، ص ٣٩٨.

6 ……المرجع السابق. 7 ……المرجع السابق، ص ٤٠٠.

8 ……"الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، باب جناية البهائم...إلخ، ج ٢، ص ٣٩٩.

مسئلہ ۵۷۱: اندھے کو ہاتھ پکڑ کر کوئی شخص چلا رہا تھا اور اس اندھے نے کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو اندھا ضامن ہوگا۔ چلانے والا ضامن نہیں ہوگا۔[1] (شامی ص ۵۳۵ ج ۵)

مسئلہ ۵۷۲: کوئی شخص اپنے گدھے پر لکڑیاں لاد کر لے جا رہا تھا اور ہٹو بچو نہیں کہہ رہا تھا۔ یہ گدھا راہ گیروں کے پاس سے گزرا اور کسی کا کپڑا وغیرہ پھاڑ دیا تو گدھے والا ضامن ہوگا۔ اور اگر راہ گیروں نے گدھے کو آتے دیکھا تھا اور بچنے کا موقع بھی ملا تھا مگر نہ بچے تو گدھے والا ضامن نہ ہوگا۔[2] (شامی ۵۳۸ ج ۵)

مسئلہ ۵۷۳: ایک شخص نے اپنا گدھا کسی ستون سے باندھ دیا تھا پھر دوسرے آدمی نے بھی اپنا گدھا وہیں باندھ دیا پہلے والے گدھے کو دوسرے گدھے نے کاٹ کھایا تو ان دونوں کو اگر اس جگہ باندھنے کا حق حاصل تھا تو ضمان نہیں ہے۔ ورنہ دوسرے گدھے والا ضامن ہوگا۔[3] (شامی ص ۵۳۸ ج ۵)

متفرقات

مسئلہ ۱: دو آدمی رسہ کشی کر رہے تھے کہ درمیان سے رسی ٹوٹ گئی اور دونوں گدی کے بل گر کر مر گئے تو دونوں کا خون رائیگاں جائے گا اور اگر منہ کے بل گر کر مرے تو ہر ایک کی دیت دوسرے کے عاقلہ پر ہے۔ اور اگر ایک موںھ کے بل گر کر مرا اور دوسرا گدی کے بل گر کر مرا تو گدی کے بل گرنے والے کا خون رائیگاں جائے گا اور منہ کے بل گرنے والے کی دیت گدی کے بل گرنے والے کے عاقلہ پر ہے۔[4] (درمختار و شامی ص ۵۳۲ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۶۰ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۱ ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

مسئلہ ۲: دو آدمی رسہ کشی کر رہے تھے کہ کسی شخص نے درمیان سے رسی کاٹ دی اور دونوں رسہ کش گدی کے بل گر کر مر گئے تو دونوں کی دیت رسی کاٹنے والے کے عاقلہ پر ہے۔[5] (درمختار و شامی ص ۵۳۲ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۶۰ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۱ ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

مسئلہ ۳: کسی شخص نے کسی کے پرندے یا بکری یا بلی، یا کتے کی ایک آنکھ پھوڑ دی تو آنکھ کی وجہ سے قیمت کے نقصان کا ضامن آنکھ پھوڑنے والا ہوگا۔ اور اگر دونوں آنکھیں پھوڑ دیں تو جانور کے مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو نقصان

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب جنایۃ البھیمۃ والجنایۃ علیھا، ج ۱۰ ص ۲۸۸.

2 ...... المرجع السابق، ص ۲۹۶. 3 ...... المرجع السابق، ص ۲۹۷.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البھیمۃ والجنایۃ علیھا، ج ۱۰، ص ۲۸۷.

5 ...... المرجع السابق.

وصول کرلے اور چاہے تو آنکھ پھوڑنے والے کو جانور دے کر پوری قیمت وصول کرلے۔[1] (درمختار وشامی ص ۵۳۵، ج ۵)

مسئلہ۴: کسی کے اونٹ، گائے، گدھا، گھوڑا، خچر، بھینس یعنی بار برداری، سواری، اور کاشت کاری کے جانور نر یا مادہ کی ایک آنکھ پھوڑنے کی صورت میں چوتھائی قیمت کا ضامن آنکھ پھوڑنے والا ہوگا۔ اور دونوں آنکھوں کو پھوڑنے کی صورت میں مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو جانور آنکھ پھوڑنے والے کو دے کر پوری قیمت وصول کرے اور چاہے تو دونوں آنکھوں کے ضائع ہونے کی وجہ سے قیمت میں جو نقصان آیا ہے وہ وصول کرلے اور جانور اپنے پاس رکھے۔[2] (درمختار وشامی ص ۵۳۶ ج ۵، ہدایہ، وفتح القدیر وعنایہ ص ۳۵۲ ج ۸، بحرالرائق ص ۳۶۳ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۳ ج ۶)

مسئلہ۵: دو سوار یا پیدل چلنے والے آپس میں ٹکرا کر مرگئے اگر یہ حادثہ خطاءً ہوا تھا تو ہر ایک کے عاقلہ پر دوسرے کی دیت ہے۔[3] (ہدایہ، فتح القدیر ص ۳۴۸ ج ۸، بحرالرائق ص ۳۵۹ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۰ ج ۶، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷، عالمگیری ص ۸۷ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۴ ج ۳)

مسئلہ۶: کسی شخص نے اپنی مِلک میں شہد کی مکھیوں کا چھتہ لگایا۔ ان مکھیوں نے دوسرے لوگوں کے انگور یا دوسرے پھل کھالیے تو چھتہ والا اس کا ضامن نہیں ہوگا اور چھتہ والے کو اس پر مجبور بھی نہیں کیا جائے گا کہ وہ چھتہ کو وہاں سے ہٹا دے۔[4] (درمختار وشامی ص ۵۳۷ ج ۸)

مسئلہ۷: کسی شخص نے دوسرے کی ملک میں لمبی رسی سے اپنے جانور کو باندھ دیا تھا جانور نے بندھے بندھے کود پھاند کر کسی کا کچھ نقصان کردیا تو باندھنے والا ضامن ہوگا۔[5] (بحرالرائق ص ۳۵۷ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷)

مسئلہ۸: جنایت بہائم میں یہ قاعدہ ہے کہ جب جانور اپنی جگہ اور اسی حالت پر رہا جس پر کھڑا کرنے والے نے کھڑا کیا تھا تو مالک اس کے ہر نقصان کا ضامن ہوگا۔ اور اگر جانور نے وہ جگہ اور حالت بدل لی تو مالک اس کے کسی نقصان کا ضامن نہیں ہے۔[6] (بحرالرائق ص ۳۵۷ ج ۸)

مسئلہ۹: کسی شخص نے کسی کو درندے کے آگے پھینک دیا اور درندے نے اس کو پھاڑ کھایا تو پھینکنے والے پر دیت نہیں

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدّیات، باب جنایۃ البھیمۃ...إلخ، ج ۱۰، ص ۲۹۳، ۲۹۴.

2 ...... المرجع السابق، ص ۲۹۳.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ۶، ص ۸۷، ۸۸.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الدّیات، باب جنایۃ البھیمۃ...إلخ، ج ۱۰، ص ۲۹۵.

5 ...... "البحرالرائق"، کتاب الدّیات، باب جنایۃ البھیمۃ...إلخ، ج ۹، ص ۱۲۹.

6 ...... المرجع السابق، ص ۱۳۰.

لیکن اس کو تعزیر کی جائے گی اور توبہ کرنے تک قید میں رکھا جائے گا۔[1] (بحرالرائق ص ۳۶۲ ج ۸، تبیین الحقائق ص ۱۵۳ ج ۶)

مسئلہ ۱۰: اگر کوئی شخص کسی آدمی پر سانپ وغیرہ ڈال دے اور وہ اس کو کاٹ لے تو یہ ضامن ہوگا۔[2] (مبسوط ص ۵ ج ۲۷)

مسئلہ ۱۱: کوئی شخص کسی کے گھر میں گیا۔ اجازت سے گیا ہو یا بلا اجازت اور صاحب خانہ کے کتے نے اس کو کاٹ کھایا تو صاحب خانہ ضامن نہیں ہے۔[3] (بدائع صنائع ص ۲۷۳ ج ۷، مبسوط ص ۵ ج ۲۷)

باب القسامة

مسئلہ ۱: قسامت کا مطلب یہ ہے کہ کسی جگہ مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ ہو اور اولیائے مقتول اہل محلہ پر قتل عمد یا قتل خطا کا دعوے کریں اور اہل محلہ انکار کریں تو اس محلے کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں اور یہ قسم کھانے والے عاقل بالغ آزاد مرد ہوں۔[4] (ہندیہ ص ۷۷ ج ۶، شامی ص ۵۴۹ ج ۵)

قسامت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

(۱) مقتول کے جسم پر زخم یا ضرب کے نشانات یا گلا گھونٹنے کی علامات پائی جائیں یا ایسی جگہ سے خون بہے جہاں سے عادتاً نہیں نکلتا۔ مثلاً آنکھ، کان۔[5] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۲ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۱ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۹۲ ج ۸)

(۲) قاتل کا پتہ نہ ہو۔ (فتح القدیر ص ۳۹۰ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۴ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۸۷ ج ۷)

(۳) مقتول انسان ہو۔ (بدائع صنائع ص ۲۸۸ ج ۷)

(۴) مقتول کے اولیاء دعویٰ کریں۔[6] (بدائع صنائع ص ۲۸۹ ج ۷)

(۵) اہل محلہ قتل کرنے کا انکار کریں۔[7] (عالمگیری ص ۷۷ ج ۶، شامی ص ۵۴۹ ج ۵)

---

1 ...... "البحر الرائق"، كتاب الدّيات، باب جناية البهيمة... إلخ، ج۹، ص ۱۳۹.

2 ...... "المبسوط"، كتاب الديات، باب الناخس، ج۲۷، ص۶.

3 ...... "بدائع الصنائع"، كتاب الجنايات، كيفية و جوب الفداء، ج۶، ص ۳۳۳.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر فى القسامة، ج۶، ص ۷۷.

و "ردالمحتار"، كتاب الديات، باب القسامة، ج ۱۰، ص ۳۱۸.

5 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الديات، باب القسامة، ج۷، ص ۳۵۳.

6 ...... "بدائع الصنائع"، كتاب الجنايات، فصل فى شرائط وجوب القسامة و الدية، ج۶، ص ۳۵۷.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الديات، باب القسامة، ج ۱۰، ص ۳۱۸.

(۶) مدعی قسامت کا مطالبہ کرے۔ [1] (بدائع صنائع ص ۲۸۹، ج ۷)

(۷) جس جگہ مقتول پایا گیا وہ کسی شخص کی ملکیت ہو یا کسی کے قبضے میں ہو یا محلّہ میں پایا جائے یا آبادی کے اتنا قریب پایا جائے کہ وہاں کی آواز بستی میں سنی جاسکے۔ [2] (شامی ص ۵۵۳ ج ۵، عالمگیری ص ۷۷، ج ۶)

(۸) مقتول زمین کے مالک یا قابض کا مملوک نہ ہو۔ [3] (ہندیہ ص ۷۷ ج ۶، شامی ص ۵۴۹ ج ۵، بدائع صنائع ص ۲۸۷ ج ۷، مبسوط ص ۱۰۶ ج ۲۲، فتح القدیر وعنایہ ص ۳۸۴ ج ۸، بحرالرائق ص ۳۹۱ ج ۸)

مسئلہ۲: اگر کسی جگہ ایسا مردہ پایا جائے کہ اس پر ضرب کا کوئی نشان نہ ہو، یا اس کے منھ یا ناک یا پیشاب و پاخانہ کے مقام سے خون بہہ رہا ہو یا اس کے گلے میں سانپ لپٹا ہوا ہو تو وہاں کے لوگوں پر قسامت و دیت کچھ نہیں ہے۔ [4] (درمختار و شامی ص ۵۵۱ ج ۵)

مسئلہ۳: قسامت کا حکم یہ کہ اگر مقتول کے اولیاء نے قتلِ عمد کا دعویٰ کیا ہے اور اہل محلّہ نے قسم کھائی کہ نہ انھوں نے قتل کیا ہے نہ ان کو قاتل کا علم ہے تو اہل محلّہ پر دیت لازم ہوگی اور اگر اولیائے مقتول نے قتل خطا کا دعوے کیا ہے اور اہل محلّہ نے قسم کھالی تو اہل محلّہ کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی جس کو وہ لوگ تین سال میں ادا کریں گے اور انکار کی صورت میں ان کو قید کیا جائے گا۔ حتی کہ قسم کھائیں۔ [5] (درمختار و شامی ص ۵۵۰ ج ۵، ملتقی الابحر ص ۶۶۸ ج ۲، فتح القدیر ص ۳۸۸ ج ۸)

مسئلہ۴: کسی محلّہ میں مقتول پایا جائے اور اس کے اولیاء تمام یا بعض اہل محلّہ پر دعویٰ کریں کہ انھوں نے اس کو عمداً یا خطاءً قتل کیا ہے اور اہل محلّہ انکار کریں تو ان میں سے پچاس آدمیوں سے اس طرح قسم لی جائے گی کہ ہر آدمی اللہ (عزوجل) کی قسم کھا کر یہ کہے کہ نہ میں نے اس کو قتل کیا ہے نہ میں قاتل کو جانتا ہوں۔ اگر وہاں کی آبادی میں پچاس سے زیادہ مرد ہیں تو ان میں سے پچاس کے انتخاب کا حق مقتول کے اولیاء کو ہے۔ اگر پچاس سے کم مرد ہیں تو ان سے قسم کی تکرار کرا کر پچاس کے عدد کو پورا کیا جائے گا۔ [6] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۱ ج ۳، عالمگیری ص ۷۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۰ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۹۲ ج ۸، فتح القدیر وعنایہ ص ۳۸۴ ج ۸)

---

1 ...... "بدائع الصنائع"، کتاب الجنایات، فصل فی شرائط وجوب القسامة والدیة، ج ۶، ص ۳۵۷.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج ۶، ص ۷۷.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب القسامة، ج ۱۰، ص ۳۱۸.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الدیات، باب القسامة ج ۱۰، ص ۳۲۳.

5 ...... المرجع السابق، ص ۳۲۱.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج ۶، ص ۷۷.

مسئلہ ۵: مدعی [1] سے اس بات کی قسم نہیں لی جائے گی کہ اہل محلہ نے قتل کیا ہے۔ خواہ ظاہری حالات مدعی کی تائید میں ہوں مثلاً مقتول اور اہل محلہ کے درمیان کھلی دشمنی تھی یا ظاہری حالات مدعی کی تائید میں نہ ہوں۔ مثلاً مقتول اور اہل محلہ کے درمیان کھلی عداوت [2] کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ [3] (عالمگیری ص ۷۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۰ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۹۲ ج ۸)

مسئلہ ۶: اگر اولیائے مقتول یہ دعویٰ کریں کہ اہل محلہ میں سے فلاں فلاں اشخاص نے قتل کیا ہے۔ یا بغیر معین کئے یوں کہیں کہ اہل محلہ میں سے بعض لوگوں نے قتل کیا ہے، جب بھی قسامت و دیت کا وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ [4] (عالمگیری ص ۷۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۰ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۹۲ ج ۸)

مسئلہ ۷: اگر ولی مقتول نے یہ دعویٰ کیا کہ اہل محلہ کے غیر کسی شخص نے قتل کیا ہے تو اہل محلہ پر قسامت و دیت کچھ نہیں ہے بلکہ مدعی سے گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اگر گواہ پیش کردیئے تو اس کا دعویٰ ثابت ہوجائے گا اور اگر گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے ایک مرتبہ قسم لی جائے گی۔ [5] (عالمگیری ص ۷۷ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۲ ج ۸، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳، مبسوط ص ۱۱۵ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۵ ج ۷)

مسئلہ ۸: اولیائے مقتول کو یہ اختیار ہے کہ جس خاندان کے درمیان مقتول پایا جائے اس خاندان کے یا جس محلہ میں پایا جائے تو اس محلے کے صالحین کو قسم کھانے کے لیے منتخب کریں، اگر صالحین کی تعداد پچاس سے کم ہو تو وہ باقی لوگوں میں سے منتخب کر کے پچاس پورے کرلیں۔ ولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ ان میں سے جوانوں کو یا فساق کو قسم کھانے کے لیے منتخب کرلیں۔ یہ اختیار صرف ولی کو ہے امام کو نہیں ہے۔ [6] (عالمگیری ص ۷۸ ج ۶، شامی ص ۵۵۰ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۱ ج ۳، مبسوط ص ۱۱۰ ج ۲۶)

مسئلہ ۹: قسامت میں بچہ اور پاگل اور عورت اور غلام داخل نہیں ہیں لیکن اندھا اور محدود فی القذف اور کافر قسامت میں داخل ہیں۔ [7] (عالمگیری ص ۷۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۱ جلد ۵، بحرالرائق ص ۳۹۲ ج ۸)

مسئلہ ۱۰: جس جگہ مقتول کا پورا جسم یا جسم کا اکثر حصہ یا نصف حصہ بشرطیکہ اس کے ساتھ سر بھی پایا جائے تو اس جگہ کے لوگوں پر قسامت و دیت ہے۔ اور اگر لمبائی میں سے چرا ہوا نصف پایا جائے یا بدن کا نصف سے کم حصہ پایا جائے۔

---

1 ...... دعویٰ کرنے والا۔
2 ...... یعنی دشمنی۔
3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج ٦، ص ٧٧.
4 ...... المرجع السابق.
5 ...... المرجع السابق، ص ٧٧، ٧٨.
6 ...... المرجع السابق، ص ٧٨.
7 ...... المرجع السابق.

اگر چہ عرضاً ہو اور اس کے ساتھ سر بھی ہو یا صرف ہاتھ یا پیر یا سر پایا جائے تو قسامت و دیت کچھ نہیں ہے۔[1] (درمختار و شامی ص ۵۴۹ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۲ ج ۸، فتح القدیر ص ۳۹۰ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۶ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۸۸ ج ۷)

مسئلہ ۱۱: اگر کسی محلے میں کوئی مردہ بچہ تام الخلقت[2] یا ناقص الخلقت[3] پایا جائے اور اس پر ضرب کے کچھ نشانات نہ ہوں تو اہل محلہ پر کچھ نہیں ہے اور اگر ضرب کے نشانات ہوں اور بچہ تام الخلقت ہو تو قسامت و دیت واجب ہے اور اگر ناقص الخلقت ہو تو کچھ نہیں ہے۔[4] (عالمگیری ص ۷۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۲ ج ۵، قاضی خان ص ۴۵۳ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸، فتح القدیر ص ۳۹۱ ج ۸)

مسئلہ ۱۲: اگر کسی کے مکان میں مقتول پایا جائے اور صاحب خانہ کے عاقلہ بھی وہاں موجود ہوں تو قسامت میں سب شریک ہوں گے اور اگر اس کے عاقلہ وہاں موجود نہ ہوں تو گھر والا ہی پچاس مرتبہ قسم کھائے گا اور دیت دونوں صورتوں میں عاقلہ پر ہوگی۔[5] (عالمگیری ص ۷۸ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸)

مسئلہ ۱۳: اگر کسی محلہ میں مقتول پایا جائے اور اہل محلہ دعویٰ کریں کہ محلہ کے باہر کے فلاں شخص نے اس کو قتل کیا ہے اور اس محلے کے باہر کے دو گواہ بھی اس پر شہادت دیں تو اہل محلہ قسامت و دیت سے بری ہو جائیں گے۔ ولی مقتول نے یہ دعویٰ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔[6] (عالمگیری ص ۷۸ ج ۶)

مسئلہ ۱۴: اگر ولی مقتول دعویٰ کرے کہ جس محلے میں مقتول پایا گیا ہے اور اس محلے کے باہر رہنے والے فلاں شخص نے اس کے آدمی کو قتل کیا ہے تو ولی کو اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا۔ ورنہ مدعیٰ علیہ سے ایک مرتبہ قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھالے تو بری الذمہ ہو جائے گا اور اگر قسم سے انکار کرے اور دعویٰ قتلِ خطا کا ہو تو دیت لازم ہوگی اور اگر دعویٰ قتلِ عمد کا تھا تو قید کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ قتل کا اقرار کرے یا قسم کھائے یا بھوکا مر جائے۔[7] (درمختار ص ۵۲۲ ج ۵)

مسئلہ ۱۵: کسی محلہ یا قبیلے میں کوئی شخص زخمی کیا گیا۔ وہاں سے وہ زخمی حالت میں دوسرے محلے میں منتقل کیا گیا اور

---

1 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الجنايات، باب الشهادة على الجناية، ج ۲، ص ۳۹۷.

2 ...... یعنی اس کے اعضاء مکمل بن چکے ہیں۔

3 ...... یعنی اس کے اعضاء مکمل نہیں بنے ہیں۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر في القسامة، ج ٦، ص ٧٨.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدر المختار"، كتاب الديات، باب القسامة، ج ۱۰، ص ۳۲۳.

اسی وجہ صاحب فراش رہ کر مرگیا[1] تو قسامت اور دیت پہلے محلے والوں پر ہے۔[2] (عالمگیری ص ۷۹ ج ۶، درمختار وشامی ص ۵۵۸ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۷۶ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۸ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۸۸ ج ۷)

مسئلہ ۱۶: اگر تین مختلف قبائل کے لوگوں کو کوئی خطہ زمین الاٹ کیا گیا وہاں انھوں نے مکانات یا مسجد بنائی اور اس آبادی یا مسجد میں کوئی مقتول پایا گیا تو دیت تین قبیلوں پر لازم ہوگی۔ ہر قبیلے پر ایک تہائی اگرچہ ان کے افراد کی تعداد کم وبیش ہو۔ یہاں تک کہ اگر کسی قبیلے کا صرف ایک ہی شخص ہو تو اس پر بھی ایک تہائی دیت لازم ہوگی اور یہ دیت ان سب کے عاقلہ ادا کریں گے۔[3] (عالمگیری ص ۷۹ ج ۶)

مسئلہ ۱۷: اگر کسی بازار یا مسجد میں کوئی مقتول پایا جائے اور وہ مسجد یا بازار کسی خاص قبیلے کی ملکیت ہو تو قسامت و دیت ان پر لازم ہوگی۔ اور اگر وہ مسجد و بازار حکومت کی ملک میں ہیں تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔[4] (عالمگیری ص ۷۹ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۲ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۴ ج ۶، درمختار وشامی ص ۵۵۶ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۶ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۸ ج ۲۶، بدائع الصنائع ص ۲۹۰ ج ۷)

مسئلہ ۱۸: اگر شارع عام پر یا پل پر مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔[5] (عالمگیری ص ۸۰ ج ۶، درمختار وشامی ص ۵۵۶ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۹۰ ج ۷)

مسئلہ ۱۹: مسجد حرام یا میدان عرفات میں اژدہام[6] کے بغیر کوئی مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بھی قسامت کے بغیر بیت المال سے ادا کی جائے گی۔[7] (عالمگیری ص ۸۰ ج ۶)

مسئلہ ۲۰: اگر کسی ایسی زمین یا مکان میں مقتول پایا جائے جس کو معین لوگوں پر وقف کیا گیا تھا تو قسامت و دیت انہی لوگوں پر ہے جن پر وقف کیا گیا ہے اور اگر مسجد پر وقف کیا گیا تھا تو اس کا حکم مقتول فی المسجد کا ہے۔[8] (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۰ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۶ ج ۶، درمختار وشامی ص ۵۶۰ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸)

---

1 ...... یعنی بستر پر پڑے پڑے مرگیا۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر في القسامة، ج٦، ص٧٩.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر في القسامة، ج٦، ص٧٩.

4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق، ص٨٠.

6 ...... بھیڑ، ہجوم۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر في القسامة، ج٦، ص٨٠.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۱: اگرکسی ایسے گاؤں میں مقتول پایا جائے جوذمی کفاراور مسلمانوں کی ملکیت ہے توقسامت اور دیت دونوں فریقوں پر ہے۔ مسلمانوں پر دیت کا جتنا حصہ لازم ہوگا وہ ان کے عاقلہ ادا کریں گے اور کفار پر جتنا حصہ لازم ہوگا، اگران کے عاقلہ ہوں توان کے عاقلہ ادا کریں گے۔ ورنہ ان کے مال سے وصول کیا جائے گا۔[1] (عالمگیری از مبسوط ص۸۰ ج۶)

مسئلہ ۲۲: اگر دومحلوں یادوگاؤں کے درمیان مقتول پایا جائے اور یہاں سے دونوں جگہ آواز پہنچتی ہوتو جس آبادی کا فاصلہ کم ہوگااس آبادی کے لوگوں پرقسامت ودیت ہے اوراگرکسی جگہ آوازنہیں پہنچتی ہے توکسی پر کچھ نہیں ہے۔[2] (عالمگیری ص۸۰ ج۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص۴۵۱ ج۳، بحرالرائق ص۳۹۳ ج۸، مبسوط ص۱۱۱ ج۲۶، بدائع صنائع ص۲۸۹ ج۷)

مسئلہ ۲۳: اگر دوبستیوں کے درمیان مقتول پایا جائے اوردونوں جگہوں کافاصلہ وہاں سے برابر ہواوردونوں جگہ آواز پہنچتی ہوتودونوں بستیوں والوں پردیت نصف نصف ہوگی، اگرچہ ان کے افراد کی تعداد مختلف ہو۔[3] (عالمگیری ص۸۰ ج۶)

مسئلہ ۲۴: اگرکسی شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے تواس کے عاقلہ اس وقت دیت ادا کریں گے جب گواہوں سے یہ ثابت کردیا جائے کہ یہ گھراس کی ملکیت ہے۔[4] (عالمگیری ص۸۰ ج۶، تبیین الحقائق ص۱۷۴ ج۶، درمختاروشامی ص۵۵۵ ج۵، بحرالرائق ص۳۹۶ ج۸)

مسئلہ ۲۵: اگرکسی شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے اوراس گھر میں مالک کے غلام یا آزاد ملازم رہتے ہوں تو قسامت ودیت گھر کے مالک پر ہوگی۔ ملازمین یاغلاموں پرنہیں۔[5] (عالمگیری ص۸۰ ج۶)

مسئلہ ۲۶: مِلکِ مشترک میں اگر قتیل[6] پایا جائے توسب مالکوں پر دیت برابر برابر لازم ہوگی جس کوان کے عواقل[7] ادا کریں گے اگرچہ ملک میں ان کے حصے کم وبیش ہوں۔[8] (عالمگیری ص۸۰ ج۶، قاضی خاں علی الہندیہ ص۴۵۲ ج۳، تبیین الحقائق ص۱۷۳ ج۶، درمختاروشامی ص۵۵۵ ج۵، بحرالرائق ص۳۹۵ ج۸، مبسوط ص۱۱۳ ج۲۶، بدائع صنائع ص۲۹۳ ج۷)

مسئلہ ۲۷: اگرکسی ایسے شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے جس کی شہادت مقتول کے حق میں مقبول نہیں ہوتی ہے یاعورت اپنے شوہر کے گھر میں مقتول پائی جائے توان صورتوں میں بھی قسامت ودیت لازم ہوگی اور مالکِ مکان میراث سے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج٦، ص٨٠.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... مقتول۔

7 ...... قاتل کے وہ متعلقین جو دیت ادا کرتے ہیں۔

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج٦، ص٨٠.

محروم نہیں ہوگا۔[1] (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۱ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۹۴ ج ۸، درمختاروشامی ص ۵۶۱ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳، مبسوط ص ۱۱۶ ج ۲۶)

مسئلہ ۲۸: اگر کسی ایسی عورت کے گھر میں مقتول پایا جائے جو ایسے شہر میں رہتی ہے کہ وہاں اس کا کوئی رشتہ دار نہیں رہتا، تو اس عورت سے پچاس مرتبہ قسم لی جائے گی اس کے بعد اس کے قریب ترین رشتہ داروں پر دیت لازم ہوگی۔ اگر اس کے رشتہ دار بھی اس شہر میں رہتے ہیں تو وہ بھی عورت کے ساتھ قسامت میں شریک ہوں گے۔[2] (عالمگیری از کفایہ ص ۸۱ ج ۶، درمختاروشامی ص ۵۵۹ ج ۵، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۲ ج ۳، مبسوط ص ۱۲۰ ج ۲۶)

مسئلہ ۲۹: اگر کسی بچے یا پاگل کے گھر میں مقتول پایا جائے تو بچے اور پاگل سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ ان کے عاقلہ سے قسم بھی لی جائے گی اور دیت بھی لی جائے گی۔[3] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۱ ج ۶، درمختاروشامی ص ۵۶۱ ج ۵)

مسئلہ ۳۰: اگر یتیموں کے گھر میں مقتول پایا جائے یا ان کے محلہ میں پایا جائے تو ان یتیموں میں جو بالغ ہے اس سے قسم لی جائے گی اور دیت سب کے عاقلہ پر ہوگی۔ اور اگر ان میں سے کوئی بالغ نہیں ہے تو قسامت ودیت دونوں سب کے عاقلہ پر واجب ہیں۔[4] (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۱ ج ۶، درمختاروشامی ص ۵۶۱ ج ۵، مبسوط ص ۱۲۱ ج ۲۶)

مسئلہ ۳۱: اگر کسی ذمی کے گھر میں مقتول پایا جائے تو اس سے پچاس مرتبہ قسم لی جائے گی۔ اس کے بعد اگر ان ذمیوں میں یہ رواج ہے کہ دیت ان کے عاقلہ ادا کرتے ہیں تو ان کے عاقلہ سے دیت وصول کی جائے گی ورنہ اس کے مال سے ادا کی جائے گی۔[5] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۱ ج ۶، درمختاروشامی ص ۵۶۱ ج ۵)

مسئلہ ۳۲ (الف): اگر کسی قوم کی مملوکہ چھوٹی نہر میں مقتول پایا جائے تو اس نہر کے مالکوں پر قسامت اور ان کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔[6] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۲ ج ۶، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۴ ج ۶، درمختاروشامی ص ۵۵۷ ج ۵، بحرالرائق ص ۳۹۷ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۸ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۰ ج ۷)

مسئلہ ۳۲ (ب): اگر کسی بڑی بہتی ہوئی نہر میں مقتول بہتا ہوا پایا جائے اور وہ نہر دارالاسلام سے نکلی ہے تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی اور اگر وہ نہر دارالحرب سے نکلی ہے تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔ اور اگر لاش نہر کے کنارے پر اٹکی ہوئی ہے اور اس کنارے کے اتنے قریب کوئی آبادی ہے جہاں تک اس جگہ کی آواز پہنچ سکتی ہے تو اس آبادی والوں پر

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر في القسامة، ج٦، ص ٨١.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق ص ٨٢.

دیت واجب ہوگی اور اگر وہاں تک آواز نہیں پہنچ سکتی تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔ [1] (عالمگیری از ذخیرہ ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۴ ج ۶، درمختار و شامی ص ۵۵۷ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۸ ج ۲۶)

مسئلہ ۳۳: اگر کسی کشتی میں مقتول پایا جائے تو اس کشتی کے سواروں پر قسامت و دیت ہے جس میں ملاح مسافر اور اگر اس میں مالک بھی ہو تو وہ بھی داخل ہے اور چھکڑے [2] کا حکم بھی یہی ہے۔ [3] (عالمگیری ص ۸۲ ج ۶، ہدایہ ص ۶۲۴ ج ۴، درمختار و ردالمحتار ص ۵۵۶ ج ۵، تبیین الحقائق ص ۱۷۴ ج ۶، بحر الرائق ص ۲۹۶ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۷ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۱ ج ۷)

مسئلہ ۳۴: اگر کسی جانور کی پیٹھ پر مقتول پایا جائے اور اس جانور کا کوئی سائق [4] یا قائد [5] یا اس پر کوئی سوار ہے تو دیت اسی پر ہے، اور اگر سائق و قائد و راکب تینوں ہیں تو تینوں پر برابر برابر دیت واجب ہوگی۔ اور اگر جانور اکیلا ہے تو قسامت و دیت اس محلّہ کے لوگوں پر ہے جہاں اس جانور پر مقتول پایا گیا ہے۔ [6] (عالمگیری ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۳ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۵۳ ج ۵، ہدایہ ص ۶۲۲ ج ۴، مبسوط ص ۱۱۷ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۲ ج ۷)

مسئلہ ۳۵: اگر دو آبادیوں کے درمیان کسی جانور پر مقتول پایا جائے اور جانور اکیلا ہو تو جس بستی تک آواز پہنچ سکتی ہو اس کے رہنے والوں پر اور اگر دونوں جگہ آواز پہنچتی ہو تو دونوں بستیوں میں قریب والی کے باشندوں پر قسامت و دیت واجب ہوگی۔ [7] (عالمگیری ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۲ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۳ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۵۳ ج ۵)

مسئلہ ۳۶: اگر کسی کی افتادہ زمین میں مقتول پایا جائے تو زمین کے مالک اور اس کے قبیلے والوں پر قسامت و دیت ہے اور اگر وہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہے اور اس کے اتنے قریب کوئی آبادی ہے جس میں وہاں کی آواز سنی جا سکتی ہے تو اس آبادی والوں پر قسامت و دیت واجب ہوگی اور اگر اس کے قریب کوئی آبادی نہیں ہے یا آبادی اس قدر دور ہے کہ وہاں کی آواز اس آبادی تک نہیں پہنچتی ہے تو اگر اس زمین سے مسلمان کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً وہاں سے لکڑی یا گھاس کاٹتے ہیں۔ یا وہاں

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج٦، ص٨٢.

2 ......دو پہیوں کی لمبی گاڑی جس میں بیل جوتے جاتے ہیں جو باربرداری کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

3 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج٦، ص٨٢.

4 ......ہانکنے والا۔ 5 ......آگے سے جانور چلانے والا، نکیل پکڑ کر لے جانے والا۔

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج ٦، ص ٨٢.

7 ......المرجع السابق.

جانور چراتے ہیں تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔ اور اگر وہ زمین انتفاع کے قابل ہی نہیں ہے تو مقتول کا خون رائیگاں جائے گا۔[1] (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۲ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۹۳ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۵۴ ج ۵)

مسئلہ ۳۷: اگر کسی پل پر مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی اور اگر شہر کے اردگرد کی خندق میں مقتول پایا جائے تو اس کا حکم شارع عام پر پائے جانے والے مقتول کا سا ہے۔[2] (عالمگیری از محیط سرخسی ص ۸۲ ج ۶)

مسئلہ ۳۸: مسلمان لشکر کسی مباح زمین میں جو کسی شخص کی ملکیت نہ تھی پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ ان میں سے کسی لشکری کے خیمے میں مقتول پایا جائے تو اس خیمے والوں پر دیت وقسامت ہے اور اگر خیمے کے باہر پایا جائے اور لشکریوں کے قبائل الگ الگ ٹھیرے ہوں تو جس قبیلے میں پایا جائے گا اس قبیلے پر دیت وقسامت ہے اور اگر دو قبیلوں کے درمیان پایا جائے تو قریب والے قبیلے پر قسامت و دیت ہے اور اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہو تو دونوں پر قسامت و دیت ہے۔[3] (عالمگیری ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۰ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۹۴ جلد ۸، درمختار و شامی ص ۵۶۰ ج ۵، مبسوط ص ۱۱۹ ج ۲۶)

مسئلہ ۳۹: اگر لشکریوں کے قبیلے ملے جلے ٹھیرے ہوں اور مقتول کسی کے خیمے میں پایا گیا تو صرف اس خیمے والوں پر ہی قسامت و دیت واجب ہوگی اور اگر خیمے سے باہر پایا جائے تو سب لشکر پر قسامت و دیت واجب ہوگی۔[4] (عالمگیری از محیط ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۰ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۹۴ ج ۸، درمختار و شامی ص ۵۶۱ ج ۵)

مسئلہ ۴۰: مسلمانوں کا لشکر کسی کی مملوکہ زمین[5] میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا تو ہر صورت میں زمین کے مالک پر قسامت و دیت واجب ہے۔[6] (عالمگیری از محیط ص ۸۲ ج ۶، تبیین الحقائق ص ۱۷۰ ج ۶، بحرالرائق ص ۳۹۴ ج ۸، بدائع صنائع ص ۲۹۲ ج ۷، درمختار و شامی ص ۵۶۱ ج ۵)

مسئلہ ۴۱: اگر مسلمان لشکر کا کافروں سے مقابلہ ہوا پھر وہاں کوئی مسلمان مقتول پایا گیا تو کسی پر قسامت و دیت نہیں اور اگر دو مسلمان گروہوں میں مقابلہ ہوا اور ان میں سے ایک گروہ باغی اور دوسرا حق پر تھا اور جو مقتول پایا گیا وہ اہل حق کی جماعت کا تھا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔[7] (عالمگیری از محیط ص ۸۲ ج ۶)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج ٦، ص ٨٢.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی وہ زمین جو کسی کی ملکیت میں ہے۔

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج ٦، ص ٨٢.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۲: اگر کسی مقفل مکان میں [1] مقتول پایا جائے تو گھر کے مالک کے عاقلہ پر [2] قسامت و دیت ہے۔ [3] (عالمگیری از محیط ص ۸۳ ج ۶، شامی ص ۵۵۵ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۵ ج ۸)

مسئلہ ۴۳: اگر کوئی شخص اپنے باپ یا ماں کے گھر میں مقتول پایا جائے یا بیوی شوہر کے گھر میں مقتول پائی جائے تو اس میں قسامت ہے اور دیت عاقلہ پر ہے۔ مگر مالک مکان میراث سے محروم نہیں ہوگا۔ [4] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳)

مسئلہ ۴۴: اگر کسی ایسے ویران محلے میں جس میں کوئی شخص نہیں رہتا ہے مقتول پایا جائے تو اس کے اتنے قریب کی آبادی پر قسامت و دیت واجب ہے۔ جہاں تک وہاں کی آواز پہنچتی ہے۔ [5] (بحر الرائق ص ۳۹۴ ج ۸)

مسئلہ ۴۵: اگر کسی جگہ دو گروہوں میں عصبیت [6] کی وجہ سے تلوار چلی پھر ان لوگوں کے متفرق ہو جانے کے بعد وہاں کوئی مقتول پایا گیا تو اہل محلہ پر قسامت و دیت ہے۔ مگر جب ولی مقتول ان متحاربین پر [7] یا ان میں سے کسی معین شخص پر قتل کا دعویٰ کرے تو اہل محلہ بری ہو جائیں گے اور متحاربین کے خلاف غیر اہل محلہ میں سے دو گواہ اگر اس بات کی گواہی دیں کہ مدعیٰ علیہم نے قتل کیا ہے تو قصاص یا دیت واجب ہوگی ورنہ وہ بھی بری ہو جائیں گے۔ [8] (درمختار و شامی ص ۵۵۸ ج ۵، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸)

مسئلہ ۴۶: اگر کسی کا جانور کسی جگہ مردہ پایا جائے تو اس میں کچھ نہیں ہے۔ [9] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۳ ج ۳، درمختار ص ۵۶۱ ج ۵، فتح القدیر ص ۳۸۴ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۶ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۸۸ ج ۷)

مسئلہ ۴۷: اگر جیل خانے میں کوئی مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ [10] (ہدایہ ص ۶۲۵ ج ۴، قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۵۲ ج ۳، تبیین الحقائق ص ۱۷۴ ج ۶، بحر الرائق ص ۳۹۷ ج ۸، مبسوط ص ۱۱۲ ج ۲۶، بدائع صنائع ص ۲۹۰ ج ۷)

---

1 ...... یعنی تالا لگے ہوئے مکان میں۔

2 ...... بہار شریعت میں اس مقام پر "گھر کے مالک پر قسامت و دیت ہے" لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتب میں عبارت اس طرح ہے "گھر کے مالک کے عاقلہ پر قسامت و دیت ہے"، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔...علمیه

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الجنايات، الباب الخامس عشر في القسامة، ج ٦، ص ٨٣.

4 ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الجنايات، باب الشهادة على الجناية، ج ٢، ص ٣٩٧.

5 ...... "البحر الرائق"، كتاب الديات، باب القسامة، ج ٩، ص ١٩٥.

6 ...... یعنی دشمنی۔ 7 ...... یعنی لڑنے والوں پر۔

8 ...... "البحر الرائق"، كتاب الديات، باب القسامة، ج ٩، ص ٢٠٠.

9 ...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الجنايات، باب الشهادة على الجناية، ج ٢، ص ٣٩٧.

10 ...... المرجع السابق، ص ٣٩٦.

متفرقات

مسئلہ۱: اگر کسی شخص کو عمداً زخمی کیا گیا۔ اس نے دو آدمیوں کو گواہ بنا کر یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد وہ مرگیا تو اس میں اگر قاضی اور عام لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ اسی شخص نے زخمی کیا ہے تو ان گواہوں کی شہادت مقبول نہیں ہے اور اگر کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس شخص نے زخمی کیا ہے تو یہ شہادت صحیح ہے اور اس کے بعد اگر اولیائے مقتول گواہوں سے اسی شخص کے زخمی کرنے کا ثبوت فراہم کردیں تو یہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔[1] (عالمگیری، ص ۸۷، ج ۶)

مسئلہ۲: اگر کسی زخمی نے یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص نے مجھے زخمی کیا ہے پھر وہ مرگیا اور اولیاء نے گواہوں سے کسی دوسرے کو زخمی کرنے والا ثابت کیا تو یہ گواہی مقبول نہیں ہوگی۔[2] (عالمگیری، ص ۸۷، ج ۶)

مسئلہ۳: اگر کسی زخمی نے یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص نے مجھے زخمی کیا ہے پھر مرگیا پھر مقتول کے ایک لڑکے نے اس بات پر گواہ پیش کئے کہ مقتول کے دوسرے لڑکے نے اس کو خطاءً زخمی کیا تھا تو یہ شہادت مقبول ہوگی۔[3] (عالمگیری ص ۸۷ ج ۶)

مسئلہ۴: اگر کوئی سوار کسی راہ گیر سے پیچھے کی طرف آ کر ٹکرایا اور سوار مرگیا تو راہ گیر پر اس کا ضمان نہیں ہے اور راہ گیر مرگیا تو سوار پر اس کا ضمان ہے کشتیوں کی ٹکر کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔[4] (قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۴۴، ج ۳، عالمگیری ص ۸۸ ج ۶)

مسئلہ۵: اگر دو جانور آپس میں ٹکرا گئے اور ایک مرگیا اور دونوں کے ساتھ ان کے سائق تھے تو دوسرے پر ضمان واجب ہے۔[5] (قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۴۴، ج ۳)

مسئلہ۶: اگر دو ایسے سوار آپس میں ٹکرا گئے کہ ایک ٹھیرا ہوا تھا اور دوسرا چل رہا تھا اور اسی طرح دو آدمی آپس میں ٹکرا گئے کہ ایک چل رہا تھا اور دوسرا کھڑا ہوا تھا اور ٹھیرے ہوئے کو کچھ صدمہ پہنچا تو اس کا تاوان چلنے والے پر واجب ہوگا۔[6] (قاضی خان علی الہندیہ ص ۴۴۴ ج ۳، عالمگیری ص ۸۸ ج ۶)

مسئلہ۷: کوئی شخص راستے میں سو رہا تھا کہ ایک راہ گیر نے اس کو کچل دیا اور دونوں کی ایک ایک انگلی ٹوٹ گئی تو چلنے

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحنايات، الباب السابع عشر في المتفرقات، ج ٦، ص ٨٧.

2 ......المرجع السابق.　　3 ......المرجع السابق.

4 ......المرجع السابق، ص ٨٨.

5 ......"الفتاوی الخانية"، كتاب الحنايات، فصل في القتل الذي يوجب الدية، ج ٢، ص ٣٩١.

6 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الحنايات، الباب السابع عشر في المتفرقات، ج ٦، ص ٨٨.

والے پر تاوان ہے سونے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر ان میں سے کوئی مرجائے درآں حالیکہ ایک دوسرے کے وارث ہوں تو سونے والا چلنے والے کا ترکہ پائے مگر چلنے والا سونے والے کا ترکہ نہیں پائے گا۔[1] (قاضی خاں علی الہندیہ، ص۴۴۴، ج۳)

مسئلہ ۸: دو شخص کسی درخت کو کھینچ رہے تھے کہ وہ ان پر گر پڑا جس سے وہ دونوں مرگئے ہر ایک کے عاقلہ پر دوسرے کی نصف دیت ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک مرگیا تو دوسرے کے عاقلہ پر نصف دیت ہے۔[2] (قاضی خان علی الہندیہ ص۴۴۴، ج۳، عالمگیری، ص۹۰، ج۶)

مسئلہ ۹: اگر کسی نے کسی کا ہاتھ پکڑا اور اس نے اپنا ہاتھ کھینچا اور ہاتھ کھینچنے والا گر کر مرگیا تو اگر پکڑنے والے نے مصافحہ کرنے کے لیے پکڑا تھا تو کوئی ضمان نہیں ہے اور اگر اس کے موڑنے اور ایذا دینے کے لیے پکڑا تھا تو پکڑنے والا اس کی دیت کا ضامن ہے اور اگر پکڑنے والے کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو ہاتھ کھینچنے والا ضامن نہیں ہے۔[3] (عالمگیری، ص۸۸، ج۶)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص نے دوسرے کو پکڑا اور تیسرے شخص نے پکڑے ہوئے آدمی کو قتل کر دیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کی سزا دی جائے گی۔[4] (عالمگیری ص۸۸ ج۶)

مسئلہ ۱۱: کسی نے دوسرے کو پکڑا اور تیسرے نے آ کر پکڑے ہوئے کا مال چھین لیا تو چھیننے والا ضامن ہے پکڑنے والا ضامن نہیں ہے۔[5] (عالمگیری، ص۸۸، ج۶)

مسئلہ ۱۲: کوئی شخص کسی کے کپڑے پر بیٹھ گیا کپڑے والے کو علم نہ تھا وہ کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے کپڑا پھٹ گیا تو بیٹھنے والا کپڑے کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔[6] (عالمگیری ص۸۸ ج۶)

مسئلہ ۱۳: اگر کسی نے اپنے گھر میں لوگوں کو دعوت دی اور ان لوگوں کے چلنے یا بیٹھنے سے فرش یا تکیہ پھٹ گیا تو یہ ضامن نہیں ہیں۔ اور اگر کسی برتن کو ان میں سے کسی نے کچل دیا یا ایسے کپڑے کو جو بچھایا نہیں جاتا ہے کچل کر خراب کر دیا تو ضامن ہوں گے اور اگر ان کے ہاتھ سے گر کر کوئی برتن ٹوٹ گیا تو ضامن نہیں ہیں اور اگر ان مہمانوں میں سے کسی کی تلوار لٹکی ہوئی تھی اور اس سے فرش پھٹ گیا تو ضامن نہیں ہے۔[7] (عالمگیری از محیط، ص۸۸، ج۶)

مسئلہ ۱۴: اگر صاحب خانہ نے مہمانوں کو بستر پر بیٹھنے کی اجازت دی اور وہ بیٹھ گئے بستر کے نیچے صاحب خانہ کا

---

1. ......"الفتاوی الخانیة"، کتاب الجنایات، فصل فی القتل الذی یوجب الدیة، ج۲، ص۳۹۱.
2. ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب الجنایات، الباب السابع عشرفی المتفرقات، ج۶، ص۹۰.
3. ......المرجع السابق، ص۸۸.
4. ......المرجع السابق.
5. ......المرجع السابق.
6. ......المرجع السابق.
7. ......المرجع السابق.

چھوٹا بچہ لیٹا ہوا تھا ان کے بیٹھنے سے وہ کچل کر مر گیا تو مہمان اس کی دیت کا ضامن ہے۔ اسی طرح اگر بستر کے نیچے کسی اور کے شیشے وغیرہ کے برتن تھے وہ ٹوٹ گئے تو مہمان کو تاوان دینا ہوگا۔ [1] (عالمگیری از ذخیرہ ص۸۸ ج۶)

مسئلہ ۱۵: اگر کسی نے کسی سوئے ہوئے آدمی کی فصد کھول دی جس سے اتنا خون بہا کہ سونے والا مر گیا تو فصد کھولنے والے پر قصاص واجب ہے۔ [2] (عالمگیری از قنیہ ص۸۸ ج۶)

مسئلہ ۱۶: اگر کسی نے یہ کہا کہ میں نے فلاں شخص کو قتل کیا ہے لیکن عمداً یا خطاءً کچھ نہیں کہا تو اس کے اپنے مال سے دیت ادا کی جائے گی۔ [3] (عالمگیری از منتقی وذخیرہ، ص۸۸، ج۶)

مسئلہ ۱۷: اگر کسی نے کسی کو ہاتھ یا پیر سے مارا اور وہ مر گیا تو یہ شبہ عمد کہلائے گا اور اگر تنبیہ کے لیے کسی ایسی چیز سے مارا تھا جس سے مرنے کا اندیشہ نہیں تھا مگر مر گیا تو قتلِ خطا کہلائے گا اور اگر مارنے میں مبالغہ کیا تھا تو یہ بھی شبہ عمد کہلائے گا۔ [4] (عالمگیری از محیط، ص۸۸، ج۶)

مسئلہ ۱۸: اگر کسی نے کسی کو تلوار مارنے کا ارادہ کیا جس کو مارنا چاہتا تھا اس نے تلوار ہاتھ سے پکڑ لی۔ تلوار والے نے تلوار کھینچی جس سے پکڑنے والے کی انگلیاں کٹ گئیں تو اگر جوڑ سے کٹ گئی ہیں تو قصاص لیا جائے گا۔ اگر جوڑ کے علاوہ کسی جگہ سے کٹی ہیں تو دیت لازم ہوگی۔ [5] (عالمگیری از ذخیرہ، ص۸۹، ج۶)

مسئلہ ۱۹: اگر کسی کے دانت میں درد ہو اور وہ دانت معین کر کے ڈاکٹر سے کہے کہ اس دانت کو اکھیڑ دو اور ڈاکٹر دوسرا دانت اکھیڑ دے پھر دونوں میں اختلاف ہو جائے تو مریض کا قول حلف کے ساتھ معتبر ہوگا اور ڈاکٹر کے مال میں دیت لازم ہوگی۔ [6] (عالمگیری از قنیہ، ص۸۹، ج۶)

مسئلہ ۲۰: اگر دو آدمی کسی تیسرے کا دانت خطاءً توڑ دیں تو دونوں کے مال سے دیت ادا کی جائے گی۔ [7] (عالمگیری از قنیہ ص۸۹ ج۶)

مسئلہ ۲۱: اگر کسی نے حسب معمول اپنے گھر میں آگ جلائی۔ اتفاقاً اس سے اس کا اور اس کے پڑوسی کا گھر جل گیا تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔ [8] (عالمگیری از فصول عمادیہ ص۸۹ ج۶)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الجنايات، الباب السابع عشر في المتفرقات، ج٦، ص٨٨.

2 ...... المرجع السابق.
3 ...... المرجع السابق.
4 ...... المرجع السابق، ص٨٨، ٨٩.

5 ...... المرجع السابق، ص٨٩.
6 ...... المرجع السابق.
7 ...... المرجع السابق.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۲: اگر کسی نے اپنے گھر کے تنور میں گنجائش سے زیادہ لکڑیاں جلائیں جس سے اس کا اور اس کے پڑوسی کا گھر جل گیا تو یہ ضامن ہوگا۔[1] (عالمگیری از محیط ص ۸۹ ج ۶)

مسئلہ ۲۳: اگر کسی نے اپنے لڑکے کو اپنی زمین میں آگ جلانے کا حکم دیا، لڑکے نے آگ جلائی جس سے چنگاریاں اڑکر پڑوسی کی زمین میں گئیں جن سے اس کا کوئی نقصان ہوگیا تو باپ ضامن ہوگا۔[2] (عالمگیری از قنیہ ص ۸۹ ج ۶)

مسئلہ ۲۴: اگر کسی سمجھ دار بچے نے کسی کی بکری پر کتا دوڑایا جس سے بکری بھاگ گئی اور غائب ہوگئی تو یہ بچہ ضامن نہیں ہوگا۔[3] (عالمگیری از قنیہ ص ۹۰ ج ۶)

مسئلہ ۲۵: کسی نے اپنے جانور کو دیکھا کہ دوسرے کا غلہ کھا رہا تھا اور اس کو غلہ کھانے سے نہیں روکا تو نقصان کا ضامن ہوگا۔[4] (عالمگیری ص ۹۰ ج ۶)

مسئلہ ۲۶: کسی کا جانور دوسرے کے کھیت میں گھس کر نقصان کر رہا ہو تو اگر جانور کے مالک کے کھیت میں جانور کو نکالنے کے لیے گھسنے سے بھی نقصان ہوتا ہے مگر جانور کو نہ نکالا جائے تو زیادہ نقصان کا خطرہ ہے تو گھس کر جانور کو نکالنا واجب ہے اور اس کے کھیت میں گھسنے سے جو نقصان ہوگا اس کا ضامن بھی یہی ہوگا اور اگر جانور کسی دوسرے کا ہو تو اس کا نکالنا واجب نہیں ہے۔ پھر بھی اگر نکال رہا تھا کہ جانور ہلاک ہوگیا تو جانور کی قیمت کا یہ ضامن نہیں ہوگا۔[5] (عالمگیری، ص ۹۰، ج ۶)

مسئلہ ۲۷: اگر کسی کے خصیتین پر کسی نے چوٹ ماری جس سے ایک یا دونوں خصیتین زخمی ہوگئے تو حکومت عدل ہے۔[6] (عالمگیری از قنیہ ص ۹۰ ج ۶)

مسئلہ ۲۸: اگر کسی نے کسی کا مویشی خانہ غصب کرکے اس میں اپنے جانور باندھے پھر اس کے مالک نے جانوروں کو نکال دیا تو اگر کوئی جانور گم ہوگیا تو مویشی خانے کا مالک ضامن ہوگا۔[7] (عالمگیری از جامع اصغر ص ۹۰ ج ۶)

مسئلہ ۲۹: اگر کسی نے جانور کا ہاتھ یا پیر کاٹ کر اسے ہلاک کردیا یا ذبح کردیا تو مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو یہ ہلاک شدہ جانور ہلاک کرنے والے کو دے دے اور اس سے قیمت وصول کرلے یا اس جانور کو اپنے پاس رکھ لے اور ضمان وصول نہ[8] کرے۔[9] (عالمگیری ص ۹۰ ج ۶)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ٦، ص ٨٩.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق، ص ٩٠. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

8 ...... بہار شریعت میں اس مقام پر " ضمان وصول کرے " لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل کتاب میں عبارت اس طرح ہے "ضمان وصول نہ کرے"، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کردی ہے۔...علمیہ

9 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفرقات، ج ٦، ص ٩٠.

عاقلہ کا بیان

مسئلہ ۱: عاقلہ وہ لوگ کہلاتے ہیں جو قتل خطاء یا شبہ عمد میں ایسے قاتل کی طرف سے دیت ادا کرتے ہیں جو ان کے متعلقین میں سے ہے اور یہ دیت اصالۃً واجب ہوئی ہو اور اگر وہ دیت اِصالۃً واجب نہ ہوئی ہو مثلاً قتل عمد میں قاتل نے اولیائے مقتول سے مال پر صلح کرلی ہو تو قاتل کے مال سے ادا کی جائے گی اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کو عمداً قتل کردیا ہو تو گو اصالۃً قصاص واجب ہونا چاہیے تھا مگر شبہ کی وجہ سے قصاص کے بجائے دیت واجب ہوگی جو باپ کے مال سے ادا کی جائے گی۔ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں عاقلہ پر دیت واجب نہ ہوگی۔[1] (درمختار و شامی، ص ۵۶۱، ج ۵، عالمگیری، ص ۸۳، ج ۶، بحرالرائق، ص ۳۹۹، ج ۸، فتح القدیر، ص ۴۰۲، ج ۸، تبیین الحقائق، ص ۱۷۶، ج ۶، بدائع صنائع، ص ۲۵۶، ج ۷، قاضی خان علی الہندیہ، ص ۴۴۸، ج ۳)

مسئلہ ۲: حکومت کے مختلف محکموں کے ملازمین اور ایسی جماعتیں جن کو حکومت بیت المال سے سالانہ یا ماہانہ وظیفہ دیتی ہے یا ہم پیشہ جماعتیں ایک شہر یا ایک قصبہ یا ایک گاؤں یا ایک محلے کے لوگ یا ایک بازار کے تاجر جن میں یہ معاہدہ یا رواج ہو کہ اگر ان کے کسی فرد پر کوئی افتاد پڑے تو سب مل کر اس کی اعانت و مدد کرتے ہیں تو وہی فریق اس قاتل کا عاقلہ ہوگا جس کا یہ فرد ہے اور اگر ان میں اس قسم کا رواج نہیں ہے تو قاتل کے آبائی رشتہ دار اس کے عاقلہ کہلائیں گے جن میں الاقرب فالاقرب کا اصول جاری ہوگا اور دیت کی ادائیگی میں قاتل بھی عاقلہ کے ساتھ شریک ہوگا لیکن اس زمانہ میں چونکہ اس قسم کا رواج نہیں ہے اور بیت المال کا نظام بھی نہیں ہے لہٰذا آج کل عاقلہ صرف قاتل کے آبائی رشتہ دار ہوں گے اور اگر کسی شخص کے آبائی رشتہ دار بھی نہ ہوں تو قاتل کے مال سے تین سال میں دیت ادا کی جائے گی۔[2] (درمختار و شامی، ص ۵۶۶، ج ۵، عالمگیری، ص ۸۳، ج ۶، بحرالرائق، ص ۴۰۰، ج ۸، فتح القدیر، ص ۴۰۵، ج ۸، تبیین الحقائق، ص ۱۷۸، ج ۶، بدائع صنائع، ص ۲۵۶، ج ۷، قاضی خاں علی الہندیہ، ص ۴۴۸، ج ۳)

فائدہ: آج کل کارخانوں اور مختلف اداروں میں ملازمین اور مزدوروں کی یونینیں[3] بنی ہوئی ہیں جن کے مقاصد میں بھی یہ شامل ہے کہ کسی ممبر پر کوئی افتاد پڑے تو یونین اس کی مدد کرتی ہے لہٰذا کسی یونین کے ممبر کے عاقلہ کے قائم مقام اسی یونین کو مانا جائے گا جس کا یہ ممبر ہے۔

والحَمْدُ لِلّٰہِ علیٰ الائہٖ والصَّلوٰۃُ والسَّلام علیٰ افضلِ انبیائہٖ وعلیٰ الہٖ وصَحْبِہٖ واولیائہٖ وعلینا معھم یا ارحمَ الراحمین واٰخردعوانا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہ ربِّ الْعٰلَمِیْنَ.

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب السادس عشرفی المعاقل، ج۶، ص۸۳.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب المعاقل، ج۱۰، ص۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۶.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الجنایات، الباب السادس عشرفی المعاقل، ج۶، ص۸۳.
و"الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب المعاقل، ج۱۰، ص۳۵۰.

3 ...... یونین کی جمع، ادارہ، انجمن وغیرہ۔